(خطرناک لاشیں (از ابن صفی

باب اول

محکمہ سراغ رسانی کے ڈائریکٹر جنرل رحمان صاحب نے مضطربانہ انداز میں سپرنٹنڈنٹ کیپٹن فیاض کے نمبر ڈائیل کئے اور پھر تھوڑی دیر بعد ماؤتھ پیس میں بولے رحمان اسپیکنگ! فوراً آؤ۔ میں آفس سے بول رہا ہوں۔

سلسلہ منطقع کرکے انہوں نے سامنے پھیلے ہوئے کاغذات سمیٹے اور میز پر رکھی ہوئی گھنٹی بجائی۔ ایک خوش پوش اور وجیہہ آدمی چق ہٹا کر اندر داخل ہوا۔

رحمان صاحب آنکھوں کی جنبش سے کاغذات کی طرف اشارہ کرکے پائپ میں تمباکو بھرنے لگے۔ ان کی آنکھوں میں گہرے تفکر کے آثار ہویدا تھے۔

آنے والے نے کاغذات اکھٹے کرکے چمڑے کے ایک تھیلے میں بند کئے اور دوسری میز پر جاکر تھیلے کو سیلیگ ویکس سے سیل کرنے لگا۔ کمرے کی فضا پر بوجھل سی خاموشی مسلط تھی اور بالکل ایسا معلوم ہورہا تھا جیسے بیٹھنے والے کبھی بولتے ہی نہ ہوں۔

تھیلا سیل کرکے وہ آدمی اسے پھر رحمان صاحب کی میز پر لایا! رحمان صاحب نے اس پر لگی ہوئی سیلوں !کا جائزہ لیا پھر ایک سیل سے منسلکہ کارڈ پر اپنے دستخط کرنے لگے

اتنے میں چپڑاسی نے آکر ایک وزیٹنگ کارڈ پیش کیا۔ یہ کارڈ غالباً کیپٹن فیاض ہی کا تھا! رحمان صاحب نے سر ہلا کر آنے والے کے داخلے کی اجازت دی! چپڑاسی پھر سے باہر چلاگیا! کیپٹن فیاض کے اندر داخل !ہوتے ہی وہ آدمی تھیلا لہرے باہر نکل گیا

بیٹھ جاؤ! رحمان صاحب نے فیاض کی طرف دیکھے بغیر کہا۔ وہ پائپ سلگارہے تھے! فیاض کا چہرہ اترا ہوا !تھا! ایسا معلوم ہورہا تھا جیسے وہ یہاں محض ڈانٹ پھنکار سننے کے لئے آیا ہو

ہاں کیا قصہ ہے؟

کیا عرض کروں جناب! یہ معاملہ ابھی تک میری سمجھ میں نہیں آیا۔

!میں صرف واقعہ معلوم کرنا چاہتا ہوں

فیاض نے ایک طویل سانس لے کر ہونٹوں پر زبان پھیری اور پھر بولا! آج روشن آباد میں ایک لاش سڑک پر پائی گئی۔ روشن آباد پولیس اسٹیشن کا انچارج اس کی اطلاع ملتے ہی موقعہ واردات پر پہنچا لیکن لاش پر !جھکا ہی تھا کہ ایک زور دار دھماکہ ہوا اور پھر نہ وہاں لاش کا پتہ تھا اور نہ انچارج کا

فیاض نے خاموش ہوکر پھر ایک طویل سانس لی اور تھوڑے توقف کے بعد بولا۔ لیکن تقریباً سوگز کے گھیرے !میں لاتعداد گوشت کے تکڑے تکڑے بکھرے ہوئے نظر آرہے تھے

!ہم! رحمان صاحب نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا

خدا بہتر جانتا ہے۔ یقین کے ساتھ نہیں کہا جاسکتا! کیونکہ ابھی تک کوئی ایسی شہادت نہیں ملی جس سے یہ ثابت ہوسکے کہ انچارج پر بم پھینکا گیا تھا! ایسے نشانات بھی نہیں ملے کہ بم کے متعلق سوچا جاسکے۔ ویسے دھماکہ تو دور دور تک سنا گیا تھا۔

پھر آخر اسے کیا کہو گے؟

کیا عرض کیا جائے جناب کچھ سمجھ میں نہیں آتا!

لاش کی شناخت ہوسکی تھی!

نہیں جناب اس کی تو نوبت ہی نہیں آنے پائی!

سنا ہے لاش بالکل برہنہ تھی!

جی ہاں! بالکل برہنہ!

زخم کے نشانات!

نہیں جناب! جن لوگوں نے لاش دیکھ کر تھانے میں اطلاع پہنچائی تھی ان کا بیان ہے کہ نہ تو انہوں نے لاش کے آس پاس کہیں خون کے دھبے دیکھے تھے اور نہ مرنے الے ہی کے جسم پر کہیں کوئی زخم تھا!

فیاض!

جناب والا!

کیا انہوں نے یہ بھی کہا تھا کہ لاش الٹ پلٹ کر دیکھی گئی تھی!

جی نہیں!

پھر تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ لاش پر زخم نہیں تھے۔

میں عرض کیا نا کہ یہ ان لوگوں کا بیان ہے جس کی تصدیق نہیں ہوسکی تھی! انچارج کچھ بتانے کے لئے زندہ ہی نہیں بچا!

مرنے والا کوئی غیر ملکی تو نہیں تھا!

میری دانست میں تو وہ ایشیاء ہی کے کسی ملک سے تعلق رکھتا تھا ورنہ اس کے کپڑےکیوں اتار لیے جاتے!

میں نہیں سمجھا!

غالباً اس کی قومیت ہی چھپانے کے لئے اس کا لباس اتار لیا گیا تھا!

ہاں یہ چیز کسی حد تک ممکن ہے! رحمان صاحب نے کچھ سوچتے ہوئے کہا! لیکن کیا آس پاس کے کسی آدمی نے مرنے والے کو پہچانا نہیں تھا!

جی نہیں! ابھی تک ایسی کوئی اطلاع نہیں مل سکی!

پھر اب تم کیا کرو گے!

جب تک معاملات کی نوعیت سمجھنے نہ آئے!

معاملات کی نوعیت سمجھنے کیلئے تم اسی نالائق کے پاس دوڑو گے! غالباً اشارہ عمران کی طرف تھا۔
ضروری نہیں جناب! پھر اگر دوڑنا ہی پڑا تو ظاہر ہے کام نکلنے سے مطلب!

بکواس ہے! اسی طرح سارے کیس سیکرٹ سروس والوں کے پاس پہنچ جاتے ہیں! اگر یہی حال رہا تو پھر اپنے محکمے کا وجود ہی عضو معطل ہوکر رہ جائے گا! میں نہیں سمجھ سکتا کہ محکمہ خارجہ نے داخلی امور میں کیوں دخل اندازی شروع کردی ہے!

میں نہیں سمجھا!

کچھ نہیں! رحمان صاحب ٹال گئے! وہ اس نئے محکمے کے متعلق تفصیل میں نہیں جانا چاہتے تھے جس کا چیف آفیسر ایکسٹو تھا!

فیاض صرف اتنا ہی جانتا تھا کہ محکمہ خارجہ کی سیکرٹ سروس کے کچھ ممبر دارالحکومت میں بھی رہتے ہیں! اسے نہ تو ان کے اختیارات کا علم تھا اور نہ ہی معلوم تھا کہ ان کا طریق کار کیا ہے! اور یہ بات بھی پہلی بار اس کے علم میں آئی تھی کہ عمران کو درمیان میں لانے سے کیس سیکرٹ سروس والوں کے پاس پہنچ جاتے ہیں! اسے اس اطلاع پر حیرت ہوئی تھی۔ لیکن جب اس نے محسوس کیا کہ رحمان صاحب اس مسئلے پر وضاحت کے ساتھ گفتگو کرنے پر تیار نہیں تو وہ بھی خاموش ہوگیا۔ ہوسکتا ہے کہ مقتول روشن آباد کا باشندہ ہو اگر کوشش کی جائے تو معلوم ہوسکتا ہے!

جی ہاں، میں کوشش کررہا ہوں! لیکن ابھی تک کوئی امید افزا صورت نہیں نظر آتی!

اس واقعہ کے کس پہلو پر تم زیادہ زور دے رہے ہو!

دھماکے پر جناب! یہ ایک غیر معمولی چیز تھی! ایسے واقعات تو کبھی افواہاً بھی سننے میں نہیں آئے! پھر اس دھماکے کا مقصد اس کے علاوہ اور کیا ہوسکتا تھا کہ لاش کی شناخت نہ ہوسکے!

لیکن وہ دھماکہ پہلے بھی تو ہوسکتا تھا! رحمان صاحب نے کہا!

کیا یہ ضروری تھا کہ لاش اسی وقت ناقابل شناخت بنائی جاتی جب پولیس وہاں پہنچ جاتی!

اس سے پہلے ایسا کیوں نہ ہوا! اگر مقصد یہ تھا کہ اس طرح پولیس کو دہشت زدہ کیا جائے تو پھر اس کا مقصد بھی تلاش کرنا پڑے گا!

دھماکے کے متعلق دیکھنے والوں کا بیان ہے کہ وہ لاش کے پھٹنے ہی کی پناہ پر ہوا تھا!

قریب وجوار سے اگر بم پھینکا گیا ہوتا تو کچھ اور لوگوں کا بھی زخمی ہونا ضروری تھا! کیونکہ لاش کے گرد کافی بھیڑ تھی! مگر صرف انچارج ہی کے چیتھڑے اڑگئے جو لاش پر جھکا ہوا تھا، بقیہ لوگوں کے جسموں سے گوشت کے لوتھڑے ہی ٹکرائے تھے!

پہلی بات تو یہ کہ لاش برہنہ تھی! رحمان صاحب نے کچھ سوچتے ہوئے کہا!

تمہارا کیا خیال ہے کہ مرنے والے کی قومیت اور وطنیت چھپانے کے لئے اسے برہنہ کردیا گیا تھا! پھر تمہاری دانست میں وہ دھماکہ اس لئے تھا کہ لاش ہی قابل شناخت نہ رہ جائے! یہ دونوں نظریات یک جا نہیں ہوسکتے ان میں سے ایک کو لامحالہ رد کرنا پڑے گا!

لاش بھی اسی وقت ناقابلِ شناخت بنائی جاسکتی تھی جب مرنے والے کی قومیت چھپانے کے لئے اسے برہنہ کیا گیا تھا! یہ بات سمجھ میں آنے والی نہیں ہے کہ کچھ دیر لاش کی نمائش کرنے کے بعد اسے ناقابلِ شناخت کیوں بناگیا!

جی ہاں یہ ایک بہت الجھاؤ ہے! حقیقت یہ ہے جناب کہ ابھی میں کوئی نظریہ قائم ہی نہیں کرسکا ہوں! فون کی گھنٹی بجی رحمان صاحب نے ریسیور اٹھالیا! پھر فیاض سے بولے تمہاری کال ہے!

فیاض نے ریسیور ان سے لیا چند لمحے دوسری طرف سے بولنے والے کی طرف کان لگائے رہا پھر ریسیور رکھتا ہوا بولا۔ ایک آدمی میرے آفس میں لایا گیا ہے جس نے مقتول کو پچھلی شام دیکھا تھا!

رحمان صاحب سر کو خفیف سی جنبش دے کر بولے! مجھے حالات سے باخبر رکھنا!

بہت بہتر جناب!

جاسکتے ہو! رحمان صاحب نے کہا اور پائپ دانتوں میں دبائے کاغذات کی طرف متوجہ ہوگئے۔ فیاض اٹھ گیا۔

....

باب دوم

!جولیا نے ایکسٹو کے نمبر ڈائل کئے! دوسری طرف سے فوراً ہی جواب ملا

!کیا خبر ہے! ایکسٹو کی آواز آئی

کیپٹن فیاض کو ایک ایسا آدمی مل گیا ہے جس نے مرنے والے کو پچھلی شام کو ایک لڑکی کے ساتھ دیکھا تھا۔

کہاں دیکھا تھا؟

کوئینس روڈ کے تیسرے چوراہے پر! وہ بہت زیادہ نشے میں تھا اور لڑکی سے کہہ رہا تھا کہ وہ پہاڑی ٹٹو ہے اس لئے کار میں نہیں بیٹھے گا! دونوں پیدل ہی چل رہے تھے لیکن وہ نشے کی زیادتی کی وجہ سے لڑکھڑارہا تھا! لڑکی نے ٹیکسی پر چلنے کی تجویز پیش کی تھی! اس پر اس نے کہا تھا کہ وہ اسی کی پیٹھ پر سوار ہوجائے پھر جہاں کہے گی سرپٹ دوڑتا ہوا لے جائے گا۔ وہ خود ہی پہاڑی ٹٹو ہے کار میں نہیں بیٹھے !گا

!پھر

گواہ ان کا تماشہ دیکھنے کے لئے کچھ دیر وہاں رکا تھا! پھر لڑکی نے ایک ٹیکسی رکوائی لی اور وہ وہاں سے چلے گئے تھے! اتفاق سے گواہ نے آج لاش بھی دیکھی تھی اور اس پر نظر پڑتے ہی اسے پچھلی رات کا واقعہ یاد آگیا تھا۔

!مرنے والے کے متعلق اس نے کیا بتایا ہے؟ کیا وہ کوئی مقامی تھا

جی نہیں اس کا بیان ہے کہ وہ اسے نیپالی معلوم ہوا تھا! لڑکی اور وہ دونوں انگریزی میں گفتگو کررہے تھے! !لڑکی سفید فام تھی! لیکن گواہ یہ نہیں بتاسکا کہ اس کا تعلق مغرب کے کس ملک سے ہوسکتا ہے۔

!گواہ کے متعلق تفصیل

وہ جوزف اینڈ جوزف کی فرم میں چیف اکاؤنٹنٹ ہے! نام جعفر سعید تیرہ جاوید اسٹریٹ میں رہتا ہے! کیا تم نے براہِ راست گفت اسی آدمی جعفر سعید سے معلومات حاصل کی ہیں۔

جی نہیں! یہ اطلاعات صفدر نے سوپر فیاض کے آفس سے فراہم کی ہیں۔

!اس آدمی سے براہِ راست گفت و شنید کرو! اس کے لئے تم بذات خود ہی موزوں ہو

!بہت بہتر جناب

!دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہوگیا! جولیا نے جیسے ہی ریسیور رکھا پھر گھنٹی بجی

!ہیلو! اس نے دوبارہ ریسیور اٹھا ماؤتھ پیس میں کہا

!صفدر اسپیکنگ

!یس صفدر پلیز

کیپٹن فیاض کے آدمیوں نے جعفر سعید کی نگرانی شروع کردی ہے! تین آدمی مستقل طور پر اس کے پیچھے لگے ہوئے ہیں! یہ تعاقب تقریباً ساڑھے تین گھنٹے سے جاری ہے! اس وقت جعفر سعید اپنے آفس میں ہے

!لیکن وہ تینوں باہر اس کے منتظر ہیں

!اس تعاقب یا نگرانی کا مقصد کیا ہے

!مقصد نہیں معلوم ہوسکا

!تم نے بروقت اطلاع دی! شکریہ! اور کچھ کہنا ہے

نہیں دوسری طرف سے آواز آئی اور سلسلہ منقطع ہوگیا۔

جولیا نے ڈس کنکٹ کرکے پھر ایکسٹو کے نمبر ڈائل کیے اور صفدر سے ملی ہوئی اطلاع اس تک پہنچائی۔ اگر فیاض کے آدمی اس کا تعاقب کررہے ہیں تو تم اس سے ہرگز نہ ملنا! دوسری طرف سے آواز آئی۔ دوسرے احکامات کا انتظار کرو۔

ایکسٹو نے سلسلہ منقطع کردیا۔

....

باب سوم

عمران نے کوئنس روڈ کی تیرھویں عمارت کے سامنے رک کر اِدھر اُدھر دیکھا اور پھر کمپاؤنڈ میں داخل ہوگیا۔ اسے یقین تھا کہ آس پاس کوئی ایسا آدمی موجود نہیں جس پر نگرانی کرنے کا شبہ کیا جاسکے اور !مختصر سی روش طے کرکے برآمدے میں آیا! دوسرے ہی لحمے میں اس کی انگلی کال بیل کے بٹن پر تھی

کچھ دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک بوڑھے آدمی نے باہر سر نکال کر عمران کی طرف سوالیہ نظروں سے !دیکھا

کیا مسٹر جعفر سعید تشریف رکھتے ہیں ہیں! اس نے پوچھا۔

!جی فرمائیے

!آپ ہی ہیں

!جی ہاں

مجھے کیپٹن فیاض نے بھیجا ہے۔

بوڑھے نے ایک طویل سانس لی اور مردہ سی آواز میں بولا۔ تشریف لائیے۔ وہ ایک طرف ہٹ گیا۔

کچھ دیر بعد عمران ایک مختصر نشست کے کمرے میں بیٹھا اس سے گفتگو کررہا تھا۔

!آپ کو یقین ہے کہ وہ کوئی نیپالی ہی تھا

میرا اندازہ ہے! میں پہلے ہی عرض کرچکا ہوں کہ یقین کے ساتھ کچھ نہیں کہا جاسکتا! ویسے اس کے چہرے !کی بناوٹ نیپالیوں جیسی ہی تھی

میں آپ کی یاداشت کی داد دیے بغیر نہیں رہ سکتا مسٹر سعید آپ نے اسے سرراہے دیکھنے کے باوجود بھی !مردہ حالت میں پہچان لیا

پہچان لینے کی وجہ تھی۔ میں نے اسے اسطرح نہیں دیکھا تھا جیسے دو اجنبی قریب سے گزرتے وقت ایک !دوسرے پر یونہی لایعنی سی نظریں ڈالتے ہیں! میں تو اس کے بہکنے کے تماشے دیر تک دیکھتا رہا تھا

لڑکی دیسی ہی تھی۔

جی نہیں! مجھے یقین ہے کہ وہ یورپین تھی! لیکن پہلے ہی عرض کرچکا ہوں کہ اس کی صحیح قومیت کا اندازہ نہیں کرپایا تھا! ویسے وہ دونوں ہی انگریزی میں گفتگو کررہے تھے۔

لڑکی کا لہجہ انگریزوں کا سا نہیں تھا۔ عمران نے پوچھا۔

نہیں مجھے تو نہیں معلوم ہوا تھا۔ سعید نے جواب دیا۔

آپ انہیں اسی چوراہے پر چھوڑ کر آگے بڑھ گئے تھے۔

جی نہیں میں اس وقت آگے بڑھا تھا جب وہ دونوں ایک ٹیکسی میں بیٹھ گئے تھے۔

لڑکی نے ٹیکسی ڈرائیور کو کہاں کا پتہ بتایا تھا۔

میں نہیں سن سکا تھا! اس نے اکتا کر ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

اگر یہ معلوم ہوتا کہ دوسرے دن اسکی برہنہ لاش نظر آئیگی تو ضرور سننے کی کوشش کرتا۔

عمران نے سوچا ممکن ہے یہ آدمی اخبارات میں اپنا نام دیکھنے کا شائق ہو اور جو کچھ بھی اس نے بتایا ہے اس میں سرے سے صداقت ہی نہ ہو! پھر بھی وہ اس سے لڑکی کا حلیہ پوچھ ہی بیٹھا۔

میرا خیال ہے کہ وہ غیر معمولی طور پر خوبصورت تھی! اس سے زیادہ میں اور کچھ نہ بتا سکونگا۔

یہی بہت ہے کہ وہ غیر معمولی طور پر حسین تھی۔ عمران نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

اگر نہ ہوتی تو ہم یا آپ اس کا کیا بگاڑ لیتے۔ اچھا تکلیف دہی کی معافی چاہتا ہوں۔

عمران اٹھ گیا۔

....

باب چہارم

تیسرے چوتھے دن پھر ایک برہنہ لاش شہر کے ایک حصے میں پائی گئی۔ لیکن کسی کو ہمت نہیں پڑی کہ لاش کے قریب بھی جاتا! قریبی تھانے میں بھی اس کی اطلاع پہنچی اور پولیس وہاں آگئی جہاں لاش پڑی ہوئی تھی لیکن دور ہی سے اس کا جائزہ لیا جاتا رہا۔

سورج ابھی نہیں طلوع ہوا تھا! سڑکیں پوری طرح نہیں جاگی تھیں پھر بھی اس حصے میں جہاں لاش پڑی ہوئی تھی تل رکھنے کی بھی جگہ نہ رہ گئی تھی!

لاش کے قریب جانے کی ہمت کوئی بھی نہ کرسکا! پھر سورج طلوع ہوا اور اہستہ آہستہ تمازت بڑھتی رہی اس دوران میں پولیس نے اتنا ہی کام کیا کہ لاٹھی چارج کرکے ٹریفک کے لئے سڑکیں صاف کردیں! اس وقت تک سارے آفیسر بھی وہاں پہنچ گئے تھے!

ایک بڑی ایمبولینس گاڑی لاش کے قریب لے جائی گئی! لیکن دوسرے ہی لمحے میں ایک زور دار دھماکے ساتھ لاش کے پرخچے اڑ گئے گوشت کے لوتھڑے اچھل اچھل کر دور تک بکھر گئے تھے! لیکن اس بار کسی زندہ آدمی کی شامت نہیں آئی تھی!

اس بھیڑ میں عمران بھی موجود تھا اور لاش کے اس طرح پھٹ جانے پر اس نے اس انداز میں اپنے سر کو جنبش دی تھی جیسے وہ کسی حد تک اس معاملے کی نوعیت کو سمجھ چکا ہو!

کیپٹن فیاض بھی اس کے قریب ہی موجود تھا! لیکن اسے علم نہیں تھا کہ عمران پہلے ہی اس معاملے میں

دلچسپی لے رہا ہے۔

تھوڑی دیر بعد وہ دونوں گرانڈ ہوٹل کے ایک کیبن میں بیٹھے گفتگو کررہے تھے! فیاض ہی اُسے یہاں لایا تھا۔

!کیا خیال ہے؟ فیاض نے اس سے پوچھا

میں سوچ رہا ہوں کہ یہ سال ختم ہونے سے پہلے ہی شادی کرڈالوں! عمران نے بڑی سنجیدگی سے جواب دیا! بات دراصل یہ ہے کہ اب میں اپنی پرسکون زندگی سے تنگ آگیا ہوں! بیوی کی کائیں کائیں اور بچوں کی چیخ !دھاڑ کے لیے کان ترس گئے رہے ہیں

فیاض کچھ نہ بولا! وہ سوچ رہا تھا کہ عمران سے اس مسئلے پر گفتگو ہی نہ کرے! لیکن پھر وہ خود پر قابو !نہ پاسکا

کیا تم اِدھر اتفاقاً ہی نکل آئے تھے؟

ہاں! وہ اِدھر ہی تو ہے! کیا کہتے ہیں اسے! گھیرال! دریال! پتہ نہیں بھول رہاں! ارمال وہ اس گھر کو کیا !کہتے ہیں جہاں کسی کی شادی ہوتی ہے! ارے ہاں! ستھرال

!سسرال! فیاض برا سا منہ بنا کر بولا

!ہاں وہ اِدھر ہی ہے جہاں باں چیت چل رہی ہے

!وہ توہ تمہاری پیدائش سے پہلے ہی سے چل رہی تھی! فیاض جل کر بولا تھا

!نہیں تو! تم نے کسی اور کے متعلق سنا ہوگا! یہ تو ابھی کی بات ہے۔ میں نے خود ہی معاملات طے کئے ہیں

!مگر مجھے تمہاری شادی میں کوئی دلچسپی نہیں ہے

دلچسپی لے کر دیکھو کہ کیا حال کرتا ہوں تمہارا! عمران غصیلی آواز میں بولا! میں جانتا ہوں کہ اِدھر اُدھر کرنے والے میری شادی کبھی نہ ہونے دیں گے۔ لیکن میں اتنا گدھا نہیں ہوں کہ سسرال کا پتہ دوں گا! ہرگز !نہیں! خود تم سر پٹخ کر مرجاؤ

!میرا دماغ مت چاٹا کرو! صرف اُسے الو بنانے کی کوشش کیا کرو جو تمہیں جانتا نہ ہو

میں تو یہی سمجھتا تھا کہ تم مجھے نہیں جانتے! عمران نے مایوسانہ لہجے میں کہا۔

!کیا تم اس کیس میں دلچسپی لے رہے ہو

!کیوں نہ لوں سوپر فیاض! یہ کیس ہی ایسا ہے

!کیا خیال ہے ان لاشوں کے متعلق

بہت اچھا خیال ہے! اگر کبھی کسی لڑکی کی لاش نظر آئی تو اسی سے شادی کرلوں گا۔

سوپر فیاض کیا بتاؤں! اگر میں کوئی ناول نویس ہوتا تو ان لاشوں کے متعلق ایک ناول ضرور لکھتا اور اس کا نام رکھتا لاشوں کے پٹاخے، کیا خیال ہے؟

!میں تم سے مدد کا طالب نہیں ہوں

مجھے معلوم ہے سوپر فیاض کہ تم نے آئے دن نئی اور خوبصورت اسٹینو لڑکیاں رکھ کر کافی ترقی کرلی !ہے! اور کسی دن بیوی کے ہاتھوں وکٹوریہ کراس پاکر کرئی دہرمشالہ کھول لو گے! اور

!مجھ سے بے تکی بکواس نہ کرنا سمجھے

!تم مجھے بہت دنوں سے جانتے ہو، سوپر فیاض اور نہ بتانا

!......تم سے گفتگو کرنا بھی

!ہاں اپنی بے عزتی کرانے کے مترادف ہے! عمران نے سر ہلا کر کہا

" اس لئے تم چائے کی قیمت ادا کئے بغیر اٹھ جاؤ گے۔ ٹھیک ہے! مگر میں تمہیں آگاہ کردوں گا کہ میں سسرال
"!سے واپس آ رہا ہوں اس لئے میری جیبوں میں تمہیں ایک پائی بھی نہ ملے گی

!فیاض کچھ نہ بولا۔ پیشانی پر شکنیں ڈالے ہوئے چائے پیتا رہا

"!عمران نے کچھ دیر بعد کہا! "اس سلسلے میں جعفر سعید کے پیچھے جھک مارنا فضول ہے

!تم کیا جانو!" فیاض چونک پڑا"

"!میرے لئے یہ سوال غیر ضروری ہے"

"نہیں بتاؤ! تمہیں جعفر سعید کے متعلق کیسے علم ہوا؟"

" میں تم سے کبھی اس قسم کی باتیں نہیں پوچھتا!" عمران نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ "پتہ نہیں میں کس
"!جعفر سعید کا تذکرہ کر رہا ہوں اور تمہارے ذہن میں کوئی اور جعفر سعید ہو

"!تم باقاعدہ طور پر محکمے کی ٹوہ میں رہتے ہو"

" اگر میرا فلیٹ تمہارے محکمے کی ٹوہ میں ہے تو میں بلاشبہ اس میں باقاعدہ طور پر رہتا ہوں! اور کوئی
"!مجھے وہاں سے نکال نہیں سکتا

فیاض کچھ دیر تک عمران کی آنکھوں میں دیکھتا رہا پھر مسکرا کر بولا۔ "تو تم پہلے ہی سے اس کے چکر
!میں ہو! اس لئے جعفر سعید کے متعلق تمہیں بہت کچھ معلوم ہو چکا ہو گا۔

" میں نے اس کے سلسلے میں اپنا وقت برباد کیا" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "لیکن سوپر فیاض اگر تم
"عقل سے کام لو تو وہ آدمی کار آمد بھی ثابت ہو سکتا ہے۔

"کس طرح؟"

" غیر ملکی عورتوں کے ریکارڈ نکالو! اُن کے شناختی فارم پر ان کی تصویریں موجود ہی ہوں گی!--- پھر اس
آدمی جعفر سعید کو آزماؤ! یہ ایک مشکل کام ہے بڑا وقت صرف ہو گا! مگر ہو سکتا ہے کہ تصویر سامنے
"!آنے پر اسے اس لڑکی کا حلیہ یاد آجائے

" میں کہتا ہوں! اگر وہ کوئی یورثیسیئن ہوئی تو--- یورثیسیئن اور یوروپین میں تمیز کرنا ہر ایک کے بس کا
"!روگ نہیں! اگر وہ کوئی مقامی یورثیسیئن ہی ہوئی تو اس کا ریکارڈ کہاں ملے گا

اچھا تو پھر دوسری تدبیر سنو!" عمران سنجیدگی سے بولا۔"

"!سناؤ"

" آج نہا دھو کر عطر مل کر سو رہنا! میں بارہ بجے رات کو حصار کھینچ کر ایک وظیفہ پڑھوں گا! لڑکی
تمہیں خواب میں نظر آجائے گی۔ اس کے علاوہ اگر کبھی عشق میں ناکامی ہو! لاٹری سٹہ ریس میں کوئی
"دشواری پیش آئے، مقدمے میں ناکامی کا اندیشہ ہو تو سیدھے میرے پاس چلے آنا۔

"!بکواس شروع کر دی تم نے"

" پھر میں کیا کروں! جب تم محض اس کے پورٹیسیئن ثابت ہو جانے کے ڈر سے ریکارڈ الٹنے کی ہمت نہیں کر سکتے تو پھر اس کے علاوہ اور کیا چارہ رہ جاتا ہے کہ میں عمل عملیات اور پھونک جھاڑے کام نکالنے کی کوشش کروں!"

"پریشان مت کرو! میں یونہی بہت زیادہ بور ہو چکا ہوں!"

"میں نے تمہیں شاذونادر ہی خوش دیکھا ہے!" عمران نے معموم لہجے میں کہا۔

"آخر ان لاشوں کے متعلق تم نے کیا نظریہ قائم کیا ہے!"

" شاید مرنے والے نے کوئی ٹائم بم نگل لیا تھا جو زہریلا تھا! زہر نے تو اس کا کام تمام کیا اور دھماکے نے جسم کے چیتھڑے اڑادیئے! اس کے علاوہ اور کیا سوچا جا سکتا ہے۔"

"عمران تمہاری شامت تو نہیں آگئی!"

" ابھی نہیں آئی! ابھی تو سسرال والوں سے بات چیت چل رہی ہے!" عمران نے سر ہلا کر بڑی سنجیدگی سے جواب دیا!

"میں کہہ رہا ہوں ڈھنگ کی بات کرو! ورنہ اگر میں بگڑ گیا تو تم اس کیس میں ایک قدم بھی نہ چل سکو گے!"

" آہا۔۔۔ ٹھہرو۔۔۔ پہلے میرے ایک سوال کا جواب دو!" محکمہ خارجہ کی سیکرٹ سروس سے تمہارا کیا تعلق ہے!"

"کچھ بھی نہیں! میں کیا جانوں کہ وہ کیا بلا ہے!"

"تو پھر رحمان صاحب ہی جھوٹے ہوں گے۔۔۔!" فیاض نے بُرا سا منہ بنا کر کہا!

"کیا مطلب"

" رحمان صاحب نے ایک دن دوران گفتگو میں کہا تھا کہ عمران کو اس کیس میں گھسیٹنے کی کوشش مت کرنا ورنہ کیس سیکرٹ سروس تک پہنچ جائے گا!"

"پتہ نہیں! بھلا ان کی کہی ہوئی باتوں کے لئے میں کیسے جوابدہ ہو سکتا ہوں!"

"تو ان سے تمہارا کوئی تعلق نہیں ہے!"

"ہر گز نہیں! میں تو آج کل کچے ٹماٹروں کا تھوک بزنس کر رہا ہوں!"

" خیر۔۔۔ میں اب کچھ نہیں پوچھوں گا!" فیاض نے ناخوش گوار لہجے میں کہا۔ "لیکن اتنا یاد رکھو کہ مجھ سے بگاڑ کر ایک قدم بھی نہ چل سکو گے!"

عمران نے اس جملے پر کچھ نہیں کہا خاموشی سے چیونگم کا پیکٹ پھاڑتا رہا! وہ چائے ختم کر چکے تھے! فیاض کے چہرے پر الجھن کے آثار نظر آنے لگے!

کچھ دیر بعد عمران نے کہا۔ "سوپر فیاض! میں تمہیں مشورہ دوں گا کہ تین چار ماہ کی رخصت پر چلے جاؤ! ورنہ مفت میں کسی دن عمران سے ٹکرا کر اپنے ہاتھ پیر توڑ بیٹھو گے! خصوصیت سے اس کیس میں۔۔۔؟"

" اچھی بات ہے!" فیاض جھلا کر بولا۔ "جس وقت بھی گرفت میں آگئے اس بُری طرح رگڑوں گا کہ صورت بھی نہ پہچانی جا سکے گی۔"

میں استدعا کرتا ہوں کہ اسی وقت میری صورت بگاڑ دو تاکہ میرے سسرال والے مجھے پہچان نہ سکیں! میں

!اب وہاں شادی نہیں کرنا چاہتا

فیاض نے چائے کی قیمت ادا کی اور باہر نکل گیا

....

باب پنجم

جولیا نافٹنر واٹر کے فون کی گھنٹی بجی! لیکن ریسیور اٹھانے سے پہلے اس نے گھڑی کی طرف دیکھ کر بُرا !سا منہ بنایا! گیارہ بجنے والے تھے

!ہیلو!---" اس نے ماؤتھ پیس میں کہا"

صفدر!" دوسری طرف سے آواز آئی۔"

ہاں! بھئی کیا خبر ہے! مجھ سے کئی بار تفصیل مانگی جا چکی ہے!" اس نے کہا۔ "یہ بتاؤ کہ شاہد اور ہلدا " ملے کیسے تھے! ایکس ٹو کا خیال ہے کہ کیفے کاسینو میں اس کا انداز گفتگو دوستوں کا سا تھا۔

"آہا۔۔۔تو کیا میرے علاوہ کوئی اور بھی اس معاملے کو دیکھ رہا ہے۔"

مجھے اس کا علم نہیں ہے۔" جولیا نے کہا۔"

"آہا۔۔۔ٹھیک، یہ عمران صاحب بھی کیفے کاسینو میں نظر آئے تھے۔"

"ارے چھوڑو یہ قصہ، وہ کہاں نہیں نظر آتا۔" جولیا نے کہا۔ "مجھے ان دونوں کی ملاقات کی تفصیل بتاؤ۔"

تفصیل احمقانہ ہے، پتہ نہیں کیوں یہاں کے سارے آفیسر خود کو عمران کے رنگ میں رنگنے کی کوشش کر " رہے ہیں۔ آج ان شاہد صاحب نے بھی اسی قسم کی ایک حرکت فرمائی تھی، ہلدا کوئی چیز خریدنے کے لئے ایک دوکان پر رکی تھی اور قیمت ادا کرنے کے لئے اپنا وینٹی بیگ کھولا تھا، پھر آگے بڑھ گئی۔ شاہد صاحب نے جھٹ اپنی جیب سے دس دس کے دو نوٹ نکالے اور اسکی طرف جھپٹے، اسے روک کر کہا کہ دیکھئے آپ کے بیگ سے شاید یہ روپے گر گئے تھے۔ اس نے وینٹی بیگ کھول کر اپنی رقم کا جائزہ لیا اور کہا کہ وہ روپے اس کے نہیں ہو سکتے۔ آپ نے بالکل عمران ہی کے سے انداز میں بے حد پریشانی ظاہر فرمائی اور اس سلسلے میں اپنے بچپن اور آغوش مادر تک پہنچ گئے۔ والدہ محترمہ کے دو چار قول دہرائے جو بچپن ہی میں ان کے گوش گزار کئے جاتے رہے تھے، مثلاً کہیں کوئی چیز پڑی ہو تو ہر گز نہ اٹھاؤ۔۔۔۔۔۔چور کے ساتھ حشر کے دن آگ میں ڈال دیئے جائیں گے اور بھی پتہ نہیں کیا کیا۔ میں کہتا ہوں کہ اگر ہلدا کی جگہ تم ہوتیں تو شاید ایک آدھ تھپڑ رسید کر دیتیں مگر وہ تو اس سے بھی زیادہ خبطی پن کا مظاہرہ کرنے لگی تھی۔ اس نے اس سے کہا تھا کہ وہ کئی سال سے کسی ایمان دار آدمی کی تلاش میں ہے، لیکن آج تک ایک بھی نہ مل سکا اور یہ اسکی خوش قسمتی ہی تھی کہ شاہد جیسے آدمی سے راہ چلتے ملاقات ہو گئی، اس خوشی میں وہ اسے چائے پلانا چاہتی ہے اور اسکے بعد بھی وہ اس سے اکثر ملتی رہنا پسند کرے گی۔ اسطرح دونوں کیفے کاسینو میں پہنچے تھے، پھر پتہ نہیں کہ عمران صاحب کیسے نازل ہوئے اور اسکا تعاقب کرتے ہوئے کیفے کاسینو کی پشت والے شبینہ پوسٹ آفس تک گئے۔ ہلدا نے وہاں سے کسی کو فون کیا تھا اور اسکے بعد آپ بھی ٹیلی "فون بوتھ میں تشریف لے گئے تھے اسکے بعد سے پھر کہیں نہیں دکھائی دیئے۔

"تم اسکے بعد اسکا تعاقب کرتے رہے تھے۔"

ہاں۔۔۔۔۔۔وہ ہسپتال ہی کے ایک کمرے میں رہتی ہے، وہیں واپس گئی تھی، اسکا اور کوئی گھر نہیں ہے، مگر " "اب مجھے کیا کرنا ہے؟

"یہ معلوم کر کے بتاؤں گی، اچھا بہت بہت شکریہ۔"

اس نے سلسلہ منقطع کر دیا، تھوڑی دیر تک کچھ سوچتی رہی پھر ایکس ٹو کے نمبر ڈائیل کئے اور اسے

صفدر کی رپورٹ سنانے لگی، اسکی آواز سے تھکن ظاہر ہو رہی تھی، ایکس ٹو کو رپورٹ دینے کے بعد اس نے ایک طویل انگڑائی لی اور مسہری پر گر گئی۔

....

باب ششم

دوسرے دن عمران کو اطلاع ملی کہ صفدر پھر ہلدا کا تعاقب کر رہا ہے اور شاہد ہلدا کے ساتھ ہے۔ وہ جولیا کی دوسری کال کا منتظر تھا جس سے اسے اطلاع ملتی کہ شاہد اور ہلدا محض سڑک پیمائی کر رہے ہیں یا کہیں بیٹھے بھی ہیں۔

اور یہ بات تو اب پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی تھی کہ وہ لڑکی کسی نہ کسی جرم میں ضرور ملوث ہے ورنہ اسے پچھلی شام سگریٹ کے خالی پیکٹ میں اس قسم کا پیغام کیوں ملتا۔

اب عمران یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ اس لڑکی کی دیکھ بھال باقاعدہ طور پر کی جاتی ہے یا نہیں۔ ظاہر ہے کہ پچھلی شام جس شخص نے اسے پولیس کے خطرے سے آگاہ کیا تھا وہ شروع ہی سے اسکی دیکھ بھال کرتا رہا ہوگا؟

کچھ دیر بعد اسے جولیا کی طرف سے اطلاع ملی کہ شاہد اور ہلدا میونسپل گارڈن میں ہیں اور صفدر انکی نگرانی کر رہا ہے۔

عمران بھی میونسپل گارڈن کی طرف روانہ ہو گیا، لڑکی کے متعلق اسے جولیا سے رات کو معلوم ہو گیا تھا کہ وہ اس ہسپتال ہی کے ایک کمرے میں رہتی ہے جہاں کام کرتی ہے اور شاہد کی داستان بھی معلوم ہوئی تھی۔ شاہد کی کہانی کا یہ مطلب تھا کہ وہ ابھی تک معاملے کی بات کی طرف نہیں آیا تھا بلکہ یہ حرکت صرف جان پہچان پیدا کرنے کے لئے کی گئی تھی۔

عمران کی دانست میں شاہد کا اقدام غیر مناسب نہیں تھا۔ ظاہر ہے کہ اب شاہد کے فرشتے بھی ہلدا کی اصلیت تک نہ پہنچ سکیں گے۔ ویسے بھی وہ لڑکی اس کو کافی چالاک اور ذرا ذرا سی بات پر نظر رکھنے والی معلوم ہوئی تھی۔

میونسپل گارڈن پہنچ کر ان دونوں کو تلاش کرنے میں کوئی دشواری نہیں پیش آئی۔ وہ ایک بنچ پر بیٹھے ہوئے مل گئے۔

عمران نے انکے قریب سے گزرتے وقت محسوس کیا کہ شاہد سچ مچ اوٹ پٹانگ باتیں کر رہا ہے، ہلدا بار بار ہنس رہی تھی۔

اچانک عمران کی نظریں ایک آدمی پر رک گئیں جو ان سے تھوڑے ہی فاصلے پر بیٹھا پائپ میں تمباکو بھر رہا تھا۔ یہ وہی آدمی تھا جس نے پچھلی شام کیفے کاسینو میں ہلدا کے قریب سگریٹ کا خالی پیکٹ پھینکا تھا۔

یہ تھا تو دیسی ہی لیکن وجیہہ اور جامہ زیب آدمی تھا۔ چہرے پر معصومیت تھی جس کی بنا پر یہ گمان بھی نہیں کیا جا سکتا تھا کہ وہ کسی غلط راستے کا راہرو ہوگا۔

اس نے صفدر کو بھی دیکھا جو لان پر اوندھا پڑا اخبار پڑھ رہا تھا۔ کچھ دیر بعد لڑکی وہاں سے تنہا رخصت ہو گئی۔۔۔۔۔۔جب وہ پھاٹک سے گزر گئی تو عمران نے صفدر کو بھی اٹھتے دیکھا۔

شاہد جانوروں کے کٹہرے کی طرف چلا گیا، لیکن وہ آدمی جہاں تھا وہیں بیٹھا پائپ پیتا رہا۔ گویا اسکا کام یہ تھا کہ وہ اسی وقت ہلدا پر نظر رکھے جب تک شاہد اسکے ساتھ دیکھا جائے۔

یہ چیز عمران کے لئے غیر متوقع بھی نہیں تھی، اس نے پچھلی شام ہی اندازہ کر لیا تھا کہ خود لڑکی کے آدمی بھی اسکی نگرانی کرتے ہیں اور یہی دیکھنے کے لئے وہ اس وقت یہاں آیا تھا، مگر یہ چیز اسکے وہم و

گمان میں نہیں تھی کہ اس وقت بھی اسی آدمی سے مڈ بھیڑ ہو گی جس نے سگریٹ کا پیکٹ پھینکا تھا۔

اس اتفاق نے اس کے لئے بڑی آسانیاں پیدا کر دی تھیں، اگر اس آدمی کے علاوہ کوئی دوسرا اس وقت لڑکی کی نگرانی پر مامور ہوتا تو شاید عمران کو اس کا علم ہی نہ ہو سکتا کہ لڑکی کی نگرانی ہو رہی ہے کیونکہ وہ آدمی بھی اسی آدمی کی طرح وہیں بیٹھا رہ جاتا۔۔۔۔۔شاہد اپنی راہ لگتا اور ہلدا اپنی راہ؟

یہ آدمی عمران کو ہلدا سے زیادہ اہم معلوم ہو رہا تھا۔

کچھ دیر بعد وہ بھی اٹھا اور عمران نے اسکا تعاقب شروع کر دیا لیکن اب ایک نئی دشواری آ پڑی تھی۔ عمران نے سوچا کہ اگر وہ پیدل ہی چلتا رہا تو خود اسکی گاڑی میونسپل گارڈن کے باہر ہی کھڑی رہ جائے گی مگر باغ کے باہر پہنچتے ہی عمران کی باچھیں کھل گئیں کیونکہ یہ مشکل بھی آسان ہو گئی تھی، وہ آدمی ایک موٹر سائیکل پر بیٹھا ہوا اسے اسٹارٹ کر رہا تھا۔

بس تھوڑی دیر بعد عمران کی کار موٹر سائیکل کے پیچھے لگ گئی، موٹر سائیکل کی رفتار زیادہ تیز نہیں تھی۔ شاید وہ آدمی اس معاملے میں کافی حد تک محتاط تھا۔

ہلدا کے مقابلے میں اس آدمی کو اہمیت دینے کا مقصد یہ تھا کہ عمران جلد از جلد اصل معاملے کی تہہ تک پہنچ سکے کیونکہ وہ اب مطمئن تھا۔ یقین کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا تھا کہ ان لوگوں کا تعلق انہیں پر اسرا لاشوں سے ہوگا۔ ہو سکتا تھا کہ یہ لوگ کسی دوسرے چکر میں ہوں اور ان سے اتفاقاً ہی ٹکراؤ ہو گیا ہو۔

ہلدا کے متعلق تو ابھی تک کی رپورٹوں کا ماحصل صرف اتنا ہی تھا کہ وہ ایک مشن ہسپتال میں نرس ہے اور ہسپتال ہی کے ایک کمرے میں رہتی بھی ہے۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں معلوم ہو سکا تھا کہ اسکے ملنے جلنے والوں سے متعلق بھی معلومات حاصل ہو سکیں لیکن اس میں ناکامی ہی ہوئی تھی۔ ویسے ایک عمران کو ملا تھا مگر اسکا رویہ لڑکی کے ساتھ ایسا ہی تھا کہ دونوں کے تعلقات کی نوعیت پر روشنی نہیں پڑ سکتی تھی۔ وہ تو بس اسکی نگرانی کرتا تھا اور اس رویہ کا مطلب یہ تھا کہ وہ آدمی بھی کسی کو جواب دہ ہوگا۔ مگر نہیں، عمران نے سوچا، یہ بھی ممکن ہے کہ صرف انہیں دونوں نے کسی قسم کا کھیل شروع کر رکھا ہو اور کسی تیسرے کا سرے سے وجود ہی نہ ہو۔

موٹر فراٹے بھرتی رہی اور اسکا تعاقب جاری رہا، تھوڑی دیر بعد عمران نے اسے ایک تار گھر کے سامنے رکتے دیکھا۔ وہ موٹر سائیکل سے اتر کر اندر چلا گیا۔ عمران بھی گاڑی روک کر اترا، دوسرے ہی لمحے میں وہ بھی تار گھر کے کمپاؤنڈ میں تھا۔

پھر اس نے اسے کھڑکی سے تار کا فارم لیتے دیکھا، وہ کھڑکی ہی پر جلدی جلدی فارم پر کچھ لکھنے لگا تھا جیسے ہی اس نے فارم لکھ کر کاؤنٹر کلرک کو دیا، عمران ٹیلی فون بوتھ میں گھس گیا اور پھر اس نے بڑی پھرتی سے جولیا کے نمبر ڈائیل کئے۔ یہاں ایکس ٹو کا لہجہ اختیار کرنے کا موقع نہیں تھا اس لئے اس نے اسے عمران ہی کی حیثیت میں مخاطب کیا۔

اسکی نظر کلائی کی گھڑی پر تھی اور وہ ماؤتھ پیس میں کہہ رہا تھا۔ "جولیا، کریم پورہ کے تار گھر سے تین بج کر سترہ منٹ پر ایک تار دیا گیا ہے، فوراً پتہ لگاؤ کہ تار کسے اور کہاں دیا گیا ہے اور تار دینے والے کا نام اور پتہ بھی چاہئے۔ ارے ہاں میں عمران ہوں جلدی کرو۔۔۔۔فوراً۔۔۔۔؟"

اس نے سلسلہ منقطع کر دیا اور بوتھ میں رک کر اس آدمی کی واپسی کا انتظار کرنے لگا۔ پھر جب اسکی موٹر سائیکل کافی فاصلے پر پہنچ گئی تو عمران نے بوتھ سے نکل کر تعاقب کا سلسلہ شروع کر دیا اور یہ سلسلہ گرین اسکوائر کی ایک کوٹھی میں ختم ہوا۔ عمران عمارت پر نظر ڈالتا ہوا آگے نکل گیا، کچھ دور جا کر اس نے کار روک دی اور نیچے اتر آیا۔

اب وہ کوٹھی کی طرف پیدل جا رہا تھا۔ پھاٹک پر اسے کسی کی نیم پلیٹ نہیں نظر آئی، ویسے وہ آس پاس کی شاندار عمارتوں میں سے تھی۔ عمران نے کوٹھی کے محل وقوع پر تفصیلی نظر ڈالی اور پھر اپنی کار میں آ بیٹھا۔۔۔۔۔۔اب وہ واپس جا رہا تھا۔

اپنے فلیٹ پر پہنچ کر سب سے پہلے اس نے جولیا کو فون کیا، اس بار وہ ایکس ٹو کی حیثیت سے بول رہا تھا۔
"کیپٹن خاور سے کہو کہ گرین اسکوائر میں پیٹرک بار کے سامنے والی کوٹھی کی نگرانی کرے۔۔۔۔۔اس میں خصوصیت سے ایسے آدمی پر نظر رکھنی ہے جسکی چال میں خفیف سی لنگڑاہٹ پائی جاتی ہے۔ وہ آدمی اس وقت اسی عمارت میں ہے۔"

"بہت بہتر جناب۔"

"یہ کام جلد سے جلد شروع ہونا چاہئے، اسے یہ بھی معلوم کرنا ہے کہ اس عمارت میں کون رہتا ہے اور اس آدمی کا اس سے کیا تعلق ہے جسکی چال میں ۔۔۔۔۔ لنگڑاہٹ پائی جاتی ہے۔"

"بہتر جناب۔"

"عمران نے جس تار کے متعلق تم سے کہا تھا اس کے لئے کیا ہوا۔"

"اوہ۔۔۔۔وہ، جی ہاں، اس سلسلے میں لیفٹیننٹ صدیقی تفتیش کر رہا ہے۔"

"ابھی کوئی اطلاع نہیں ملی۔"

"جی نہیں ۔۔۔۔۔"

"جیسے ہی معلوم ہو مجھے مطلع کرنا۔"

"تو عمران کو اطلاع نہ دی جائے۔"

"نہیں۔۔۔۔تم براہِ راست مجھے اطلاع دو گی۔"

"بہت بہتر جناب۔"

عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا۔

اس نے کپڑے اتارے اور صرف انڈر ویئر اور بنیان ہی میں رہا، حالانکہ سردیوں کے دن تھے اور یہاں کمرے میں ٹھنڈک بھی تھی لیکن موج ہی تو ہے، آرام کرسی پر نیم دراز ہو کر اس نے سلیمان کو آواز دی اور وہ پہلے ہی سے چائے کی ٹرے سنبھالے ہوئے ادھر ہی آ رہا تھا۔

"ابے تو بولتا کیوں نہیں؟"

جب آ ہی رہا تھا تو بولنے کی کیا ضرورت تھی۔" سلیمان نے کہا۔"

"اچھا جی، اگر آتے وقت کوئی تمھاری گردن اڑا دیتا تب بھی تم خاموش ہی رہتے۔"

"نہیں صاحب، لپٹ پڑتا اس سے، خون پی لیتا۔"

"لپٹ پڑتے۔" عمران دہاڑا۔ "ابے تو پھر ان قیمتی برتنوں کا کیا ہوتا۔۔۔۔۔۔نمک حرام کہیں کے۔"

نمک حرام نہ کہا کیجئے صاحب۔" سلیمان نے برا مان کر کہا۔"

کیوں۔۔۔۔۔۔" عمران نے آنکھیں نکالیں۔"

"اگر نمک حرام ہوتا تو دو آنے سیر کبھی نہ بکتا بلکہ بوتلوں میں پچپن روپے فی بوتل کے حساب سے فروخت ہوتا اور لوگ نمکین پکوڑے کھا کر ادھر ادھر غل غپاڑے مچاتے پھرتے۔"

"تیری باتیں سمجھنے کے لئے ارسطو کا دماغ چاہئے، میری سمجھ میں تو نہیں آتیں۔ ابے تو کھڑا منہ کیا دیکھ رہا ہے۔"

سلیمان نے چائے کی کشتی میز پر رکھ دی اور روہانسی آواز میں بولا۔ "آج میں بالکل پھکڑ ہوں اور بلبل ٹاکیز میں زندہ ناچ گانے کا آج آخری پروگرام ہے۔۔۔۔۔۔میرے خدا میں کیا کروں۔"

"خدا تیرے گناہ معاف کرے سلیمان۔" عمران ٹھنڈی سانس لیکر بولا۔

"وہ تو روز کے روز معاف ہوتے رہتے ہیں صاحب، آپ ان کے لئے پریشان نہ ہوں، اب اگر آج ہی آپ صرف ایک شو کے پیسے دلوا دیں تو واپسی پر خوب توبہ کروں گا۔۔۔۔سر پیٹوں گا۔۔۔۔ناک رگڑوں گا اور گڑ گڑاؤں گا، اللہ رحم کرے گا اور میرے آج کے گناہ معاف ہو جائیں گے، ہائے کیا آپ نے یہ شعر نہیں سنا۔

"فردِ عمل سیاہ کیے جا رہا ہوں میں رحمت کو بے پناہ کیے جا رہا ہوں میں

"سلیمان۔"

"جی صاحب۔"

"اب تو میرے لائق نہیں رہ گیا۔"

"کیوں صاحب۔"

"تیرے لئے پیری مریدی زیادہ مناسب رہے گی، کیوں خواہ مخواہ میری عاقبت اور اپنی دنیا برباد کر رہا ہے۔"

میں نے بھی سوچا تھا۔۔۔۔۔۔مگر نہیں چلے گی۔" سلیمان نے پیالی میں چائے انڈیل کر شکر ملاتے ہوئے کہا۔"

"کیوں نہیں چلے گی۔۔۔۔۔۔"

"ابھی میری شادی نہیں ہوئی اس لئے ڈاڑھی نہیں رکھ سکوں گا۔"

"شادی کے بغیر مر جائے گا۔۔۔۔۔۔کیا؟"

"اب تو یہی سوچا ہے کہ اگر سال تک شادی نہ ہوئی تو مر ہی جاؤں گا۔۔۔۔۔۔۔"

"سلیمان۔"

"جی صاحب۔"

"میں تجھے ڈس مس کر دوں گا اگر تو نے شادی کی۔"

"شادی نہ ہوئی تو میں خود ہی اپنے کو ڈس مس کر لوں گا صاحب۔"

"جی ہاں، یہ بھی کوئی زندگی ہے کہ نہ کسی سے لڑائی نہ جھگڑا نہ گالی گلوچ نہ جوتم نہ پیزار۔۔۔۔۔۔۔۔میں تو تنگ آ گیا ہوں ایسی چپ چپاتی زندگی سے۔"

عمران کچھ کہنے ہی والا تھا کہ فون کی گھنٹی بجی۔۔۔۔۔یہ عمران کا فون تھا، ایکس ٹو کا نہیں۔

ابے دیکھ تو کون ہے۔" عمران نے ہاتھ ہلا کر کہا۔"

"سلیمان نے کال ریسیو کی اور ماؤتھ پیس پر ہاتھ رکھ کر عمران سے کہا۔ "کیپٹن فیاض صاحب ہیں۔

"اوہ۔۔۔۔۔۔" عمران مکا ہلا کر بولا۔ "کہہ دو صاحب مر گئے۔"

صاحب مر گئے۔۔۔۔۔۔" سلیمان نے ببانگ دہل کہا اور فوراً ہی سلسلہ منقطع کر دیا۔"

"ابے۔۔۔۔یہ کیا۔۔۔۔کیا؟"

جو کچھ آپ نے کہا تھا۔" سلیمان نے نہایت اطمینان سے جواب دیا۔"

غصے میں کہا تھا۔" عمران غصیلی آواز میں بولا۔"

سلیمان پھر فون کی طرف جھپٹا۔۔۔۔۔۔اور عمران نے ڈانٹ کر پوچھا۔

"اب کیا ہے۔"

"کپتان صاحب کو بتا دوں کہ غصے میں مر گئے تھے۔"

"ابے اس شہر میں رہنا محال ہو جائے گا۔"

پھر بتائیے نا کیا کروں؟" سلیمان اپنی پیشانی پر دو ہتھڑ مار کر بولا۔"

بلبل ٹاکیز۔" عمران اسکی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔"

خدا آپ کو سلامت رکھے صاحب، صرف تین روپے۔۔۔۔سالوں نے بارہ آنے والی سیٹیں پیچھے پھینکوا دی "
"ہیں۔۔۔۔۔بھلا بتائیے اتنی دور سے کیا مزا آ جائے گا۔۔۔۔۔۔مس بمبولا فلم اسٹار ڈانس کرے گی۔

"میں یہ کہہ رہا تھا کہ اگر تجھے بلبل ٹاکیز کی گیٹ کیپری مل جائے تو کیسی رہے گی۔"

ہاں۔۔۔۔۔بہت اچھا ہوتا۔" سلیمان مایوسانہ لہجے میں بولا۔"

"مگر پھر آپ کو رات کا کھانا ایک بجے سے پہلے نہیں مل سکتا۔"

"ابے میں تجھے ڈس مس کر دینے کے متعلق سوچ رہا ہوں۔"

ذرا کر کے تو دیکھئے۔۔۔۔۔اپنے ہاتھ ہی سے اپنی گردن ریت ڈالوں گا۔۔۔۔۔پھر آپ کو قاتل کا سراغ لگانا پڑے "
"گا۔۔۔۔۔اس سے کیا فائدہ؟

دفعتاً پرائیوٹ فون کی گھنٹی بجی اور عمران چائے چھوڑ کر اس کمرے میں چلا آیا جہاں پرائیوٹ یعنی ایکس ٹو کا فون تھا۔

دوسری طرف سے جولیا بول رہی تھی۔ "جولیانا سر، وہ تار کسی مسٹر داور نے دیا تھا۔۔۔۔۔تار کا مضمون تھا کہ وہی پھر اسکے ساتھ تھا۔ یہ تار مقامی ہی تھا۔ سول لائن کے کسی ڈاکٹر گلبرٹ کے لئے تھا۔ پتہ ایک سو "تیرہ اے، سول لائنز۔

تار دینے والے کا پتہ۔" عمران نے پوچھا۔"

"گرین اسکوائر کی گیارہویں عمارت۔"

گڈ۔۔۔۔۔۔" عمران نے ایکس ٹو کے لہجے میں کہا۔ "اب صدیقی سے معلوم کرو کہ گرین اسکوائر کی وہ "
"گیارہویں ہی عمارت تو نہیں ہے جسکی نگرانی کے لئے اسے ہدایت کی گئی ہے۔

جی ہاں۔۔۔وہی عمارت ہے، صدیقی نے ابھی ابھی اپنی رپورٹ دی ہے اور اس شخص کا نام بھی داور ہے "
"جسکی چال میں ہلکی سی لنگڑاہٹ پائی جاتی ہے۔

"بہت خوب۔" عمران نے کہا۔ "تم بہت اچھی جا رہی ہو۔"

بہت بہت شکریہ جناب۔" دوسری طرف سے آواز آئی۔ "صفدر کی رپورٹ بھی سن لیجئے، وہ اس لڑکی کو "
"ہسپتال تک پہنچا کر واپس آ گیا ہے۔ اسکے علاوہ اور کوئی خاص قابل ذکر بات نہیں ہے۔

اچھا۔۔۔" عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا۔"

وہ اس ڈاکٹر گلبرٹ کے متعلق سوچنے لگا تھا جسے تار دیا گیا تھا۔

وہ نشست کے کمرے میں آ کر پھر چائے پینے لگا۔ سلیمان کچن میں جا چکا تھا۔ وہ بھی اچھا ہی ہوا تھا کیونکہ اب عمران تفریح کے موڈ میں نہیں تھا بلکہ کچھ دیر سنجیدگی سے سوچنے کے لئے وقت چاہتا تھا۔

لیکن اسے وقت نہ مل سکا کیونکہ کوئی باہر سے کال بل کا بٹن دبا رہا تھا۔ عمران نے جسم پر بے رنگ گاؤن ڈالا اور دروازے کی طرف بڑھا۔ وہ جانتا تھا کہ آنے والا کیپٹن فیاض کے علاوہ کوئی نہیں ہو سکتا، اس نے دروازے کی چٹخنی گرا دی۔

فیاض آندھی اور طوفان کی طرح کمرے میں داخل ہوا۔

اوہ۔۔۔۔تو تم موجود ہو۔" اس نے غرا کر کہا۔"

"کیوں۔۔۔۔۔میں نے کہا خیریت ہے نا۔"

"اب تمہارے نوکروں کو بھی یہ مجال ہو گئی ہے کہ میرا مذاق اڑائیں۔"

کیوں؟ کیا ہوا؟" عمران نے حیرت ظاہر کی پھر یک بیک چہرے پر شرمندگی کے آثار پیدا کر کے بولا۔ "ارے ہاں۔۔۔۔میں اس سور کو عنقریب ڈس مس کرنے والا ہوں، ابھی جب میں نے یہاں قدم رکھا تو وہ شراب کے "نشے میں دھت تھا اور یہ دیکھو۔

عمران نے لبادے کی ڈوری کھول دی اور صرف انڈر ویئر اور بنیان میں اس کے سامنے کھڑا رہا۔

کیا مطلب۔" فیاض نے تیکھے لہجے میں کہا۔"

روزانہ صرف کوٹ اتارا کرتا تھا، آج کمبخت نے نشے میں پتلون بھی کھینچ لی۔۔۔۔اب تم ہی بتاؤ، مگر " "تمہاری شان میں کیا گستاخی کی اس گدھے نے۔

"میں نے فون پر تمہارے متعلق دریافت کیا تھا، بولا کہ صاحب مر گئے۔"

حد ہو گئی نمک حرامی اور بد خواہی کی۔" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔ "حالانکہ وہ سور اچھی طرح " "جانتا ہے کہ میں آج کل بالکل مفلس ہو رہا ہوں، مر گیا تو کفن کہاں سے آئے گا۔

فیاض کچھ نہ بولا، برا سا منہ بناتے ہوئے بیٹھ گیا۔

"چائے سوپر فیاض۔"

"نہیں شکریہ، تم میرے لئے بے حد تکلیف دہ ہوتے جا رہے ہو۔"

"اتفاق سے یہی شکایت مجھے بھی تم سے ہے۔"

"کیوں، میں نے کیا کیا ہے۔"

"آخر کار تمہارے آدمیوں نے عقلمندی کا ثبوت دینا شروع کر دیا۔"

"کیا تمہارا اشارہ اس لڑکی ہلدا کے معاملے کی طرف ہے۔"

"یقیناً"

"تم اسکے بارے میں کیا جانتے ہو۔"

جب یہ معلوم ہے کہ تمہارا آدمی اس سے ربط و ضبط بڑھا چکا ہے تو میں نے کچھ معلوم کرنے کی " "ضرورت ہی نہیں سمجھی۔

لیکن اسکے باوجود بھی پچھلی شام کیفے کاسینو میں نظر آئے تھے۔" فیاض کا لہجہ طنزیہ تھا۔"

"اور یہ واقعی ایک بہت بڑا گناہ تھا کیونکہ اتفاق سے انسپکٹر شاہد اور ہلدا بھی وہیں موجود تھے۔"

"میں یقین نہیں کر سکتا کہ تم وہاں اتفاقاً گئے تھے۔"

"یقین نہ کرنے سے بھی کوئی فرق نہیں پڑے گا، کیونکہ میں بہرحال وہاں موجود تھا۔"

خیر اس سے بحث نہیں ہے، میں یہ نہیں کہتا کہ تم اس لڑکی کے چکر میں نہ پڑو۔" فیاض مسکرایا۔"

"تب تو پھر میرا خیال ہے کہ تمھارا اندازہ غلط ہی نکلا ہے۔"

"قطعی غلط! مجھے یقین ہے کہ تصویر کی شناخت میں غلطی ہوئی تھی۔"

"ہاہا۔۔! میں تو جانتا ہی تھا! مگر چلو خیر اچھا ہے۔ شاہد کی شامیں کچھ دنوں تک دلچسپی میں گزریں گی۔"

فیاض کچھ نہ بولا! عمران اپنے لئے چائے کی دوسرے پیالی تیار کر رہا تھا۔

ہاں۔۔ تو پھر اب کس سمت تمہارے گھوڑے دوڑ رہے ہیں!" عمران نے ہنس کر پوچھا۔"

"!سمجھ میں نہیں آتا کہ اس سلسلے میں کیا کیا جائے"

"جس دن سمجھ میں آ گیا تم اپنے جامے سے باہر نظر آؤ گے۔"

"!کیا مطلب"

"!کچھ بھی نہیں۔ ویسے میرا خیال ہے کہ یہ جامے سے باہر ہونا بھی شاید ایک محاورہ ہے"

"!میں اس وقت محاوروں پر بحث سننے نہیں آیا"

پھر تم جو حکم دو!" سوپر فیاض۔"

"اس کیس میں میری مدد کرو، ورنہ بڑی بدنامی ہو گی۔"

اب بتاؤ! میں کیا کروں!" عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ "ایک لڑکی ہاتھ لگی تھی وہ بھی اس طرح نکلی "
"!جا رہی ہے

ابھی تک اس کے متعلق اس سے زیادہ نہیں معلوم ہو سکا کہ وہ اقوام متحدہ کے ادارہ خدمت خلق کی طرف "
"!اسے یہاں بھیجی گئی ہے اور امریکن مشن ہسپتال کے ایک کمرے میں اس کا قیام ہے

آہ کل کے زمانے میں اتنی ہی معلومات بہت کافی ہیں۔" عمران نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔"

کیا تم اس سے زیادہ جانتے ہو۔" فیاض اسے گھورنے لگا۔"

"ہرگز نہیں۔ بھلا میں اس سے زیادہ کیسے جان سکتا ہوں۔"

"نہیں تمہارے انداز سے تو یہی معلوم ہوتا ہے۔"

ابے تم کون ہو میرے ناز و انداز دیکھنے والے۔" عمران نے غصیلے لہجہ میں کہا۔"

بہت جلد معلوم ہو جائے گا۔" فیاض نے کہا اور سگریٹ سلگانے لگا۔"

دفعتا فون کی گھنٹی بجی اور عمران نے آگے بڑھ کر ریسیور اٹھایا۔

ہیلو۔۔!" عمران نے ماؤتھ پیس میں کہا۔ "

میں ہوں سلیمان۔۔ صاحب!" دوسرے طرف سے آواز آئی۔ "یہاں پرائیویٹ فون پر آپ کی کال تھی۔ میں نے "
"ڈس کنکٹ کر کے۔۔ جی ہاں۔۔ اب آپ کو اطلاع دے رہا ہوں۔

اچھا، اچھا۔ میں آ رہا ہوں۔" عمران نے کہا اور سلسلہ منقطع کر دیا۔"

سلیمان نے اس وقت بڑی ذہانت سے کام لیا تھا۔ پرائیوٹ فون کی گھنٹی بجی تھی۔ اس نے ریسیور اٹھا کر سلسلہ منقطع کر دیا تھا اور پھر عمران کے ذاتی فون کے نمبر ڈائیل کئے تھے۔ اس طرح دونوں کمروں کے درمیان رابطہ قائم ہو گیا تھا۔

پرائیویٹ فون پر جولیا کے علاوہ اور کس کی کال ہوتی۔

کیا تمہیں باہر جانا ہے۔" فیاض نے پوچھا۔"

"نہیں تو۔"

"مگر تم نے ابھی کسی سے وعدہ کیا ہے۔"

آہا۔۔!" عمران نے جھینپتے ہوئے انداز میں قہقہہ لگایا اور پھر بولا۔ "یار فیاض یہ نہ جانے کون لڑکی ہے "
خواہ مخواہ فون پر بور کیا کرتی ہے۔ کہتی ہے آ جاؤ۔۔ آ جاؤ۔۔ آ جاؤ۔ پھر اس کے علاوہ میں کیا کہوں کہ اچھا
"!آ رہا ہوں

شاید میرے دماغ کی خرابی ہی مجھے اس طرف لائی ہے۔" فیاض بڑبڑایا۔"

قطعی قطعی سوپر فیاض۔" عمران سر ہلا کر بولا۔ " میں کہتا ہوں کہ اگر تم صرف ایک ہی رات اس چھت "
"کے نیچے گزارو تو پاگل کتے بھی تم سے پناہ مانگنے لگیں گے۔

عمران پچھتاؤ گے کسی دن۔ یہ میری وارننگ ہے۔" فیاض اٹھتا ہوا بولا۔"

آخری وارننگ تو نہیں ہے سوپر فیاض۔" عمران نے مضحکہ اڑانے والے انداز میں پوچھا۔"

لیکن فیاض اس کا جواب دیئے بغیر باہر نکل گیا۔

عمران نے بہت احتیاط سے دروازہ بند کیا اور پھر اس کمرے سے چلا آیا جہاں پرائیویٹ فون تھا۔ اس نے جولیا کے نمبر ڈائیل کئے۔ دوسری طرف سے جلد ہی جواب ملا۔

"میں نے ابھی آپ کو رنگ کیا تھا جناب۔" جولیا نے کہا۔ " صفدر پھر ہسپتال جا پہچا ہے۔"

"مگر میں نے منع کر دیا تھا۔"

میں اسے مطلع کرنا بھول گئی تھی جناب۔ معافی چاہتی ہوں۔ مگر اس وقت اس کی طرف سے ملی ہوئی اطلاع "
"اہم بھی ہو سکتی ہے۔

"ارے پوری بات بھی تو بتاؤ نا۔"

لڑکی کسی سے خائف معلوم ہوتی ہے۔ اپنے کمرے میں بند ہو گئی ہے۔ کئی آدمی اس کا کمرہ کھلوانے کی "
"کوشش کر چکے ہیں لیکن انہیں ناکامی ہوئی ہے۔

"تب پھر کہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ وہ خائف ہے۔ ہو سکتا ہے کہ مر گئی ہو۔"

میں نے بھی صفدر سے یہی سوال کیا تھا۔ لیکن وہ کہتا ہے کہ لڑکی زندہ ہے اور وہ دروازہ کھول کر باہر "

"آنے سے انکار کر رہی ہے۔

"اور کچھ۔۔۔!"

" دروازہ کھلوانے والوں میں ایک لڑکی بھی ہے جس کا تعلق ہسپتال سے نہیں ہے اور یہ لڑکی بھی غیر ملکی ہی ہے۔ صفدر اس کی قومیت کا اندازہ نہیں کر سکا۔"

فکر نہیں۔ ساری دنیا کی عورتیں ایک ہی قوم ہیں۔" عمران نے کہا۔

"میں نہیں سمجھی جناب۔"

کچھ نہیں۔" عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا۔"

وہ بحثییت ایکس ٹو ان سے غیر ضروری گفتگو نہیں کر سکتا تھا۔

وہ پھر اپنی نشست کے کمرے میں آیا۔ کپڑے پہننے اور باہر جانے کے لئے تیار ہو گیا۔ اندھیرا پھیل چکا تھا اور خنکی بھی بڑھ گئی تھی۔

وہ اس حصے تک پیدل آیا جہاں کرائے پر گیراج لے رکھا تھا۔ گیراج میں داخل ہو کر اس نے دروازہ بند کر دیا۔

پھر کار کی ڈگی سے وہ سوٹ کیس نکالا جس میں میک اپ کا سامان رہتا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اس کے چہرے کی بناوٹ میں خاصی تبدیلیاں نظر انے لگیں۔ اب وہ کار گیراج سے نکال رہا تھا۔ گیراج کے چوکیدار اسے پہچانتے تھے اس لئے اس نے فلٹ ہیٹ کا گوشہ نیچے جھکا لیا تھا اور کوٹ کے کالر کھڑے کر لئے تھے۔کار تیزی رفتاری سے امریکن مشن ہسپتال کی طرف روانہ ہو گئی۔ عمران سوچ رہا تھا کہ فیاض کے آدمیوں سے بہت بڑی حماقت سرزد ہوئی ہے۔ پتہ نہیں اس کا انجام کیا ہو۔ یہ تو کھلی ہوئی بات تھی کہ وہ کسی دوسرے کے لئے ہی کام کر رہی تھی۔۔۔ اور ایسے لوگ جو دوسروں کے لئے کوئی غیر قانونی حرکت کرتے ہیں اگر پولیس کی نظروں میں آ جائیں تو ان کی زبان کھلنے کے خوف سے کام لینے والا ان کی زندگیوں کے خواہاں ہو جاتا ہے۔

عمران نے کار کی رفتار تیز کر دی۔

....

باب ہفتم

کیپٹن فیاض نے ابھی ابھی گھر میں قدم رکھا تھا۔ گھر میں داخل ہونے سے پہلے وہ اپنا موڈ ٹھیک کر لینا زیادہ مناسب سمجھتا تھا۔ کیونکہ اس کی بیوی اس کی پیشانی پر شکنیں دیکھ کر اور زیادہ بور کرنا شروع کر دیتی تھی۔

لیکن جیسے ہی وہ اندر داخل ہوا، فون کی گھنٹی بجی اور اس کے ہونٹوں پر بکھری ہوئی زبردستی کی مسکراہٹ غضب آلود کھنچاؤ میں تبدیل ہو گئی۔

وہ ہر سامنے آتی ہوئی چیز کو ٹھوکر سے ہٹاتا ہوا فون کی طرف جھپٹا۔

ہیلو!" وہ ماؤتھ پیس میں غرایا۔"

"دوسری طرف سے خالص اختری بائی فیض آبادی کے اسٹائل میں آواز آئی۔ "دیوانہ بنانا ہے تو دیوانہ بنا دے۔

"کون بیہودہ ہے؟"

"سوپر فیاض! وہی پرانا خادم!" فیاض نے اب عمران کی آواز پہچان لی اور دانت پیس کر بولا۔ " اب کیا ہے؟"

" امریکن ہسپتال پہنچ کر اپنی عقل مندی کا ثبوت ملاحظہ کرو۔ مگر ان برخوردار شاہد سلمہا کو ساتھ لانا مت بھولنا۔"

"آخر بات کیا ہے؟" فیاض کا لہجہ نرم ہو گیا۔

"ہلدا پاگل ہو گئی ہے۔"

"نہیں۔۔!"

"ہاں پیارے۔ پاگل پن کے معاملے میں ہمیشہ بے حد سنجیدہ رہتا ہوں۔ تم آؤ تو!"

"تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ وہ پاگل ہو گئی ہے۔"

" میں اس وقت ہسپتال سے زیادہ دور نہیں ہوں!"

"اچھا میں آ رہا ہوں! لیکن یہ بات غلط نکلی تو اچھا نہ ہو گا۔"

"آو بھی۔۔۔!" دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر سلسلہ منقطع ہونے کے آواز آئی۔

اب فیاض نے انسپکٹر شاہد کو فون پر تلاش کرنے کی مہم شروع کر دی۔ بدقت تمام وہ مل سکا اور فیاض نے اسے امریکن ہسپتال پہنچنے کی تاکید کرتے ہوئے کہا کہ وہ بھی جلد ہی پہنچ جائے گا۔

پھر فیاض نے کسی طرح ایک پیالی چائے حلق میں انڈیلی اور امریکن مشن ہسپتال کی طرف خود بھی روانہ ہو گیا۔ اس کی کار ہوا سے باتیں کرتی جا رہی تھی۔

ہسپتال میں پہنچنے پر شاہد سے جلد ہی ملاقات ہو گئی۔ وہ بہت زیادہ بوکھلایا ہوا نظر آ رہا تھا۔

"وہ پاگل ہو گئی ہے جناب۔ اس وقت آپریشن تھیٹر میں بے ہوش پڑی ہے۔" اس نے کہا۔

"کیا قصہ ہے؟"

" کچھ دیر قبل کسی نے اس کے کمرے کا دروازہ کھلوانے کی کوشش کی تھی۔ لیکن اس نے باہر آنے سے انکار کر دیا تھا۔ پھر کئی آدمیوں نے کوسس کی۔ آخر کار وہ کمرے سے نکل ائی۔ اپنے کپڑے چیر پھاڑ ڈالے۔۔! اچھلتی کودتی رہی پھر گر کر بے ہوش ہو گئی! اکثر لوگوں پر چیزیں بھی کھینچ ماری تھیں!"

"سب سے پہلے کس نے دروازہ کھلوانے کی کوشش کی تھی!"

" یہی سوال یہاں بھی دہرایا جا رہا ہے! لیکن اھی تک معلوم نہیں ہو سکا! ہسپتال کا عملہ اس سے لاعلمی ظاہر کرتا ہے!"

"شاید۔!"

"جی۔۔!"

"یہ سب کچھ محض تمہاری حماقتوں کا نتیجہ ہے! تم سے کس گدھے نے کہا تھا کہ اس سے مل بیٹھو!"

"مم! میں نے سوچا تھا جناب!"

"خاموش رہو! دوسروں کو ہنسنے کا موقع دیتے ہو! ایک بہترین گواہ ہاتھ سے نکل گیا!"

شاہد کچھ نہ بولا! سر جھکائے کھڑا رہا۔ فیاض کچھ سوچنے لگا تھا!

یک بیک اس نے کہا! "مگر یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ وہ پاگل ہو گئی ہے۔ ہو سکتا ہے یہ کوئی وقتی قسم کا دورہ ہو!"

"نہیں جناب! ڈاکٹروں کا خیال ہے کہ وہ یک بیک ذہنی توازن کھو بیٹھی ہے۔ اس قسم کے دورے اس پر کبھی نہیں پڑھے۔ خیال ہے کہ وہ مستقل طور پر پاگل ہو سکتی ہے!"

فیاض پھر خاموش ہو گیا! کچھ دیر پہلے ہی وہ عمران کو سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا کہ ہلدا کوئی غیر متعلق لڑکی ہے اور تصویر شناخت کرنے والے سے غلطی ہوئی تھی! پھر یک بیک اسے ہو کیا گیا۔

کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ اس حادثے میں کسی آدمی کا ہاتھ ہو!

پھر اب کیا کرنا چاہیے!

فیاض کو اس وقت کلی طور پر یقین ہو گیا تھا کہ عمران اس کیس کے سلسلے میں اس سے کہیں زیادہ باخبر ہے!

پھر کیا؟ اسے عمران ہی کو ٹٹولنا چاہیے! مگر یہ آسان کام نہیں تھا۔ اور اب تو وہ پہلے سے کہیں زیادہ شتر غمزے دکھائے گا۔

"جاؤ اب آرام کرو!" اس نے شاہد سے زہریلے لہجے میں کہا۔ "کھیل بگڑ چکا ہے!"

"مجھے بے حد شرمندگی ہے! کپتان صاحب! میں معافی چاہتا ہوں! جی ہاں! مجھ سے حماقت سرزد ہوئی تھی!"

فیاض دوسری طرف مڑ گیا! اس نے ہسپتال میں پوچھ گچھ کرنے کا ارادہ ملتوی کر دیا۔

....

باب ہشتم

دوسرے صبح عمران نے بلیک زیرو کو فون کیا!

"کیا خبر ہے! وہ ہوش میں آئی یا نہیں؟"

"آ گئی ہے جناب! مگر پھر بھی بے ہوش ہی ہے!"

"کیوں؟"

"نہ تو وہ کسی کو پہچانتی ہے اور نہ ہوش کی باتیں کرتی ہے۔ "

"لیکن اس کے باوجود تمہیں اس پر نظر رکھنی ہے۔"

"بہت بہتر جناب۔"

عمران نے سلسلہ منقطع کر کے جولیا کے نمبر ڈائیل کئے۔

اس کی طرف سے بھی فورا ہی کال ریسیو کی گئی۔

"رپورٹ... فٹنر واٹر۔" عمران نے ایکس ٹو کے لہجے میں پوچھا۔

"پچھلی رات لیفٹیننٹ صدیقی نے اس آدمی کا تعاقب کیا تھا جس کی چال میں لنگراہٹ پائی جاتی ہے۔"

"اس آدمی کا نام کیا ہے۔"

"نن۔۔ نام! دیکھئے جناب! نام تو مجھے یاد نہیں رہا۔

" یہ کیا حماقت ہے! مجھے بھی نام تم ہی سے معلوم ہوا تھا۔ لیکن تم اسے بھلا بیٹھی ہو! نہیں جولیا اس طرح کام نہیں چلے گا۔ ہر وقت اپنی آنکھیں کھلی رکھو۔ کان کھلے رکھو! کیا سمجھیں!"

"میں معافی چاہتی ہوں جناب۔ آئندہ ایسی غلطی نہ ہو گی!"

اس کا نام داور ہے!" عمران نے کہا۔"

"اوہ۔۔ جی ہاں۔۔ داور، داور۔۔! ذہن میں تو تھا لیکن بس زبان پر ہی نہیں آ رہا تھا۔"

"اچھا۔۔ صفدر!"

" صفدر اس لڑکی کے پیچھے ہے جس نے ہلدا کے کمرے کا دروازہ کھلوانے کی کوشش کی تھی۔ اس لڑکی کا تعلق ہسپتال سے نہیں ہے۔ وہ بارٹل سٹریٹ میں رہتی ہے۔ ہوٹلوں میں بیٹھنا اس کا ذریعہ معاش ہے۔"

"اس کے متعلق کوئی اہم بات۔"

"کوئی اہم بات ابھی تک نہیں معلوم ہو سکی۔"

"داور کے بارے میں کوئی خاص بات!"

" اس نے رات کا کچھ حصہ ٹپ ٹاپ نائٹ کلب میں گزارا تھا۔ اور کچھ حصہ گرینڈ میں! تقریبا تین بجے گھر واپس آیا تھا۔ بعد کی رپورٹ ابھی تک نہیں ملی۔"

"سول لائنز والے ڈاکٹر پر کون ہے۔"

"کیپٹن خاور۔۔ لیکن وہ ابھی تک اس کی شکل بھی نہیں دیکھ سکا۔"

"اس ڈاکٹر کا نام یاد ہے۔"

"جی ہاں۔ ڈاکٹر گلبرٹ، یہ انگریز ہے۔"

"کیا وہ اپنے مکان میں موجود نہیں ہے۔"

"یہ بھی نہیں معلوم ہو سکا۔ لیکن مکان پر ڈاکٹر گلبرٹ کا نام کی تختی موجود ہے۔"

مجھے شام تک اس کے متعلق بہت کچھ معلوم ہونا چاہیے۔ سمجھیں۔" عمران کا لہجہ ناخوشگوار تھا۔"

"میں خود بھی کوشش کروں گی جناب۔"

....

باب نہم

کیپٹن فیاض تھکے تھکے سے انداز میں مسکرایا۔ وہ بہت دیر سے عمران کی اوٹ پٹانگ باتیں سن رہا تھا۔۔ اور انہیں برداشت بھی کر رہا تھا۔ کیونکہ اب اس کی امیدوں کا واحد مرکز عمران ہی تھا۔

عمران جس کے متعلق اس کا خیال تھا کہ وہ اس کیس کے سلسلے میں بہت آگے جا چکا ہے۔ بہت کچھ جانتا ہے۔ اتنا مواد اکٹھا کر چکا ہے کہ کسی وقت بھی اسے استعمال کر کے یہ قصہ نپٹا سکتا ہے۔

سوپر فیاض!" یک بیک عمران سنجیدہ نظر آنے لگا! اور پھر کچھ دیر ٹھہر کر بولا۔ "تم اب اس سلسلے میں "
"!قطعی خاموشی اختیار کر لو! ورنہ لاکھ برس بھی کامیابی کی شکل نہ دکھائی دے گی

دیکھو عمران! مجھے کوئی اعتراض نہ ہو گا۔ اگر تم ہی یہ قصہ ختم کر دو! مگر دشواری یہ ہے کہ قانون "
"تمہارا ساتھ نہ دے گا۔

یہی تو آج تک نہیں سمجھ سکو گے! قانون یقینا تمہارا ساتھ دیتا ہو گا! مگر میرے پیچھے تو دم ہلاتا پھرتا ہے! "
تم اس کی پرواہ نہ کرو! جب بھی کسی کام میں ہاتھ لگاتا ہوں تو قانون اور مجرم دونوں ہی میری تاک میں
"!رہتے ہیں۔ تم دیکھ ہی رہے ہو۔ میں آج بھی آزادی سے آئس کریم کھا رہا ہوں

تمہاری مرضی!" فیاض نے ایک طویل سانس لی۔"

"بس پھر وعدہ رہا کہ یہ کیس میں تمہارے حوالے کر دوں گا۔"

ارے یار اس کی پرواہ نہیں ہے۔ میں تو دراصل یہ چاہتا ہوں کہ شہر میں جو ہراس پھیلا ہوا ہےکسی طرح اس "
"کا خاتمہ ہو جائے۔

ایسا ہی ہو گا۔" عمران نے یقین دلانے کے سے انداز میں سر ہلا کر بولا۔"

اتنے میں فون کی گھنٹی بجی! عمران نے ریسیور اٹھا لیا۔ دوسری طرف سے سلیمان تھا جس نے اسے دوسرے
کمرے سے پرائیویٹ فون پر کال کی اطلاع دی۔

عمران باتھ روم کے بہانے کمرے میں آیا۔ سلیمان یہاں موجود تھا۔

"!عورت تھی یا مرد"

"مرد ہی تھی جناب۔"

"تھا!" عمران آنکھیں نکال کر بولا۔ "مجھے غصہ نہ دلایا کرو ورنہ کسی دن بھسم کر دوں گا۔"

!پھر اس نے بلیک زیرو کے نمبر ڈائیل کئے

کیوں؟" کیا تم نے مجھے رنگ کیا تھا!" عمران نے پوچھا۔"

"جی ہاں!" دوسری طرف سے آواز آئی!" اس لڑکی کے متعلق رپورٹ دینی تھی۔"

"!کوئی خاص بات"

"جی ہاں! ماہرین کا متفقہ فیصلہ ہے کہ کسی قسم کے زہر کی وجہ سے اس کا ذہنی توازن بگڑ گیا ہے۔"

"!اس خاص بات کا علم تو مجھے پہلے ہی سے تھا۔ اور کچھ"

"!جی نہیں"

عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا۔ اسے دراصل ڈاکٹر گلبرٹ اور داور کی فکر تھی۔ لیکن ان کے متعلق ابھی تک کسی قسم کی معلومات فراہم نہیں ہو سکی تھیں۔ وہ اگر چاہتا تو فیاض سے ڈاکٹر گلبرٹ کا ریکارڈ دیکھنے کی خواہش ظاہر کر سکتا تھا اور شاید اس اسٹیج پر فیاض سارا دفتر لا کر اس کے سر پر پٹخ دیتا۔ مگر دشواری یہ تھی کہ عمران فیاض پر اعتماد نہیں کر سکتا تھا۔ اگر وہ ڈاکٹر گلبرٹ کا تذکرہ اس سے کر دیتا تو وہ خود یا اس کا کوئی ماتحت ڈاکٹر گلبرٹ کی گود میں جا بیٹھنے کی کوشش شروع کر دیتا۔

....

باب دہم

صفدر تین دن سے اس لڑکی کا تعاقب کر رہا تھا۔ وہ بارٹل اسٹریٹ کی ایک عمارت کے ایک چھوٹے سے فلیٹ میں رہتی تھی۔ راتیں ہوٹلوں میں گزارتی تھی اور دن بھر فلیٹ میں پڑی رہتی تھی۔ اس کا نام مارتھا اور یہ یوریشئین تھی۔

پچھلے دنوں اس نے گرینڈ میں ایک شکار پھانسا تھا اور اس پر روغن قاز مل رہی تھی۔ یہ ایک وجیہہ نوجوان تھا۔ لیکن صفدر کا اندازہ تھا کہ عورتوں کے معاملے میں بالکل اناڑی ہی ہے کیونکہ کل سے آج تک اس نے مارتھا پر بڑی رقم خرچ کر دی تھی۔

اس نے مارتھا سے کہا تھا کہ وہ بہت عرصہ سے کسی سفید فام لڑکی سے دوستی کا خواہشمند تھا۔۔۔ اور پھر یہ بھی بتا دیا تھا کہ نہ جانے کیوں اسے انگریز لڑکیوں سے خوف معلوم ہوتا ہے۔ اس پر مارتھا بہت ہنسی تھی۔

آج بھی وہ دونوں گرینڈ میں تھے اور صفدر انہیں بہت قریب سے دیکھ رہا تھا۔ اس نوجوان نے مارتھا کو اپنا نام صادق بتایا تھا۔

میں پچھلی رات سو نہیں سکا۔" وہ مارتھا سے کہہ رہا تھا۔"

کیوں؟" مارتھا نے پوچھا۔"

"!بس نیند نہیں آئی تھی۔ تمہارے متعلق سوچتا رہا"

"کیا سوچ رہے تھے؟"

"!یہی کہ تم کتنی اچھی ہو!" کاش ہم بہت دنوں تک دوست رہ سکیں"

"تم چاہو گے تو ضرور رہ سکیں گے۔"

یہی تو مصیبت ہے۔۔۔!" صادق نے ٹھنڈی سانس لی۔"

کیا مصیبت ہے۔۔۔؟" وہ بس یونہی رواداری میں سوالات کرتی جا رہی تھی۔ انداز سے نہیں معلوم ہو رہا تھا کہ " اسے اس موضوع سے ذرہ برابر بھی دلچسپی ہو۔

مصیبت !" صادق نے پھر ٹھنڈی سانس لی "کل اگر کوئی تم سے بھی زیادہ خوبصورت لڑکی مل گئی تو میرا " دل چاہے گا کہ اس سے دوستی پیدا ہو جائے۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کرو! ویسے ناولوں وغیرہ میں تو یہ پڑھتا ہوں کہ کسی ایک کو کسی ایک سے محبت ہو جاتی ہے اور پھر وہ ساری زندگی کسی دوسرے کی شکل بھی نہیں دیکھتا۔ یعنی اسے اپنی محبوبہ سے زیادہ حسین اور کوئی لڑکی ملتی ہی نہیں ہے۔ پھر مجھے !اب تک کوئی ایسی لڑکی کیوں نہیں ملی جس کے آگے اور کوئی پسند ہی نہ آ سکتی

ارے ابھی تمہاری عمر ہی کیا ہے" مارتھا مضحکہ اُڑانے والے انداز میں ہنسی، "جب جوان ہو جاو گے تو " "کوئی ایسی لڑکی بھی مل جائے گی۔

"کیا ۔ ۔ ۔ ؟" صادق نے کہا ۔ " ابھی تک میں جوان نہیں ہوں"

ابھی تو تمہارے منہ سے دودھ کی بُو آتی ہے۔ ۔ ۔ لیکن میں تمہاری پرورش کا ذمہ لیتی ہوں، بہت جلد جوان ہو " "جاو گے۔ ۔ ۔ لڑکے

"اس نے ویٹر کو آواز دی اور جب وہ قریب آ گیا تو بولی ۔ "بےبی کے لیے ٹافیاں لاو

ویٹر شاید اسے نشے میں سمجھ کر مُسکراتا ہوا چلا گیا۔

ارے ۔ ۔ ۔ تم میرا مضحکہ اُڑا رہی ہو" صادق نے حیرت اور غصے کے ملے جُلے اظہار کے ساتھ کہا ۔"

"نہیں ڈئیر ۔ ۔ ۔ یہ مضحکہ نہیں بلکہ تمہاری عزت افزائی ہے۔ اس سے پہلے میں نے کسی کو بےبی نہیں کہا"

"کیا میں اتنا چھوٹا ہوں کہ تم مجھے بےبی کہو؟"

"یقینا تم ننھے سے بچے ہو۔ مجھے تم پر بے حد پیار آتا ہے۔ ۔ ۔ اور اب میں تمہارے لیے لوریاں سیکھوں گی۔"

"دیکھو ۔ ۔ ۔ میرا مذاق نہ اُڑاو ۔ ۔ ۔ ورنہ میں خود کُشی کر لوں گا۔"

"مارتھا ہنسنے لگی اور پھر سنجیدہ ہو کر بولی۔ "میرا خیال ہے کہ میں تم سے محبت کرنے لگی ہوں۔

نوجوان کی آنکھیں خوشی سے چمکنے لگیں اور اس کے ہونٹوں میں اس قسم کی کپکپاہٹ نظر آنے لگی جیسے وہ کچھ کہنا چاہتا ہو۔ لیکن نروس ہو جانے کی وجہ سے کہنے کا ڈھنگ نہ سُوجھ رہا ہو۔

صفدر کی دلچسپی بڑھتی رہی۔

پچھلی رات میں نے تمہیں خواب میں بھی دیکھا تھا۔" مارتھا نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔"

مم ۔ ۔ ۔ میں نے بھی" صادق ہکلایا۔"

"اوہ ۔ ۔ ۔ تم نے بھی دیکھا تھا۔"

صادق نے کسی شرمیلی لڑکی کی طرح آنکھیں نیچی کر کے سر ہلا دیا۔

تب تو ۔ ۔ ۔ ہم ہمیشہ دوست رہیں گے۔ ۔ ۔ کیوں؟" وہ ہنس پڑی اور وہ دونوں دیر تک ہنستے رہے۔"

اسی رات صفدر نے جولیانا فٹنر کو اطلاع دی تھی کہ مارتھا نے کل جس نوجوان کو پھانسا تھا اُس سے آج اُسے محبت بھی ہو گئی ہے اور وہ دونوں زندگی بھر دوست رہیں گے۔

میرا خیال تو یہ ہے کہ تم وقت برباد کر رہے ہو۔" جولیا بولی۔"

"نہیں میرا خیال ہے کہ میں جلد ہی کسی نتیجے پر پہنچوں گا۔"

اس کے علاوہ نہیں کہ دونوں عنقریب شادی کر لیں گے۔" جولیانا نے ہنس کر کہا۔"

دیکھو ، کیا ہوتا ہے؟" صفدر نے کہا اور سلسلہ منقطع کر دیا۔"

....

باب گیارہ

کیپٹن فیاض آفس سے اُٹھ ہی رہا تھا کہ فون کی گھنٹی بجی اور دوسری طرف سے انسپکٹر شاہد کی آواز آئی۔
"مم ۔ ۔ ۔ میں ۔ ۔ ۔ شش ۔ ۔ ۔ شاہد ہوں جناب۔ ایک بہت اہم بات ہے۔ ۔ ۔ گستاخی ضرور ہے۔ ۔ ۔ لیکن آپ خود ہی
"یہاں آجائیں تو بہتر ہے۔ اگر میں یہاں سے ہٹا تو سارا کھیل بگڑ جائے گا۔

"کہاں آجاوں؟" "ایلمرز ہاوز کے عقبی پارک میں مشرق کی جانب جو مالتی کی کنجی ہے اُس میں۔"

"کیا مطلب ؟ تم کہاں ہو؟ اور کہاں سے نہیں ہٹنا چاہیے؟ فون کہاں سے کر رہے ہو؟"

"یہ نہ پوچھیے، میں اس وقت ایک ٹیلی فون کے کھمبے پر بیٹھا ہوں۔"

کیا بک رہے ہو؟" فیاض غرایا۔"

"حضور والا، میں پہلے ہی معافی مانگ چکا ہوں۔ میں بڑی مصیبت ارر . . . مطلب یہ ہے کہ میں اس کنج میں چھپا ہوا تھا اور سوچ رہا تھا کہ آپ کو اس کی اطلاع کیسے دوں کہ اچانک قریب کے ایک ٹیلی فون کے کھمبے پر نظر پڑی جس پر ایک مکینک چڑھا ہوا تار کی مرمت کر رہا تھا۔ اس کے پاس میں نے انسٹرومنٹ بھی دیکھا جس کے ذریعہ شاید وہ ہیڈ آفس سے گفتگو کر رہا تھا . . . میں نے سوچا کہ منہ مانگی مراد ملی ہے بس یہیں سے اسی انسٹرومنٹ پر آپ سے رابطہ قائم کیا جائے . . . بمشکل تمام میں اس مکینک کی ہمدردیاں حاصل کر سکا اور اس نے مجھے انسٹرومنٹ استعمال کرنے کی اجازت دے دی۔"

"تم مجھے وہاں کیوں بلا رہے ہو؟"

"وہ ایک حیرت انگیز سچویشن ہے جناب عالی، میری سمجھ میں تو خاک بھی نہیں آیا۔ وہ پاگل لڑکی ہلدا یہاں ایک درخت کے تنے سے بندھی ہوئی ہے اور ایک آدمی تھوڑی تھوڑی دیر بعد اس کے منہ پر پانی پھینکتا ہے اور وہ چیخ چیخ کر اُسے گالیاں دینے لگتی ہے۔ . . اوہ . . . دیکھیے . . . اب مجھے اتر جانا چاہیے۔ میرے خدا میں کیا کروں۔ تنہا آئیے گا جناب۔"

اور پھر یک بیک سلسلہ منقطع ہو گیا۔ فیاض نے بھی ریسیور رکھ دیا۔

اس کی کنپٹی کی رگیں اُبھر آئی تھیں اور پھر آنکھیں ایسی ہونے لگیں تھیں جیسے سوچ میں ڈوبا رہنا ہی ان کا مستقل انداز ہو۔

وہ آفس سے باہر آیا . . . شیڈ سے کار نکالی اور ایلمرز ہاوز کی طرف روانہ ہو گیا۔ شاہد اس کا ماتحت تھا اور اس کے سارے ہی ماتحت اس سے بہت زیادہ خائف رہتے تھے ۔ پوری طرح بات کرنا بھی ان کے لیے دشوار ہو جاتا تھا۔ مگر شاہد کی گفتگو بڑی بے تکلفانہ تھی۔ اسی سے فیاض نے اندازہ کر لیا تھا کہ وہ ذہنی الجھاو کا شکار ہو جانے کی بنا پر الفاظ کے انتخاب کا سلیقہ کھو بیٹھا ہے۔ ہلدا کے متعلق اس نے جو کچھ بھی بتایا تھا یقینا حیرت انگیز تھا۔

ایلمرز ہاوز شہر سے باہر ایک بہت بڑی عمارت تھی ۔ اس سے ملحق ایک شاندار باغ تھا اور عقبی پارک تو گویا اچھی خاصی پولو گراونڈ تھی لیکن اس کے بعض حصوں میں درخت بھی تھے اور خود رو جھاڑیاں بھی۔ یہ عمارت غیر ملکی تجارتی ادارے کی ملکیت تھی۔

فیاض نے کار عمارت سے کافی فاصلے پر چھوڑی اور پیدل ہی عقبی پارک کی طرف روانہ ہو گیا۔ سورج غروب ہو رہا تھا اور ویرانہ صدہا پرندوں کے شور سے گونجا ہوا تھا۔ وہ مشرق کی جانب مڑ گیا۔ مالتی کی گنجان جھاڑیوں کا سلسلہ دور ہی سے نظر آ رہا تھا۔ کچھ دیر بعد وہ جھاڑیوں میں داخل ہوا۔ جھاڑیوں کے درمیان کےءی اُونچے اُونچے درخت بھی تھے ۔

"کھٹاک۔ . . " دفعتا فیاض کے سر پر کوئی وزنی چیز گری اور وہ ارے کہہ کر پلٹا ہی تھا کہ اس کی آنکھوں میں مزید تارے ناچ گئے۔ کیونکہ دوسری چوٹ پہلی چوٹ سے بھی زیادہ حواس باختہ کر دینے والی تھی۔ وہ کسی بے جان لاش کی طرح زمین پر ڈھیر ہو گیا۔

پھر اسے نہیں معلوم ہوسکا کہ وہ کتنی دیر تک بےہوش رہا تھا اور اس پر کیا گذری تھی۔

ہوش میں آنے کے بعد بھی اسے یقین نہیں تھا کہ وہ ہوش میں ہے۔ اس کے چاروں طرف تاریکی ہی تاریکی تھی۔ اس نے سر پر ہاتھ پھیرا جو تکلیف کی وجہ سے پھوڑا بنا ہوا تھا ۔ پھر آہستہ آہستہ ایک طرف کھسکنے لگا تاکہ جھاڑیوں سے نکل کر کھلے میں آجائے تاریکی کی وجہ سے اس کا دم گھٹنے لگا تھا۔

لیکن پھر یک بیک وہ رک گیا۔ کیونکہ کوئی ٹھوس چیز اس کی راہ میں حائل ہو گئی تھی۔ اس نے بے خیالی میں اسے ہاتھوں سے دھکیلنے کی کوشش کی اور پھر اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ . . کیونکہ وہ تو دیوار تھی۔

فیاض بوکھلائے ہوئے انداز میں دیوار ٹٹولتا ہوا کمرے میں دوڑنے لگا۔ . . اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ کسی سازش کا شکار ہو گیا ہے۔ مگر فون پر اس نے شاہد کی آواز پہچان لی تھی۔ تو کیا شاہد بھی اس کے خلاف کسی سازش میں شریک ہو سکتا ہے ؟

وہ سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔ سر کی تکلیف نا قابل برداشت ہوتی جارہی تھی۔

اچانک کمرہ روشن ہو گیا۔ ساتھ ہی فیاض بھی اچھل پڑا۔ اور اب وہ بڑی تیزی سے اپنی جیبیں ٹٹول رہا تھا مگر ریوالور اسے نہ مل سکا۔

دروازہ کھلا اور ایک آدمی کمرے میں داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ریوالور تھا اور ریوالور کا رخ فیاض ہی کی طرف تھا۔

چلو۔ ۔ ۔ " اس نے دروازے کی طرف اشارہ کیا۔"

تم کون ہو اور مجھے یہاں کیوں لائے ہو؟" اس نے گرج کر پوچھا۔"

میں کچھ نہیں جانتا۔" وہ آدمی بھی غرایا۔ "تم سے جو کہا جا رہا ہے اس پر عمل کرو ورنہ کتے کی موت مار " "ڈالے جاو گے۔

تم جانتے ہو، میں کون ہوں؟" فیاض غصے سے پاگل ہو رہا تھا۔"

"مجھے ضرورت ہی کیا ہے کہ جانوں۔ چلو ورنہ میں بے دریغ فائر کر دوں گا۔"

فیاض اسے چند لمحے گھورتا رہا۔ پھر آہستہ آہستہ دروازے کی طرف بڑھا۔ سر کی تکلیف کی وجہ سے وہ بڑی نقاہت محسوس کر رہا تھا ورنہ شاید وہ اس آدمی سے لپٹ جانے کی کوشش ضرور کرتا۔

ریوالور والا آدمی اسے ایک بڑے کمرے میں لایا ۔ ۔ ۔ اور پھر فیاض کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ انسپکٹر شاہد ایک صوفے پر بندھا ہوا پڑا تھا۔

اس نے فیاض کو دیکھتے ہی چیخ کر کہا، "کپتان صاحب، میں بالکل مجبور تھا۔ انھوں نے میری گردن پر رکھ "کر مجھ سے فون کروایا تھا۔

مگر تم یہاں پہنچے کیسے؟" فیاض نے ماحول سے لاپرواہی ظاہر کرنے کی کوشش کرتے ہوئے پوچھا۔"

پچھلی رات میں فلم دیکھ کر گھر واپس جا رہا تھا۔ اچانک ان لوگوں نے ایک ویران گلی میں گھیر لیا اور " "زبردستی یہاں لے آئے۔

فیاض نے چاروں طرف اُچٹتی ہوئی نظر ڈالی۔ یہاں دو متنفس اور بھی تھے ، ایک انگریز مرد اور ایک یوریشین لڑکی جو اندھی معلوم ہوتی تھی۔

فیاض انگریز کو گھورنے لگا۔ یہ ایک طویل القامت اور قوی الجثہ آدمی تھا۔ چہرے پر بھوری فرنچ کٹ داڑھی تھی اور اس کی آنکھیں سبز تھیں ۔

فیاض کو اس طرح گھورتے دیکھ کر وہ مسکرایا اور ریوالور والے کو کچھ اشارہ کیا۔

چلو بائیں جانب" ریوالور والا فیاض سے بولا۔"

فیاض چپ چاپ بائیں جانب والے دروازے کی طرف مڑ گیا۔ وہ اپنے پیچھے دو آدمیوں کے قدموں کی آوازیں سن رہا تھا۔

رُک جاو" ریوالور والے نے کہا۔"

وہ دوسرے کمرے میں پہنچ چکے تھے۔ فیاض رک گیا۔

اپنے محکمے کے ڈائریکٹر جنرل کو رنگ کرو" اس سے کہا گیا۔"

کیوں؟ کیا انہیں بھی یہاں لانے کا ارادہ ہے؟" فیاض نے تلخ لہجے میں پوچھا ۔"

"نہیں ۔ ۔ ۔ جو کچھ کہا جا رہا ہے کرو"

"جب تک مقصد نہ معلوم ہو جائے میں رنگ نہیں کروں گا۔"

اس سے کہو کہ تم مجرموں کی راہ پر لگ گئے ہو اور تم نے انھیں پھانسنے کے لیے ایک جال بچھایا ہے۔ " لہٰذا کل اگر شہر کے کسی حصے میں شاہد کی برہنہ لاش پائی جائے تو اسے اس وقت تک نہ اٹھوایا جائے جب تک کہ تم اس کے لیے اطلاع نہ دے دو۔ اور اس سے یہ بھی کہو کہ کوئی لاش کے قریب نہ جائے کم از کم لاش سے دو گز کے گھیرے میں پرندہ بھی پر نہ مار سکے۔ اگر لاش کسی سڑک پر پائی جائے تو ٹریفک کے رکنے کی پرواہ کیے بغیر اس کے گرد گھیرا ڈال دیا جائے مگر یہ گھیرا لاش سے کم از کم دو سو گز کے "فاصلے پر ہو۔ جب یہ اطلاع دے دوں تو لاش اٹھوا کر مردہ خانے بھجوا دی جائے۔

"اوہ ۔ ۔ ۔ تو تم شاہد کو مارڈالنا چاہتے ہو؟"

ہاں" بڑی لاپرواہی سے کہا گیا۔"

"آخر کیوں؟"

سوال نہ کرو ہماری بات سنو۔ جب تم ڈائریکٹر جنرل سے یہ سب کچھ کہو گےتو وہ یقینی طور پر لاش کے " متعلق سوال کرے گا۔ اس کے لیے تم کہہ دینا کہ وہ ایک لاوارث مردہ ہے تم نے وہ لاش خیراتی ہسپتال سے "حاصل کی ہے اور اس کے چہرے پر انسپکٹر شاہد کا میک اپ کر دیا ہے۔

آخر تم لوگ کیا چاہتے ہو؟" فیاض پھر بگڑ گیا۔"

فی الحال اتنا ہی چاہتے ہیں جتنا تم سے کہا جا رہا ہے۔" انگریز بولا۔"

"یہ ناممکن ہے۔ میں فون نہیں کروں گا۔"

"تب پھر ہو سکتا ہے کہ کل ایک کی بجائے دو لاشیں دیکھی جائیں۔"

فیاض ہونٹوں ہی ہونٹوں میں کچھ بڑبڑا رہا تھا۔

"تمہیں اسی طرح فون کرنا ہے جیسے شاہد نے تمہیں کیا تھا۔"

"کیا تم اسے مار ڈالو گے؟"

" ہاں ۔ ۔ ۔"

"آخر کیوں ۔ ۔ ۔ تم ایسا کر رہے ہو؟"

"انسانیت کی فلاح کے لیے۔"

"کیا بکواس ہے؟"

تم دیکھ ہی لو گے۔ اور یہ بھی دیکھ چکے ہو کہ تم کتنے بے بس ہو۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ تم بالکل محفوظ " "رہو گے۔

فیاض برابر انکار کرتا رہا۔ لیکن پھر اچانک ان کا رویہ سخت ہو گیا۔ چار آدمیوں نے اسے بےبس کر کے بڑی اذیتیں دیں، اور پھر مجبورا اسے وہ سب کچھ فون پر ہی کہنا پڑا جو انھوں نے کہا تھا۔ رحمان صاحب نے اس سلسلے میں مزید استفسار کرنا چاہا لیکن فیاض کو مجبور کیا گیا کہ وہ اس سے زیادہ نہ کہے جو کچھ اسے پہلے سے سمجھا دیا گیا ہے۔

پھر اسے اس کمرے میں لایا گیا جہاں شاہد بندھا ہوا پڑا تھا۔ اندھی لڑکی بھی موجود تھی۔ شاہد چیخ رہا تھا۔ ""ارے میں بیمار نہیں ہوں۔ پھر مجھے انجکشن کیوں دیا گیا ہے۔ چھوڑو مجھے چھوڑو۔

"ہاں چھوڑ دیں گے۔ ۔ ۔" انگریز بولا۔ "ابھی ایک انجکشن اور دیا جائے گا ورنہ تم صبح تک مر جاو گے۔"

"چھوڑ دو ، مجھے چھوڑ دو۔"

وی چیختا رہا۔ لیکن انگریز کے اشارے پر ایک بھری ہوئی سرنج لائی گئی اور شاہد کے بائیں بازو میں کوئی سیاہ رنگ کا سیال مادہ انجیکٹ کر دیا گیا۔

فیاض دم بخود کھڑآ دیکھتا رہا۔ ریوالور کی نال اب بھی اس کی گردن سے لگی ہوئی تھی اور اسے اس کا احساس بھی تھا کہ یہ لوگ اسے بڑی بے رحمی سے قتل بھی کر سکتے ہیں۔

"کپتان صاحب،" شاہد حلق پھاڑ کر چیخا۔ "خدا کے لیے مجھے بچائیے۔"

دفعتا انگریز ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "تم لوگوں نے خود ہی اپنے لیے مصیبت کھڑی کی ہے۔ اور میں تم لوگوں سے کینہ رکھتا ہوں کیونکہ تمہاری وجہ سے میری ایک بہترین ساتھی پاگل ہو گئی ہے اگر تم اس کے پیچھے نہ "لگتے تو مجھے اس کا دماغ نہ ماوف کرنا پڑتا۔ مجھے بے حد افسوس ہے کہ وہ ہمیشہ کے لیے پاگل ہو گئی۔

فیاض کچھ نہ بولا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کہے اور کیا کرت۔

اچانک انگریز غرایا۔ "اندھی لڑکی رقص شروع کرو۔ ۔ ۔ اگر تم نے اس مریض کے دل کا نشانہ نہ لیا تو میں "تمہیں کبھی معاف نہین کروں گا۔

لڑکی کے ہونٹوں پر ایک بڑی بھیانک قسم کی مسکراہٹ نظر آئی۔ شاہد بھی اسی کی طرف دیکھنے لگا تھا ۔

اچانک ایک آدمی نے لڑکی کے ہاتھ میں چمچماتا ہوا خنجر پکڑا دیا۔ پھر ایک جانب رکھے ہوئے گراموفون پر رقص کی موسیقی کا ریکارڈ گردش کرنے لگا۔

موسیقی کی لہریں دیوار سے ٹکرا کر جھنکاریں پیدا کرنے لگیں اور اندھی لڑکی نے ایک طوفانی رقص شروع کر دیا۔ تیز قسم کی روشنی میں چمکتا ہوا خنجر خلاء میں تیرتا پھر رہا تھا اور اندھی لڑکی حیرت انگیز رفتار سے ناچ رہی تھی۔

دفعتا انگریز چیخنے لگا، "یہ موت کا کھیل ہے کیپٹن فیاض۔ ۔ ۔ اندھی رقاصہ کا کمال دیکھو، حیرت انگیز۔ ۔ ۔ حیرت انگیز۔ ۔ ۔ یہ شاہد کے دل کا نشانہ لے گی اور خنجر دستے تک اس کے سینے میں پیوست ہو جائے گا۔ ۔ ۔ "ہاہا

"ناچو۔ ۔ ۔ اندھی رقاصہ۔ ۔ ۔ ناچو۔ ۔ ۔ کیپٹن فیاض تمہارا کمال دیکھنا چاہتا ہے۔"

نہیں۔ ۔ ۔ نہیں۔ ۔ ۔" شاہد دیوانوں کی طرح چیخا۔ وہ بُری طرح ہانپ رہا تھا اور آنکھیں حلقوں سے اُبلی پڑ رہی " تھیں۔

لڑکی نے ناچتے ناچتے ایک خالی صوفے پر کچھاک سے خنجر مارا۔ ۔ ۔ اور پھر سیدھی ہو کر ناچنے لگی۔

جب بھی وہ ناچتی ہوئی شاہد کے صوفے کے قریب سے گزرتی فیاض آنکھیں بند کر لیتا۔۔ اس نے کئی بار اس آدمی کو دھوکا دینے کی کوشش کی مگر وہ گردن سے ریوالور لگائے ہوئے تھا ، کامیابی نہ ہوئی کیونکہ وہ بھی غافل نہیں تھا۔

دفعتا اس نے چیخ کر کہا۔ "شاہد تم خاموش ہی رہنا۔۔ ورنہ یہ تمہاری آواز پر آئے گی۔" شاہد کچھ نہ بولا۔ اس کی آنکھوں میں خوف اور بے بسی کے علاوہ اور کسی قسم کے آثار نہیں نظر آ رہے تھے۔ وہ بار بار اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتا اور دیوانوں کی طرح ادھر ادھر گردن جھٹکنے لگتا۔

لڑکی ناچ رہی تھی اچانک فیاض کے حلق سے چیخ نکلی۔ اس بار اس نے شاہد پر وار کیا تھا، ساتھ ہی شاہد کی چیخ بھی بلند ہوئی۔

مگر خنجر شاہد کے جسم پر پڑنے کی بجائے شانے کے قریب رکھے صوفے پر پیوست ہو گیا۔

لڑکی تمہارا نشانہ خطا کر رہا ہے--" انگریز نے غصیلے لہجے میں کہا اور لڑکی کے چہرے پر غصے کے " آثار نظر آنے لگے۔ خنجر کھینچ کر اس نے پھر ناچنا شروع کر دیا۔

ریکارڈ ختم ہونے پر صرف ایک پل کے لیے سکوت طاری ہوگیا تھا۔ لیکن ساونڈ باکس پھر ریکارڈ کے سرے تک کھینچ کر رکھ دیا گیا-- اور لڑکی کا رقص جاری رہا۔

"خدا کے لیے-- اس پر رحم کرو۔" فیاض چیخا۔ "اسے کیوں قتل کر رہے ہو-- تم دیوانے ہو-- پاگل ہو۔"

میں اس صدی کا سب سے بڑا اور عقل مند ترین آدمی ہوں کیپٹن۔" انگریز چیخ کر بولا۔ موسیقی کی تیز آواز " کی بناء پر ایک دوسرے تک اپنی آوازیں پہنچانے کے لیے انہیں حلق پھاڑنا پڑتا تھا۔

شاہد پھر چیخا-- اور فیاض کا سر چکرا گیا۔ لڑکی اس پر جُھکی ہوئی تھی اور اس کا ہاتھ--

"لڑکی، انگریز دھاڑا-- اب میں تمہیں قتل کر دوں گا-- تیسرا وار خطا نہ کرے-- چلو--"

لڑکی نے صوفے سے خنجر کھینچا اور ناچنے لگی۔

اب شاہد اس طرح گڑگڑا رہا تھا جیسے ولیوں اور پیروں سے مدد مانگ رہا ہو۔

وہ ناچ رہی تھی اس کے ہاتھ میں خنجر چمک رہا تھا۔ تیسرا وار-- اسے یقینی طور پر موت کے منہ میں لے جائے گا۔ کیپٹن فیاض سوچ رہا تھا۔

تم کیا کر رہے ہو سور کے بچے؟" وہ ہذیانی انداز میں چیخا۔"

اسے لے جاو یہاں سے دفع کرو۔" انگریز نے گرج کر کہا اور فیاض کو داہنی جانب والے دروازے میں " دھکیل دیا گیا۔ وہ فرش پر گر کر کسی چوٹ کھائے ہوئے مینڈک کی طرح کانپنے لگا۔ اس کی کنپٹیاں سنسنا رہی تھیں اور ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ بے ہوش ہو جائے گا۔

....

باب بارہ

مل ایریا میں یہ تیسری برہنہ لاش-- ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے سارے شہر کی پولیس یہیں آ گئی ہو۔ خود محکمہ سراغ رسانی کے ڈائریکٹر جنرل رحمان صاحب بھی وہاں موجود تھے-- لاش کے گرد خاکی وردی والوں کا ایک بہت بڑا دائرہ تھا جس کا قطر چار سو گز سے کسی طرح کم نہ رہا ہو گا۔ وہاں سے پبلک کو ہٹانے کے لیے پولیس کو کئی بار لاٹھی چارج بھی کرنا پڑا تھا۔

رحمان صاحب نے عمران کو بھی دھمکی دی تھی کہ اگر وہ وہاں سے چلا نہ گیا تو زبردستی ہٹا دیا جائے گا۔ لیکن عمران اب بھی ان کے قریب ہی کھڑا ادھر اُدھر کی بے تُکی ہانک رہا تھا۔

لاش پر دُھوپ پھیل گئی تھی اور مل کی چمنی سے نکلنے والے گنجان دھوئیں کا عکس اُن پر پڑ رہا تھا۔

مجھے بڑی حیرت ہے ڈیڈی" عمران رحمان صاحب سے کہہ رہا تھا ، "فیاض کا طریق کار نہیں معلوم ہوتا۔ " اس میں اتنی سمجھ بُوجھ نہیں رہی کہ کوئی پیچیدہ راہ اختیار کر سکے اور پھر یہ ویسے ہی بالکل بے تُکی "بات معلوم ہوتی ہے۔

"میں کہتا ہوں تم جاو یہاں سے۔"

"نہیں ڈیڈی ، فی الحال مجھے یہیں رہنے دیجیے۔ اس میں آپ کے محکمے کا فائدہ ہے۔"

"بکواس مت کرو۔"

" اچھا اب میں بالکل خاموش رہوں گا۔ لیکن مجھے یہاں کچھ دیر اور رکنے دیجیے مگر آپ تک فیاض کا دوسرا پیغام کیسے پہنچے گا؟"

"اس کا انتظام کیا جا چکا ہے۔ آفس میں کال ریسیو کر لی جائے گی۔"

" ٹھیک ہے۔۔ اچھا اب میں بالکل خاموش ہوں، لیکن اس گدھے نے وہی حرکت کی ہے کم از کم لاش کو لنگوٹ ہی بندھوا دی ہوتی ۔"

"شٹ اپ۔۔"

اب نہیں بولوں گا۔" عمران نے سختی سے ہونٹ بند کر لیے۔"

دھوپ میں گرمی بڑھتی جا رہی تھی اور لاش کے گرد گھیرا ڈالنے والے اکتاہٹ کا شکار ہو چکے تھے کہ اچانک لاش متحرک نظر آنے لگی۔۔ مردہ شاہد۔۔ ہاتھ پیر پھیکن رہا تھا اور پھر سننے والوں نے ایسی آوازیں سنیں کہ انہیں اپنے کانوں پر یقین کرنا دشوار معلوم ہونے لگا۔۔ شاہد کسی نوزائیدہ بچے کی طرح حلق پھاڑ رہا تھا۔ "اُو آو۔۔ اُو آ۔۔ اُوآ۔۔"

اور بالکل اسی طرح ہاتھ پیر پھینک رہا تھا جیسے ابھی ابھی پیدا ہوا ہو۔

اس عمر کے بچوں کو تو کپڑے پہن کر ہی پیدا ہونا چاہیے۔" عمران تشویش کُن لہجے میں بڑبڑایا۔"

کیا مصیبت ہے ۔رحمان صاحب بولے ۔

مصیبت ہی ہے ڈیڈی ، دنیا کی کوئی نرس اس کی پرورش کرنے پر آمادہ نہ ہوسکے گی۔خدا کے لیئے جلد ایک لنگوٹی کا انتظام کیجئے۔

عمران گدھے خاموش رہو۔

خاموشی کا وقت گزر گیا ڈیڈی ، کیا کہا تھا فیاض نے کہ ایک لاوارث مردے پر شاہد کا میک اپ کیا گیا ہے۔ ہاں ، یہی کہتا تھا۔

اگر یہ شاہد نہ ہو تو میں قسم کھاتا ہوں کہ آج ہی گرداس پور چلا جاؤں گا۔لیکن خدارا جلد ہی اس بالغ نوزائیدہ کے لیئے کپڑوں کا انتظام کرائیے --- اور کیپٹن فیاض سے بھی ہاتھ دھو لیجئے ۔

!!!!!! کیا مطلب

اگر یہ شاہد نہیں ہے تب تو ٹھیک ہی ہے ورنہ کل فیاض بھی دوبارہ پیدا ہوکر دکھا دے گا۔پتہ نہیں تم کیا بک رہے ہو ۔رحمان صاحب نے پریشان لہجے میں کہا اور شاہد کی طرف بڑھ گئے ۔لوگوں میں ہراس پھیل رہا تھا ۔جلد ہی ایک چادر کا انتظام کرکے شاہد کو اُٹھایا گیا ۔لیکن وہ اپنے پیروں پر کھڑا نہیں ہوسکتا تھا۔اس کی آنکھیں بند تھیں اور وہ نوزائیدہ بچّے کی طرح بدستور روئے جا رہا تھا۔

رحمان صاحب نے وہ تمام طریقے اختیار کئے جن سے ہر قسم کا میک اپ ختم ہوسکتا تھا لیکن شاہد کی شکل میں کوئی تبدیلی واقع نہ ہوئی ۔

پھر اسے ایک اسٹریچر پر ڈال کر پولیس ہسپتال روانہ کردیا گیا۔

رحمان صاحب نے عمران سے کہاچلو میرے ساتھ چلو۔

مجه سے کیا خطا ہوئی ہے ڈیڈی۔

چلو بکواس نہ کرو ، ورنہ بری طرح پیش آؤں گا۔

وہ اسے اپنے آفس میں لائے اور کرسی کی طرف دیکه کر بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے بولے ۔

اب بتاؤ کہ تم اس کیس کے بارے میں کیا جانتے ہو۔

“!ابهی تک لاشیں دهماکے کے ساته پهٹ جاتی تهیں لیکن آج ایک لاش ۔۔۔

یہ میں بهی جانتا ہوں ۔۔۔۔سارا شہر جانتا ہے ! تم فیاض کے بارے میں کیا کہہ رہے تهے ۔

یہی کہ اس کا موجودہ عہدہ اُس کے لیئے ایک بہت بڑا بار ہے۔

میں تمہیں یہاں اس لیئے نہیں لایا کہ تم یہاں بیٹه کر عہدوں میں ردّوبدل کرو۔

عمران کچه نہ بولا ۔

بولو ! تم اس کیس کے بارے میں کیا جانتے ہو۔

جب آپ کا اتنا بڑا محکمہ بے بس ہوکر رہ گیا ہے تو میں بے چارہ ایک بے وسیلہ آدمی کیا جان سکوں گا۔

فیاض نے مجھے بتایا تھا کہ تم پاگل لڑکی کے لیئے چهان بین کر رہے تهے ۔

پاگل ہونے سے پہلے کی بات ہے ڈیڈی ۔عمران ٹهنڈی سانس لے کر بولا۔میں تو ان عورتوں سے بهی دور بهاگتا ہوں جو پاگل نہیں ہیں۔۔۔ چہ جائے کہ پاگل عورتیں۔۔۔ارے باپ رے ۔

بہتر ہے کہ تم حوالات میں آرام کرو۔رحمان صاحب نے ہاته گهنٹی کی طرف بڑهایا۔

ٹٹ ، ٹهہریئے ۔۔۔ عمران ہاته اُٹها کر بولا۔ جلدی نہ کیجئے ۔

کیا فیاض نے آپ کو یہ نہیں بتایا تها کہ وہ کہاں سے بول رہا ہے ۔

نہیں ۔

اور نہ ہی اپنی اسکیم کے متعلق بتایا تها ۔

اور آج بهی اس نے ابهی تک وعدے کے مطابق دوبارہ فون نہیں کیا تها۔

قطعی نہیں۔

تب آپ یقین کریں کہ وہ انہیں لوگوں کے ہاته میں پڑ گیا ہے جن کا تعلق لاشوں سے ہے۔

یہ کیسے کہا جا سکتا ہے۔

اس طرح کہ وہ کسی لاوارث مردے کی لاش نہیں تهی ، شاہد ہی تها ۔

رحمان صاحب کسی سوچ میں پڑ گئے پهر بولے ۔مگر مصیبت تو یہ ہے کہ وہ بهی پاگل ہو گیا ہے۔

خدا بہتر جانتا ہے کہ وہ پاگل ہوگیا ہے یا دوبارہ پیدا ہوا ہے۔

تم اپنی بکواس بند نہیں کرو گے ۔

اگر حوالات کا آرام پسند آیا تو یقیناً کردوں گا ڈیڈی ۔

رحمان صاحب چند لمحے عمران کو گھورتے رہے پھر بولے ۔

میں بہت پریشان ہوں ، میں بہت پریشان ہوں یہ میرے محکمے کی پرسٹیج کا سوال ہے۔

خواہ میری گردن کٹ جائے لیکن آپ کے محکمے کی شان برقرار رہے گی۔

تم کیا کرو گے ؟

جو ہمیشہ کرتا رہا ہوں اگر آپ کی یادداشت میں میرا کوئی ناکام کیس بھی ہو تو ضرور بتائیے ۔

تم مجھے اس کیس کے بارے میں کیوں نہیں بتاتے ۔

میں ابھی کیا بتاؤں ڈیڈی جب کے بہتیری باتیں اب بھی میرے ذہن میں صاف نہیں ہوئیں ، لیکن یہ ضرور کہوں گا کہ کیس فیاض ہی کا بگاڑا ہوا ہے ، اور وہ اپنی عقلمندیوں کی بدولت کسی مصیبت میں گرفتار ہوگیا ہے۔

کیوں اس نے کیا کیا تھا ؟

ہلدا کی شناخت ہوجانے پر اسے احتیاط سے کام لینا چاہیئے تھا ۔کیا ضرورت تھی کہ شاہد اُس سے مل بیٹھتا۔

مل بیٹھتا کیا مطلب ؟؟

اوہ ---- تو آپ کو پوری طرح باخبر بھی نہیں رکھا گیا۔

نہیں مجھے اس کا علم نہیں ہے۔

عمران نے شاہد اور ہلدا کی داستان دہراتے ہوئے کہا ۔ میں نے فیاض کو اس سے باز رکھنے کی بھی کوشش کی تھی ! لیکن ---- کون سنتا ہے ---- اور ہلدا تک اس کے فرشتے بھی نہ پہنچ سکتے تھے یہ تدبیر میں نے ہی بتائی تھی کہ غیر ملکیوں کے شناختی فارم نکلوائے جائیں ۔

یقیناً ان لوگوں سے بڑی حماقت سرزد ہوئی ۔

اب نہیں کہا جا سکتا کہ کل کیا ہو ، کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ فیاض بھی شاہد ہی کی تقلید کرتا ہوا نظر آئے ۔

کیوں ؟؟؟؟

مجھے یقین ہے کہ فیاض انہیں لوگوں کے پاس ہے ، اور کل اسے مجبور کیا گیا تھا کہ وہ آپ کو فون کرے ۔اس طرح وہ لوگ دراصل یہ چاہتے تھے کہ لاش کچھ دیر تک یونہی پڑی رہے اسے چھیڑا نہ جائے اگر چھیڑی جاتی تو ممکن تھا کہ وہ بھی انہیں دو لاشوں کی طرح برسٹ ہوجاتی ۔

یہ کیس میری سمجھ سے باہر ہے ! رحمان صاحب اُکتا کر بولے ۔

دیکھیئے نا لاش کو صرف پولیس ہی ہاتھ لگا سکتی ہے ، وہ چاہتے تھے کہ آفیسر کو اس سلسلے میں استعمال کیا جائے ، فیاض سے وہ سب کچھ زبردستی کہلوایا گیا ہوگا جو اس نے کہا تھا پھر آپ نے بھی تو وہی کیا جو اس نے کہا تھا ۔دور رہ کر لاش کی نگرانی کی جاتی رہی اور پھر وہ لاش پھٹ جانے کی بجائے اپنا انگوٹھا چوسنے لگی ۔

تم ٹھیک کہہ رہے ہو ، رحمان صاحب مضطربانہ انداز میں بولے ، مگر اب کیا کیا جائے ؟

یہ بتانا مشکل ہے کہ اب کیا کیا جائے مجھے تو جو کچھ کرنا ہوتا ہے صرف موقع پر ہی کر گزرتا ہوں ۔رحمان صاحب خاموش ہوگئے ۔اور عمران کچھ دیر بعد ان سے اجازت طلب کر کے اُٹھ گیا ۔

....

باب تیرہ

جولیانافٹنر واٹر کے فون کی گھنٹی بجی اور اس نے ریسیور اُٹھا لیا ، دوسری طرف ایکس ٹو تھا ۔

رپورٹ !!!!! اس کی آواز میں غراہٹ تھی۔

شاہد کی حالت میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی ، وہ بالکل نوزائیدہ بچّوں ہی کی طرح رو رہا ہے۔اگر اسے مخاطب کرنے کی کوشش کی جاتی ہے تب بھی اس کا رویہ سمجھ دار آدمیوں کا سا نہیں ہوتا ، یہ کیا قصّہ ہے جناب۔

صفدر کی رپورٹ ۔

ابھی تک اس کی طرف سے کوئی رپورٹ نہیں ملی ۔

تم قصّہ پوچھتی ہو ۔

جی ہاں --- ایسی حیرت انگیز باتیں آج تک -----

میری نظروں سے بھی نہیں گذریں ۔لیکن اگر گذریں بھی تو ہم کیا کرسکتے ہیں۔

آخر یہ لاش بھی اسی طرح دھماکے سے پھٹ کیوں نہیں گئی ۔

یہی تو دیکھنا ہے۔

کیا اس کیس کا بھی اپنے ہی محکمے سے تعلق ہوسکتا ہے۔

ہو یا نہ ہو ۔مگر میں اس میں دلچسپی لے رہا ہوں۔

کیا میں اس سلسلے میں کچھ کرسکتی ہوں؟

نہیں ! ایکس ٹو نے خشک لہجے میں کہا ۔تمہاری لاش شہر کے لیئے وبالِ جان بن جائے گی۔

جولیا کو اس بات پر شرمندگی بھی ہوئی اور غصّہ بھی آیا۔

سنو ! آج مجھے پل پل کی خبریں سناؤ ! دوسری طرف سے آواز آئی۔

بہت بہتر جناب۔

اور دوسری طرف سے سلسلہ منقطع کر دیا گیا۔

....

باب چودہ

عمران نے بلیک زیرو کے نمبر ڈائل کیئے۔

کیا خبر ہے۔

میں صفدر کا تعاقب کرتا رہا ہوں، لیکن اُس کی دوڑ صرف مارتھا کے گھر تک رہتی ہے۔

آج تم بہت زیادہ ہوشیار ہو گے بلیک زیرو۔

میں ہمیشہ ہی ہوشیار رہتا ہوں جناب۔

صفدر پر نظر رکھو ---- جہاں بھی جائے برابر اس کا تعاقب کرتے رہو۔

بہت بہتر جناب۔

عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا۔

اب وہ کچھ دیر سکون سے بیٹھ کر صرف سوچنا چاہتا تھالیکن اسے اس کا موقع نہ ملا پرائیویٹ فون کی گھنٹی بج رہی تھی۔

اس نے ریسیور اُٹھایا ، دوسری طرف سے جولیا بول رہی تھی۔

صدیقی کی رپورٹ ہے جناب۔

خاموش مت ہوا کرو ، میں بہت عدیم الفرصت میں رہتا ہوں۔

اس نے ڈاکٹر گلبرٹ کو دیکھ لیا ہےیہ ایک لمبا تڑنگا انگریز ہے اور چہرے پر بھوری داڑھی رکھتا ہے۔

پیشہ !"

ڈاکٹر ہے ! وہیں سول لائینز میں مطب کرتا ہے۔

اس کے متعلق کوئی اہم اطلاع ۔

جی نہیں کوئی اہم اطلاع نہیں ہے ! صدیقی نے اتنا ہی بتایا ہے۔

اس دوران میں داور تو اس کے ساتھ نہیں دیکھا گیا ۔

جی نہیں ۔

داور کے متعلق کیا رپورٹ ہے۔

ابھی تک کوئی خاص رپورٹ نہیں ملی ، وہ یا تو ہوٹلوں میں نظر آتا ہے یا پھر اپنی کوٹھی میں ہی نظر آتا ہے۔

پاگل لڑکی کی نگرانی اب کون کر رہا ہے۔

نعمانی ! اور اس نے بھی کوئی خاص رپورٹ نہیں دی، سوائے اس کے کہ وہ زیر علاج ہے۔

اور باہر سے دیکھنے کے لیئے کوئی بھی نہیں آیا۔

اور کچھ !!

جی نہیں ۔

عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا۔

....

باب پندرہ

صفدر مارتھا کے فلیٹ والی عمارت سے تھوڑے فاصلے پر تھا دن ختم ہوچکا تھا تاریکی پھیل رہی تھی سڑکیں جگمگا اُٹھی تھیں ۔

مارتھا تقریباً سات بجے فلیٹ سے برآمد ہوئی وہ نیلے اسکرٹ میں تھی اور کافی دلکش نظر آرہی تھی۔

حسبِ دستور تعاقب شروع ہوگیا ۔صفدر اس تعاقب سے کچھ اکتا سا گیا تھا۔کیونکہ ابھی تک کوئی ایسی بات

ظہور پذیر نہیں ہوئی تھی جس کی بناء پر وہ اپنے کام کی اہمیت کا اندازہ کرسکتا۔بس ہوٹلوں کے پھیرے ہوتے رہتے اور وہ محسوس کرتا کہ مارتھا صادق کے گِرد اپنا جال مضبوط کر رہی ہے۔صرف اسی اتنی سی بات کی بناء پر وہ کسی خاص نتیجے پر نہیں پہنچ سکتا تھا۔ہوسکتا تھا کہ وہ مارتھا محض ایک پیشہ ور لڑکی ہی ثابت ہوتی۔ایکس ٹو کا یہ خیال غلط ہوتا کہ وہ بھی اس قسم کی لڑکی ہے جیسی ہلدا تھی۔گرینڈ میں داخل ہوتے وقت صفدر نے بہت برا سا منہ بنایا کیونکہ کئی دنوں کی ہوٹل گردی سے وہ تنگ آگیا تھا اور یہ تفریح گاہیں اسے بے حد بورنگ معلوم ہونے لگی تھیں۔

یہاں مارتھا کا نیا شکار صادق موجود تھا۔

اُف فوہ ! میں کتنی خوش ہوئی ہوں تمہیں دیکھ کر !“ مارتھا اس کی میز کے قریب پہنچتی ہوئی بولی ۔ڈر رہی تھی کہ کہیں تمہارا انتظار نہ کرنا پڑے ۔

“! ڈرنے کی کیا بات تھی۔صادق بے ڈھنگے انداز میں جھکا ! بیٹھو بیٹھو

صفدر نے سوچا کہ وہ عورتوں کے معاملے میں بلکل ہی ڈیوٹ معلوم ہوتا ہے ! وہ بالکل ایسے انداز میں بانچھیں پھاڑے ہوئے تھا جیسے کسی پجاری کو بھگوان نے درشن دے دیئے ہوں اور اس کی سمجھ میں نہ آرہا ہو کہ وہ آرتی اتارے یا قدموں پر سر رکھ دے۔

تم کیا جانو ، وہ ٹھنڈی سانس لے کر مغموم لہجے میں بولی !“ تم نہیں سمجھ سکتے کہ میں تم سے کتنی محبت کرنے لگی ہوں۔

ہی ہی ہی ہی---! وہ بے ڈھنگے پن سے ہنس دیا۔

....

باب سولہ

“! میں جانتی ہوں کہ اگر میرے ڈیڈی کو اس کا علم ہو جائے تو مجھے قتل کردیں

کیوں ؟ صادق کی آنکھیں حیرت اور خوف سے پھیل گئیں۔

انہیں کالوں سے بڑی نفرت ہے۔

میں کالا ہوں ---صادق نے غصیلے لہجے میں پوچھا۔ارے جاؤ ---ذرا میری رنگت دیکھو، میری رشتہ دار لڑکیاں مجھے مکھن کہتی ہیں ۔

سنو تو سہی ! تم بہت اچھے ہو، بہت پیارے ہو دور سے کوئی قدیم یونانی دیوتا معلوم ہوتے ہو----مگر ہو تو “! آخر دیسی ہی

پھر اس سے کیا ہوتا ہے ؟

ڈیڈی دیسی آدمیوں کو پسند نہیں کرتے۔

مگر مجھے تمہارے ڈیڈی سے بڑی محبت ہے۔

تم نے انہیں کب دیکھا ہے۔

نہیں دیکھا تو کیا ہوا --- ان کے متعلق سوچا تو ہے ---- آہا --- مارتھا کے ڈیڈی ---ڈارلنگ آف مائی ہارٹ ہنی آف مائی مون۔

یہ کیا بات ہوئی ---- ہنی آف مائی مون---

ہنی مون یاد آگیا تھا ! میں دراصل ہنی آف مائی ڈریمس کہنا چاہتا تھا۔

آج ڈیڈی گھر پر نہیں ہیں اس لیئے تمہیں اپنے گھر لے چلوں گی۔

صفدر کے کان کھڑے ہوگئے ، تذکرہ مارتھا کے ڈیڈی کا تھا ۔۔۔ وہ مارتھا جو ایک چھوٹے سے فلیٹ میں تنہا رہتی تھی اس وقت ایک ڈیڈی بھی پیدا کر بیٹھی تھی۔

صادق اس تجویز سے بے حد خوش ہوا اور پھر دونوں رات کا کھانا کھانے لگے۔

کھانے کے دوران میں مارتھا نے کہا تھا ۔میں ایلمر ہاؤز میں رہتی ہوں ۔

ایلمر ہاؤز ۔۔صادق نے متحیرانہ انداز میں دہرایا۔ وہ تو بڑی شاندار عمارت ہے ۔

ہاں میں وہیں رہتی ہوں ! مگر تمہیں اس پر حیرت کیوں ہے ؟؟؟؟

کچھ نہیں ! میں نے سوچا تھا کہ میں تو اتنا مالدار نہیں ہوں کہ کوئی اتنی بڑی اور شاندار عمارت بنوا سکوں۔

تمہاری عمارت میرا ننھا سا دل ہے ، جہاں تم ہر وقت رہتے ہو۔

وہ پھر بے ڈھنگے پن سے ہنسا ۔

صفدر کو دونوں ہی پر غصّہ آرہا تھا۔

کھانا ختم ہوگیا اور صفدر سوچنے لگا کہ اٹھو بھی جلدی سے مردود ۔۔۔ میں کئی راتوں سے ڈھنگ کی نیند کو ترس رہا ہوں۔۔۔ ہوسکتا ہے تم میں سے کوئی اس وقت گہری نیند سو جائے ۔اسے یقین ہو گیا تھا کہ اس لڑکی کے معاملے میں بھی ایکس ٹو سے غلطی نہیں ہوئی۔

....

باب سترہ

کیپٹن فیاض نے ایک طویل سسکاری لی اور نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا لیا ۔اسے چار آدمیوں نے جکڑ رکھا تھا اور پانچواں اس کے انٹراوینس انجکشن دے رہا تھا ۔۔ داڑھی والے انگریز کے ہونٹوں پر ایک شیطانی مسکراہٹ رقص کر رہی تھی ۔

وہ قریب ہی کھڑا تھا۔

تمہاری صحت بہت گِر گئی ہے کیپٹن ! اس لیئے مجبور ہوں ، میں نہیں چاہتا کہ دبلے ہوکر یہاں سے واپس جاؤ ۔

فیاض کچھ نہ بولا ۔۔۔ جیسے ہی سرنج کی سوئی باہر آئی وہ لوگ اسے چھوڑ کر ہٹ گئے ، لیکن وہ بے حس و حرکت کرسی پر پڑا رہا ۔۔ وہ سچ مچ کافی نقاہت زدہ نظر آنے لگا تھا۔آنکھوں کے گِرد سیاہ حلقے نمایاں ہو گئے تھے اور شیو بڑھا ہوا تھا۔

انجکشن کے بعد جب وہ لوگ اسے چھوڑ کر ہٹ گئے تو اس نے سوچا کہ کیوں نہ اب ان سے ٹکرا ہی جائے حشر جو کچھ بھی ہو ۔۔۔وہ سیدھا ہوکر بیٹھ گیا ، لیکن دوسرے ہی لمحہ میں اسے ایسا محسوس ہوا جیسے اپنے پیروں پر کھڑا بھی نہ ہوسکے گا ، سارا جسم سنسناتا رہا اور پیروں میں تو بالکل ہی قوت نہیں رہ گئی تھی۔ویسے حواس خمسہ پر یہ کیفیت اثر انداز نہیں ہوئی تھی، وہ سوچ سکتا تھا ، اسے غصّہ بھی آسکتا تھا ۔۔۔ وہ قہقہے بھی لگا سکتا تھا ۔۔۔ لیکن نہ جانے کیوں وہ اب خود کو پہلے سے بھی زیادہ خوفزدہ محسوس کرنے لگا تھا البتہ پہلے اس نے داڑھی والے انگریز کو برا بھلا کہا تھا اور اسے چیلنج کیا تھا لیکن اب اس میں اتنی ہمت نہیں رہ گئی تھی کہ وہ اس سے آنکھیں ملا سکتا ۔ تم اس وقت بالکل شیر کے بچّے معلوم ہو رہے ہو،

انگریز نے قہقہہ لگایا۔

میرا مذاق مت اڑاؤ ---- تمہیں اس کے لیئے پچھتانا پڑے گا۔فیاض نے بدقت کہا۔

اٹھاؤ --- اسے ، انگریز غرّایا ۔ فیاض نے خود اٹھنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہا۔

چار آدمیوں نے اسے اٹھایا اور پھر ایک آدمی نے اس کی بغلوں میں ہاتھ دیئے ، وہ اسے وہاں سے لے جا رہے تھے۔فیاض کی روح لرز گئی یہ تو وہی کمرہ تھا جہاں اس نے پچھلی رات اندھی لڑکی کا خوفناک رقص دیکھا تھا۔

اس نے اس صوفے کی طرف دیکھا جس پر پچھلی رات اس نے شاہد کی چیخیں سنی تھیں ، صوفے پر اس وقت بھی وہ رسّی نظر آئی جس سے شاہد کو باندھا گیا تھا۔اندھی لڑکی بھی اس کمرے میں موجود تھی، فیاض کو وہ کمرہ گھومتا ہوا محسوس ہونے لگا --- اس کا سر چکرا گیا تھا۔

اس سے پہلے وہ کبھی اتنا خوفزدہ نہیں ہوا تھا۔ جتنا اس وقت ہوگیا تھا۔

صوفے پر گِرا کے باندھ دو۔ انگریز نے غرّا کر کہا۔

‘‘نہیں ---- نہیں ----- فیاض چیخا ، تم مجھے نہیں مار سکتے ، ہرگز نہیں مار سکتے ---- نہیں ۔

وہ چیختا ہی رہ گیا ، لیکن اس کے جسم میں اتنی سکت نہیں رہ گئی تھی کہ وہ ان نے اس کام میں دشواریاں ہی پیدا کر سکتا۔

اسے کسی بے بس بکری کی طرح صوفے پر گِرا دیا گیا۔

اچانک اسی وقت مارتھا اور صادق کمرے میں داخل ہوئے۔

اوہ --- ڈیڈی ! ‘‘ مارتھا خوفزدہ آواز میں بولی۔

یہ کون ہے تیرے ساتھ ؟؟ انگریز دہاڑا ۔ فیاض کو گِرا کر باندھنے والے ان کی طرف متوجہ نہیں ہوئے تھے۔فیاض بے حِس و حرکت پڑا ہوا آنے والوں کو گھور رہا تھا۔

اوہ ---- ڈیڈی ---- یہ ہیں میرے دوست ---- مارتھا ہکلائی ۔

خاموش رہو ۔ انگریز نے گرج کر کہا ، کتنی بار تم کو منع کیا گیا ہے۔

یہ ---- یہ ---- اچھا آدمی ہے ۔

مجھے دیسی کتوں سے نفرت ہے۔

میں آدمی ہوں مسٹر ---- ذرا زبان سنبھال کے ، صادق نے غصیلے لہجے میں کہا۔

پکڑ لو ---- اسے بھی ---، انگریز نے اپنے آدمیوں کو للکارا۔صادق نے بڑی پھرتی دکھائی لیکن اندازے کی غلطی کی بناء پر چھلانگ لگاتے وقت اس کا پیر ایک کرسی کے پائے سے الجھ گیا۔

بس اس کا گرا تھا کہ وہ لوگ اس پر ٹوٹ پڑے ۔ صادق چاروں طرف سے جکڑ لیا گیا۔۔مارتھا ہنس رہی تھی۔

ارے تم ہنستی ہو ، صادق دانت پیس کر بولا۔

"پھر کیا کروں ----! تم تو کہہ رہے تھے کہ مجھے کوہ قاف پر لے جاؤ گے ---- وہاں مجھ سے شادی کرو گے!

"ارے--- یہ کتے کا پلا تم سے شادی کی خواہش رکھتا ہے!"

ہاں۔۔ ڈیڈی۔۔ ذرا دیکھو تو۔۔ یہ کتے کا پلا!" مارتھا اٹھلائی۔"

بس تو پھر یہ بھی میرے غصے کا شکار ہو جائے گا۔ تم فکر مت کرو۔" انگریز بولا۔ پھر دفعتاً اس نے بلند " آواز میں کہا۔ "کیپٹن موت کا ناچ شروع ہونے جا رہا ہے۔ اندھی لڑکی کا وار بہت کم خطا کرتا ہے۔ پچھلی رات تو تم آخری وار کا نظارہ کرنے کے لئے رکے ہی نہیں تھے۔ ورنہ اس اندھی آرٹسٹ کے کمال کی داد دیئے "!بغیر نہ رہ سکتے۔ خیر آج سہی۔آج تو خود تمہیں ہی یہ وار سہنا ہے۔ آج تم اچھی طرح داد دے سکو گے

نہیں نہیں! تم ایسا نہیں کر سکتے۔" فیاض خوفزدہ سی آواز میں چیخا اور پھر اسے اپنی بے بسی پر رونا آ گیا۔ " وہ کمزور دل کا آدمی نہیں تھا۔ فوجی زندگی میں بڑے بڑے معرکے جھیلے تھے! پچھلی جنگ عظیم کے دوران میں سینکڑوں بار موت کے منہ میں جانے سے بچا تھا! لیکن آج کا خوف۔۔ ایسا خوف اسے پہلے کبھی نہیں محسوس ہوا تھا۔ اس سے پہلے کبھی خود کو بے بس تصور کرنے کی نوبت نہیں آئی تھی۔۔ پھر کیا تھا؟ کیا اسی انجکشن کا اثر جو کچھ دیر پہلے اسے دیا گیا تھا۔

میں ایسے دیسی کتوں کو معاف کرنا پسند نہیں کرتا جو میری بیٹیوں کے چکر میں پڑیں!" انگریز کہہ رہا تھا۔ " اچانک صادق نے فیاض کی طرف دیکھ کر مارتھا سے کہا۔ "کیا یہ حضرت بھی تمہارے عاشقوں میں سے ہیں "!

"بدتمیز لڑکے خاموش رہو۔" انگریز دھاڑا۔ "تمہاری موت ہی تمہیں یہاں لائی ہے۔"

کیا یہ خوبصورت لڑکی موت ہے!" صادق نے ہونٹوں پر زبان پھیر کر کہا۔"

"چپ رہو۔!" وہ پھر گرجا۔ "موت کا ناچ دیکھو۔ یہ اندھی لڑکی بہت اچھا ناچتی ہے۔"

میرے پاپا کہتے ہیں کہ محبت اندھی ہوتی ہے۔" صادق بڑبڑایا۔"

مگر یہ لڑکی موت ہے! نفرت ہے!" انگریز نے قہقہہ لگا کر کہا۔ "یہ ناچتے ناچتے ٹھیک اس کے دل کے " مقام پر خنجر پیوست کر دے گی! غور سے دیکھو! اور اس اندھی لڑکی کے کمال کی داد دو! اور کل تمہارا "بھی یہی حشر ہوگا! تمہیں یہ اندھی محبت تمہارے گھر پہنچا دے گی۔

گرامو فون پر ریکارڈ بجنے لگا اور اندھی لڑکی خنجر چمکاتی ہوئی ناچنے لگی۔

کیپٹن فیاض اس طرح چیخنے لگا جیسے اس پر "نہیں نہیں" کا دورہ پڑ گیا ہو! لڑکی ناچتی رہی۔۔ اور انگریز چیختا رہا۔۔ "کیپٹن فیاض۔۔ خاموش رہو۔۔ فن کی قدر کرنا سیکھو۔ دہقان نہ بنو۔۔! اس لڑکی نے بڑی محنت سے یہ کمال حاصل کیا ہے اس کا دل نہ توڑو۔۔ لڑکی اگر تیسرے وار میں خنجر اس کے دل میں پیوست نہ ہوا تو "!یہی تمہارے سینے میں اتار دیا جائے گا۔ تم مجھے اچھی طرح جانتی ہو

لڑکی کچھ کہے بغیر ناچتی رہی اور فیاض دیوانوں کی طرح چیختا رہا اور پھر یک بیک خاموش ہو گیا۔

کھچاک" کی آواز کے ساتھ خنجر اس کے سر کے قریب صوفے میں پیوست ہو گیا تھا۔ جیسے ہی لڑکی نے " دوبارہ خنجر کھینچ کر ناچنا شروع کیا وہ پھر چیخنے لگا۔

صادق حیرت سے آنکھیں پھاڑے تماشا دیکھ رہا تھا۔ مارتھا اب وہاں موجود نہیں تھی۔

اچانک صادق نے ایک فلک شگاف قہقہہ لگایا! آواز اتنی بلند تھی کہ تیز ترین موسیقی پر بھی حاوی ہو گئی۔ فیاض چیختے چیختے خاموش ہو گیا اور انگریز بھی اسے گھورنے لگا۔ مگر اس کا قہقہہ تھا کہ طویل ہی ہوتا جا رہا تھا۔ اتنی لمبی سانس کسی کی بھی سمجھ میں نہ آ سکی! قہقہہ کسی طرح ختم ہونے کا نام ہی نہ لیتا تھا۔

خاموش رہو۔۔ خاموش رہو۔" انگریز چیخا۔ لیکن قہقہہ نہ رکا۔۔ دفعتاً ریکارڈ ختم ہو گیا اور پھر تو سناٹے میں " یہ قہقہہ بہت زیادہ بھیانک معلوم ہونے لگا! ریکارڈ دوبارہ نہیں لگایا گیا۔ اندھی لڑکی بھی رک گئی تھی۔

خاموش رہو۔۔ خاموش رہو۔" انگریز پھر دھاڑا۔۔ اور پھر وہ لوگ بھی اسے جھنجھوڑ کر خاموش کرانے "

لگے، جو اسے پکڑے ہوئے تھے۔

دفعتاً صادق تڑپ کر ان کی گرفت سے آزاد ہو گیا! وہ لوگ دراصل اسی قہقہے کے جال میں پھنس کر غافل ہو گئے تھے۔

صادق کی لات اس آدمی کے سینے پر پڑی، جو سب سے پہلے اس کی طرف جھپٹا تھا۔ پھر ایسا معلوم ہونے لگا جیسے وہ ہوا میں اڑ رہا ہو۔ اس کے پیر زمین پر لگتے ہوئے معلوم ہی نہیں ہوتے تھے۔ بس ایسا لگتا تھا جیسے وہ صرف ان کے سینوں پر پڑ رہے ہوں! اندھی لڑکی چیخ مار کر ایک جانب لڑھک گئی۔ کیونکہ اس بار کے سپاٹے میں صادق نے اس کے ہاتھ سے خنجر چھین لیا تھا۔

یک بیک صادق اسی طرح اچھلتا کودتا اور انہیں لاتیں رسید کرتا ہوا بولا۔ "یہ دیکھو بیٹو... یہ ہے موت کا ناچ... اگر ہمت ہو تو مجھے ناچنے سے روک دو۔"

فیاض بری طرح چونکا! کیونکہ اس بار صادق کی آوا ز بدلی ہوئی تھی! ہوسکتا ہے ان لوگوں میں سے ایک آدھ کے پاس پستول یا ریوالور بھی رہے ہوں! لیکن انہیں اتنا ہوش نہیں تھا کہ وہ ان کے استعمال کے متعلق سوچ سکتے۔

"صفدر...! بلا ضرورت دخل نہ دینا!" صادق نے چیخ کر کہا اور کیپٹن فیاض حلق پھاڑ کر چیخا "عمران"

" میں انہیں موت کا اصل ناچ دکھا رہا ہوں سوپر فیاض!" عمران نے اسی طرح اچھل اچھل کر لاتیں چلاتے ہوئے کہا۔

" اوہ... پکڑو اسے!" یک بیک انگریز دھاڑا۔ پھر عمران نے اس کی جیب سے ریوالور بھی برآمد ہوتے دیکھا۔ لیکن دوسرے ہی لمحے عمران کی لات اس کے منہ پر پڑی اور وہ کراہ کر ڈھیر ہو گیا۔ ریوالور اچھل کر دور جا پڑا جسے ایک آدمی نے اٹھانے کی کوشش کی۔ مگر عمران بجلی کی سی سرعت سے اس پر جا پڑا۔ اس بار اس کا خنجر والا ہاتھ بھی چلا تھا۔ اس آدمی نے چیخ مار کر زمین پکڑ لی۔

" ڈاکٹر گلبرٹ!" عمران اسی طرح اچھلتا ہوا بولا۔ "تم میرے کمال کی داد نہیں دے رہے! دہقان نہ بنو بلکہ فن کی قدر کرنا سیکھو! ورنہ میں اسی طرح ناچتے ناچتے یہیں فنا ہو جاؤں گا۔"

ایک بار عمران چوک ہی گیا اور اس کی ٹانگ ڈاکٹر گلبرٹ کے ہاتھ میں آ گئی۔ وہ فرش پر ڈھی ہو گیا اور ڈاکٹر گلبرٹ سمیت پانچ آدمی اس پر ٹوٹ پڑے۔

"مار ڈالو... مار ڈالو...!" گلبرٹ غرا رہا تھا۔

"عمران میں بالکل بے بس ہوں... مفلوج کر دیا گیا ہوں!" کیپٹن فیاض نے پوری قوت سے چیخ کر کہا۔

"پروا نہ کرو!" عمران کا جواب تھا۔

وہ لوگ حقیقتاً نروس ہو گئے تھے اس لئے عمران پر گرتے وقت نہیں خیال نہیں رہ گیا تھا ابھی عمران کے داہنے ہاتھ میں خنجر موجود ہے! وہ تو انہیں اس وقت ہوش آیا جب ان کا ایک آدمی دونوں ہاتھوں سے پیٹ دبائے ہوئے بھینسوں کی طرح ڈکرا کر بائیں جانب لڑھک گیا۔ ان کی بوکھلاہٹ کی معراج تو یہ تھی کہ وہ اپنے ساتھی کا حشر دیکھ کر عمران سے خنجر چھیننے کی بجائے اسے چھوڑ کر ہٹ گئے! اور اس کی پہل ڈاکٹر گلبرٹ ہی سے ہوئی تھی! وہ ویسے بھی لڑائی بھڑائی والا آدمی معلوم نہیں ہوتا تھا۔

اس بار ان کی گرفت سے آزاد ہوتے ہی اس نے اس ریوالور پر قبضہ جما لیا جو ڈاکٹر گلبرٹ کی جیب سے برآمد ہوا تھا۔

" تم سب اپنے ہاتھ اٹھا دو۔" عمران نے پیچھے ہٹ کر دیوار سے لگتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ بے حد سرد تھا اور اب اس نے اپنا موت کا ناچ بھی روک دیا تھا۔

فیاض نے کراہ کر کروٹ لینے کی کوشش کی! لیکن بندش ڈھیلی نہیں تھی! اس لئے اس میں کامیابی کا سوال نہیں پیدا ہو سکتا تھا۔

"کیا تم لوگوں نے سنا نہیں!" عمران نے گرج کر کہا اور انہوں نے اپنے ہاتھ اوپر اٹھا دیئے!

....

باب اٹھارہ

دوسرے دن ڈاکٹر گلبرٹ رحمان صاحب کے آفس میں لایا گیا! اس کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پڑی ہوئی تھیں!

عمران بھی موجود تھا اور فیاض ایک اپاہجوں والی پہئے دار کرسی پر لایا گیا تھا! ڈاکٹر گلبرٹ کے چہرے پر پریشانی ظاہر نہیں ہو رہی تھی۔

اس نے رحمان صاحب کو مخاطب کر کے کہا۔ "تم لوگ جاہل ہو! میں نے ایک بہت بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہے!"

"ہم لوگ تو ازلی جاہل ہیں! لیکن تم اس کی پروا نہ کرو!" عمران بول پڑا۔

"میں ایک ایسا تجربہ کر رہا تھا جس سے مستقبل کی دنیا بڑی شاندار اور پرامن بن سکتی!"

"کیا تجربہ!" رحمان صاحب اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولے۔

"یہ بات تم جیسے حقیر آدمیوں کی سمجھ میں نہیں آئے گی۔ ویسے مجھے یہ بتاؤ کہ میری وجہ سے کتنی جانیں ضائع ہوئی ہیں!"

"تین!"

"اور اس کے لئے تم مجھے پھانسی کے تختے تک لے جانا چاہتے ہو!" ڈاکٹر گلبرٹ نے ایک طویل سانس لے کر کہا۔

"لیکن میں ثابت کر سکتا ہوں کہ میں نے کوئی جرم نہیں کیا ہے!"

"کوشش کرو!" عمران سر ہلا کر بولا۔

"میں نے یہاں کے ایک دریا پر ایک پل دیکھا تھا۔"

"ضرور دیکھا ہوگا! کیونکہ تم لڑکی کی طرح اندھے نہیں ہو!" عمران نے کہا۔

"پوری بات سنو!" ڈاکٹر گلبرٹ غرایا۔

"سناؤ!" عمران نے ٹھنڈی سانس لی!

"اس پل پر ایک یادگار بھی نظر آئی تھی جس پر تحریر تھا! ان بہادروں کی یاد میں جنہوں نے اپنی جانیں دے کر اس پل کو پائیہ تکمیل تک پہنچایا تھا۔ میں کہتا ہوں کہ میرے تجربے میں ضائع ہونے والوں کی یادگار بناؤ اور اس پر لکھو۔ "ان بہادروں کی یاد میں جنہوں نے انسانیت کا مستقبل سنوارنے کے سلسلے میں اپنی جانیں دی ہیں اور انہیں جس نے استعمال کیا تھا اسے بھی ہم سلام کرتے ہیں!"

"سلام کرو سوپر فیاض!" عمران احمقانہ انداز میں بولا۔

"تم خاموش رہو۔" رحمان صاحب نے اسے ڈانٹا اور وہ مسکین سی صورت بنا کر رہ گیا۔

"اس آدمی کو یہاں سے ہٹا دو ! ورنہ میں اپنے سر پر ہتھکڑیاں مار لوں گا۔" ڈاکٹر گلبرٹ نے عمران کو

گھورتے ہوئے دانت پیس کر بولا۔

تم اپنا بیان جاری رکھو وہ اب نہیں بولے گا۔" رحمان صاحب بولے۔"

"!میں نے میڈیکل سائنس میں اس صدی کا سب سے بڑا کارنامہ سر انجام دیا ہے"

!ارے کیا بکواس لگا رکھی ہے تم نے!" رحمان صاحب بھی جھنجھلا گئے"

اسے میرے حوالے کر دیجئے جناب!" کیپٹن فیاض نے کہا۔"

بیکار باتیں نہ کرو!" رحمان صاحب نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ پھر گلبرٹ سے بولے۔ "یہ بتاؤ کہ میرے "
"محکمے کا وہ آفیسر شاہد کیسے ٹھیک ہوگا۔

"بس ایک سال بعد وہ ممی کو ممی اور پاپا کو پاپا کہنے لگے گا؟"

"کیا مطلب؟"

یہ سمجھ لو کہ وہ بالکل دوبارہ پیدا ہوا ہے اپنی پچھلی زندگی اسے کبھی نہ یاد آ سکے گی! وہ بالکل اسی "
طرح آہستہ آہستہ شعور و ادراک حاصل کرے گا! جیسے نوزائیدہ بچے کرتے ہیں اور اسے بھی یاد رکھو کہ
"!اس کی جتنی بھی عمر ہے اتنی ہی اس کی زندگی اور بڑھ گئی ہے

"اس سے تمہارا کیا مقصد ہے؟"

آدمی کی شخصیت بدل دینا! لاؤ میرے پاس بڑے سے بڑا عادی مجرم لاؤ! میں اسے ایک نوزائیدہ بچہ بنا دوں "
کیا ً!گا۔ پھر جس راستے پر چاہو اسے لگا دو۔ اسی پر چل نکلے گا اور اپنی زندگی اسے کبھی نہ یاد آئے گی
"!اس طرح دنیا کے بہت برے آدمی اچھے نہیں بن سکتے

یار تم نے وہیں کیوں نہیں بتا دیا تھا!" عمران نے شکایت آمیز لہجے میں کہا۔ "ورنہ میں سوپر فیاض کی جگہ "
خود کو پیش کر دیتا۔!" عمران پھر بول پڑا۔

لیکن ڈاکٹر گلبرٹ اس کی پروا کئے بغیر کہتا رہا۔ "آج تم مجھے پھانسی دے دو۔ لیکن کل کی دنیا تمہارے نام پر
"!تھوکے گی

یہ سارا قصور تمہاری بکرا سٹائل کی داڑھی کا ہے!" عمران نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا مگر گلبرٹ اب بھی "
اس کی طرف متوجہ نہیں ہوا۔

دو لاشوں کے پھٹ جانے کی ذمہ داری پولیس پر عائد ہوتی ہے۔ اگر ان لاشوں کو ہاتھ نہ لگایا جاتا تو وہ کبھی "
"!پھٹتیں

مگر دوسری لاش کو تو ہاتھ نہیں لگایا گیا تھا!" رحمان صاحب بولے۔"

دراصل لاشوں پر سایہ نہ پڑنا چاہئے! کسی چیز کا سایہ بھی انہیں تباہ کر سکتا ہے۔ تم یوں نہیں سمجھو گے! "
وضاحت کرنی پڑے گی۔ جس پر بھی تجربہ کیا گیا ہے پہلے اس کے قلب کی حرکت بند کی جاتی ہے۔ اور پھر
اسے برہنہ کر کے کسی ایسی جگہ دھوپ میں ڈال دیا جاتا ہے جہاں اس پر صرف دھوئیں کا سایہ پڑ سکے
یعنی اس پر پڑنے والی سورج کی شعاعیں دھوئیں سے گذر کر اس کے جسم کے کسی حصے پر پڑیں۔ اسی
"!لئے میں نے اس کام کے لئے مل ایریا کو منتخب کیا تھا۔

!عمران نے فیاض کو گھور کر دیکھا

کیپٹن فیاض کو میں نے اسی لئے پکڑا تھا کہ کم از کم ایک تجربہ تو کامیاب ہو جائے! صرف پولیس ہی "
لوگوں کو لاش کے قریب جانے سے روک سکتی تھی۔ اگر ایسا نہ کرتا تو انسپکٹر شاہد کے بھی پرخچے اڑ

"!گئے ہوتے! پھر میں نے اس تجربہ کے لئے کیپٹن فیاض کو منتخب کیا! لیکن بہرحال مجھے شکست ہو گئی

تم بہر حال قاتل ہو!" رحمان صاحب نے کہا۔ "اگر تم بذات خود اس معاملے میں نہیں ہو تو یہ قتل تماری ہی "
"!ایماء پر ہوئے ہیں! اور وہ اندھی لڑکی

اندھی لڑکی نے کسی کو بھی قتل نہیں کیا!" گلبرٹ بولا۔"

تم جھوٹے ہو!" فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا۔"

"مجھے جھوٹا ثابت کرنے کے لئے تمہیں شاہد کے جسم پر زخم کا نشان دکھانا پڑے گا۔"

زخم کا نشان تو نہیں ہے!" رحمان صاحب نے سر ہلا کر کہا۔"

"!اگر ہوتا تو تہمارے بیان کے مطابق دل ہی کے مقام پر ہوتا لیکن شاہد کا جسم بالکل بے داغ ہے"

وہ لڑکی اندھی نہیں ہے! بلکہ اندھے پن کی بہترین ایکٹنگ کرتی ہے! میں اس ڈرامے کا مقصد بھی واضح "
کئے دیتا ہوں! دراصل قلب کی حرکت خوف کے مارے خود بخود بند ہو جاتی ہے کیونکہ یہ تجربہ کسی ایسے
ہی آدمی پر کیا جاتا ہے جس کی موت حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے ہوئی ہو! سب سے پہلے ایسے
آدمی کو ایک انجکشن دیا جاتا ہے۔ اس انجکشن کی خاصیت یہ ہوتی ہے کہ اس کے اثر سے معمولی سا خوف
بھی کوئی بھیانک شکل اختیار کر لیتا ہے اور لوگ سہم کر خود بخود مر جاتے ہیں! شاہد تیسرے وار سے
"پہلے ہی مر گیا تھا۔

کیپٹن فیاض کو وہ منظر اسی لئے دکھایا گیا تھا کہ وہ پہلے ہی سے خوفزدہ ہو جائے تاکہ عین وقت پر آسانی "
"!اسے ہارٹ فیل ہو سکے

فیاض بیٹھا دانت پیس رہا تھا اور عمران کبھی کبھی رحمان صاحب کی نظریں بچا کر اسے منہ چڑھا دیتا تھا۔

مگر لاشیں پھٹ کیوں جاتی ہیں!" رحمان صاحب نے پوچھا۔"

کیونہ وہ ادویاتی اجزاء جو اس کی کایا پلٹ کر کے لاش کے جسم میں پہنچائے جاتے ہیں دھوئیں کی پرچھائیں "
کے علاوہ اور کسی قسم کا سایہ نہیں برداشت کر سکتے! اگر کوئی دوسرا سایہ پڑ گیا تو بم ہی کا سا انفجار
ہوتا ہے اور آس پاس کی چیزیں تباہ ہو جاتی ہیں اور اگر کوئی آدمی اس کے قریب ہو تو اس کے بھی چیتھڑے
اڑ جاتے ہیں۔ دراصل دھوئیں کا سایہ ہی ان ادویات کو دوبارہ حرکت قلب جاری کرنے میں مدد دیتا ہے۔
دوسری لاش پر ایمبولینس گاڑی کا سایہ پڑ گیا تھا اس لئے اس کے چیتھڑے اڑ گئے تھے۔ میں کہتا ہوں کہ
"!مجھے میرے ملک کے سفیر کے حوالے کر دو! تم لوگ نہیں سمجھ سکتے کہ میں کیا ہوں

!باگڑ بلے!" عمران بچوں کے سے انداز میں ہنسا اور کیپٹن فیاض کو آنکھ ماری"

کیا؟" ڈاکٹر گلبرٹ غرایا۔"

"!کچھ نہیں! میں نے کہا کہ اب تم اس کا فارمولا مجھے بتا دو"

میں قوم کے سارے بڑے لیڈروں کو دوبارہ پیدا کر کے از سر نو قوم کی مرمت کرانا چاہتا ہوں! اگر ایک آدھ "
"!پولیس والا دوبارہ پیدا ہو گیا تو اس سے کیا ہوتا ہے

!عمران خاموش بیٹھو۔۔! یا چلے جاؤ!" رحمان صاحب نے پھر اسے ڈانٹا"

!عمران نے مضبوطی سے ہونٹ بند کر لئے

"!وہ لڑکی ہلدا کب ٹھیک ہوسکے گی"

اسے دنیا کی کوئی طاقت دوبارہ صحیح الدماغ نہیں بنا سکتی! اسے محض اس خیال سے پاگل بنا دیا گیا تھا کہ "

پولیس ہماری راہ پر نہ لگنے پائے اور ہم کسی صورت سے اپنے تجربے کو کامیاب بنا لیں!"

کیپٹن فیاض کی حالت بھی بہتر نہیں ہے!" رحمان صاحب نے کہا۔"

وہ خود بخود ٹھیک ہو جائیں گے! لیکن کم از کم ایک ہفتہ ضرور آرام کرنا چاہئے!"

ڈاکٹر گلبرٹ نہ تو خائف نظر آتا تھا اور نہ ہی اس کے چہرے پر جذباتی انتشار ہی کے نشان پائے جاتے تھے! انداز بالکل ایسا ہی تھا جیسے کوئی بہت بڑا آدمی پریس کانفرنس سے مخاطب ہو۔

وہ کہہ رہا تھا! "میں انسانیت کا محسن ہوں! میری قدر کرو۔ مجھے سر پر بٹھاؤ!"

میں تمہیں بیل کے سر پر بٹھا سکتا ہوں۔!" عمران نے کہا۔"

کیونکہ تم انسانیت کے دشمن ہو! تمہارے فرشتے بھی اس طرح انسانیت کی کایا پلٹ نہیں کر سکتے! کیا ایسا " بھی ہوا ہے کہ کسی آدمی کی کایا پلٹ کرنے کے بعد تم نے اس کا تدریجی نشوونما کا جائزہ لیا ہو!"

نہیں ابھی نہیں!"

پھر تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ دوبارہ اسکی نشوونما تمہارے اندازے کے مطابق ہی ہوگی!"

ہو سکتا ہے کہ کچھ دنوں کے بعد وہ کتوں کی طرح بھونکنے لگے! اور ساری زندگی بھونکتا ہی رہے!"

نہیں ایسا نہیں ہو سکتا!"

تم دیوانے ہو۔۔" عمران آنکھیں نکال کر بولا۔"تمہیں ہوش مند سمجھنا بھی دیوانگی ہی کہلائے گی!"

بکواس مت کرو۔۔ تم لوگ ابھی کنویں کے مینڈکوں سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے!"

یہی وجہ ہے کہ اب تک وحشت اور دیوانگی کی حدود میں داخل نہیں ہوئے!" عمران سر ہلا کر بولا۔ پھر اس " نے ایک طویل سانس لی اور اٹھ گیا۔

....

باب انیس

باہر نکل کر وہ کچھ ہی دور چلا ہوگا کہ صفدر سے مڈ بھیڑ ہو گئی۔

واہ۔۔ استاد!" اس نے کہا !"کمال ہی کر دیا آپ نے، جب خود یہ سب کچھ کر رہے تھے تو پھر مجھے بور " کرنے کی کیا ضرورت تھی! میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ صادق آپ ہی ہوں گے!"

بور کیا تھا! تمہارے چوہے ایکس ٹو نے۔ میرے فرشتوں کو بھی علم نہیں تھا کہ۔۔!"

یہ آپ نہیں کہہ سکتے! کیونکہ آپ نے پچھلی رات مجھے آواز دے کر کہا تھا کہ میں بلا ضرورت مداخلت نہ " کروں!"

ارے ہاں ۔۔ میرا خیال ہے کہ میں نے تمہیں اپنا تعاقب کرتے دیکھا تھا۔۔ مگر میں تو سمجھا تھا کہ شاید تمہیں " وہ لڑکی پسند آ گئی ہے!"

عمران صاحب مجھے بیوقوف نہ بنایا کیجئے! اف فوہ! کل رات کی اچھل کود! میرا تو سر چکرا گیا تھا! آپ " کے پیر زمین پر لگتے معلوم ہی نہیں ہوتے تھے۔!"

اسی لئے بزرگوں نے کہا ہے کہ بھنگ ایک بہت واہیات نشہ ہے!"

"!کیا مطلب"

"!پچھلی رات کسی نے مجھے بھنگ پلائی تھی""

صفدر ہنسنے لگا ! اور عمران نے ایسی شکل بنا لی جیسے اسے پچھلی رات بھنگ پی لینے پر بے حد شرمندگی ہو! پھر اس نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔ "یہ ایکس ٹو بڑا خطرناک ہے!"

"کیوں؟"

"!کل وہ خود بھی بیلمر ہاؤس میں موجود تھا۔"

" ہاں میرا خیال ہے کہ میں نے بھی اس کی جھلک دیکھی تھی۔ وہ سیاہ سوٹ میں تھا اور اس کے چہرے پر سیاہ نقاب موجود تھا! مگر عمران صاحب یہ قصہ کیا ہے!"

عمران نے اسے مختصر بتانے کی کوشش کی!

مگر مقصد کیا تھا؟" صفدر نے پوچھا۔"

" کچھ نہیں۔۔ بس دیوانگی! یار یہ آدمی خود کو اشرف المخلوقات کہتا ہے مگر میرا خیال ہے کہ وہ گدھوں سے زیادہ اونچا نہیں ہے! بلکہ میرا خیال ہے کہ گدھوں سے بھی بدتر ہے!"

"کیوں؟"

" گدھے کبھی گدھے پن کی حدود سے تجاوز کرنے کی کوشش نہیں کرتے! مگر آدمی خواہ مخواہ اپنا وقت برباد کرتا رہتا ہے کوئی صاحب کینچوؤں کے پیچھے پڑ گئے ہیں! کوئی صاحب چیونٹیوں کا شجرہ نسب جاننے کی فکر میں ہیں! کوئی صاحب پرندوں سے رسم و راہ پیدا کرنے پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں! اب ایک صاحب اٹھے تھے کہ آدمی ہی کی کایا پلٹ کر کے رکھ دیں!"

کام واقعی شاندار تھا عمران صاحب!" صفدر نے کہا۔"

" بشرطیکہ اسے قانون کی حمایت حاصل ہو جاتی دوبارہ اس طرح حرکت قلب جاری کرنا کہ آدمی کی شخصیت ہی بدل جائے!"

"!لیکن جو تین جانیں ضائع ہو گئیں اسے کس کھاتے میں ڈالو گے"

کاش اسے قانون کی حمایت حاصل ہوتی!" صفدر نے کہا۔"

" ایسی دیوانگیوں کو بعض اوقات قانون کی بھی حمایت حاصل ہو جاتی ہے! خطرناک ایجادات کے سلسلے میں نہ جانے کتنی جانیں ضائع ہو جاتی ہیں اور یہ قوانین ہی کے سائے میں ہوتا ہے۔ پچھلی جنگ عظیم کو مختلف ممالک کے قوانین کی ہی حمایت حاصل تھی۔ قوانین ہی کے سائے تلے لاکھوں آدمیوں کی لاشوں پر فتح کے جشن برپا کئے گئے تھے۔۔ اور کتنی مثالیں دوں!"

دفعتاً عمران چلتے چلتے رک گیا۔ صفدر بھی رکا۔۔؟ اور عمران کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

"!میرا دل چاہتا ہے کہ یہیں سڑک پر ناچنا شروع کر دوں"

"!اگر آپ ایسا کر بیٹھے تو میں اسے دیوانگی کہوں گا۔ عمران صاحب"

" تم دیوانوں کی سی باتیں کر رہے ہو صفدر! اگر تمہیں دنیا میں کبھی کوئی ایسا آدمی مل جائے تو مجھے اس کے پتے سے ضرور آگاہ کرنا۔ میں اسے کسی عجائب گھر مںیں رکھوا دوں گا تاکہ دیوانے اسے دیکھ کر محظوظ ہو سکیں! اگر میں اس سڑک پر ناچنا شروع کر دوں تو تم مجھے دیوانہ کہو گے لیکن لاشوں پر ناچنے والے سورما کہلاتے ہیں! انہیں اعزاز ملتے ہیں! ان کی چھاتیاں تمغوں سے سجائی جاتی ہیں۔

"بھاگو صفدر۔۔ میں ناچنے جا رہا ہوں۔۔ بھاگو ورنہ میرے ساتھ تم بھی پکڑ کر بند کر دیئے جاؤ گے۔"

"!بھاگو۔۔"

ڈاکٹر گلبرٹ پر مقدمہ چل رہا ہے۔۔ دوسری طرف اس کے ملک کی حکومت کوشاں ہے کہ اسے اس کے حوالے کر دیا جائے۔ اس کی موافقت میں بین الاقوامی رائے عامہ ہموار کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔۔ اس کے کارنامے کے متعلق اس ملک میں بڑے بڑے اونچے مضامین لکھے جا رہے ہیں۔ بڑی پرمغز تقریریں کی جا رہی ہیں۔ اور عمران صفدر سے کہتا ہے کہ اگر تمہیں دنیا میں ایک بھی ہوشمند آدمی مل جائے تو مجھے اس کے پتے سے ضرور آگاہ کر دینا۔

....

....

عمران کے چاہنے والوں کو مطمئن رہنا چاہیے کہ زیرو لینڈ کا کیس سو فیصدی عمران کا ہے اگر کبھی اسے پیش کرنے کی نوبت آئی تو دیکھئے گا۔

زیرِ نظر کہانی "گینڈ کی تباہکاری" بھی ایک نئے انداز کی کہانی ہے! اسے بھی آپ پچھلی تمام کہانیوں سے مختلف پائیں گے، عمران نے بالکل ہی اچھوتے انداز میں اپنی ذہانت فطانت کے جوہر دکھائے ہیں۔

اگر آپ مجھ سے اچھی کہانیاں چاہتے ہیں تو مجھے مشورے دینا بند کر دیجئے۔ صرف میری خامیوں سے آگاہ کرتے رہئیے۔ آپ کے مشورے بعض اوقات مجھے غلط راستوں پر بھی ڈال دیتے ہیں۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ کہانی نہ آپ کو پسند آتی ہے اور نہ مجھے! لہٰذا آپ مجھے مشوروں سے معاف رکھئیے اور مجھے اسی طرح لکھنے دیجئے۔ جیسے میں پہلے لکھتا رہا ہوں۔ اور آپ بے تحاشہ پسند کرتے رہے ہیں۔!

ابنِ صفی

۳۰ مئی ۵۹ء

سوئمنگ پول پر بہت بھیڑ تھی! اور روز ہی ہوتی تھی! کوئی نئی بات نہیں تھی۔ اگر والنگا ہوٹل میں غوطہ خور لڑکیاں ملازم نہ ہوتیں تو شاید ہی کوئی اِدھر کا رُخ بھی کرتا! مگر صفدر عمران کے متعلق یہ نہیں سوچ سکتا تھا کہ اس نے اسی لئے اس ہوٹل میں قیام کیا ہوگا! وہ جانتا تھا کہ عمران کو لڑکیوں سے کبھی اتنی دلچسپی نہیں رہی کہ وہ انہیں غسل کے لباس میں دیکھنے کے شوق میں خود بھی لنگوٹی لگا کر پول کے کنارے آ بیٹھے گا۔ لنگوٹی کا لطیفہ بھی دلچسپ تھا جس دن وہ یہاں آئے تھے اسی دن عمران نے بازار سے سُرخ رنگ کی ایک لنگوٹی خریدی تھی! صفدر نے اس پر حیرت ظاہر کی تھی اور عمران نے کہا تھا کہ وہ سوٹ پہن کر نہیں نہا سکے گا۔ صفدر نے مشورہ دیا کہ وہ سوئمنگ ڈریس خریدے خواہ مخواہ تماشا بننے سے کیا فائدہ؟ اس پر عمران نے فیصلے لہجے میں کہا تھا کہ وہ اسی طرح نہاتے گا جیسے اس کے باپ دادا نہاتے آئے ہیں!

دوسرے ہی دن عمران وہی لال لنگوٹ لگائے ہوئے پول کے کنارے پہنچ گیا، تھا! سیکڑوں آنکھیں متحیرانہ انداز میں اس کی طرف اٹھی تھیں لوگوں نے آوازے کسے تھے اور صفدر اس کے پاس سے کھسکتا ہوا دور نکل گیا تھا ... مگر اتنی دور بھی نہیں کہ عمران کی حماقتوں سے لطف اندوز نہ ہو سکتا!

لوگ ہنس رہے تھے اور آوازے کس رہے تھے لیکن عمران ان سب سے بے نیاز کنارے پر کھڑا گویا سوچ رہا تھا کہ پانی میں اترے یا نہ اترے ...!

چہرہ گاؤدیوں اور گھامڑوں کا سا بنا رکھا تھا۔

مارچ کی شروعات ہو چکی تھیں لیکن ابھی پانی میں کافی ٹھنڈک رہتی تھی! عمران نے پانی میں چھلانگ لگائی تھی اور پھر اس طرح بوکھلا کر باہر نکل آیا تھا جیسے کسی مگرمچھ نے تعاقب کیا ہو۔ پھر وہ کنارے پر اکڑوں بیٹھ کر کسی سردی کھائے ہوئے بکری کے بچے کی طرح کانپنے لگا تھا۔ اس پر اور زیادہ قہقہے بلند ہوتے تھے۔ لیکن عمران کے انداز سے نہیں ظاہر ہو رہا تھا کہ اسے اپنے گرد و پیش کی خبر ہو! پھر وہ شیطان کی طرح سارے ہوٹل میں مشہور ہو گیا تھا۔

صفدر اور عمران محض تفریح کی غرض سے سردار گڈھ آئے تھے! تفریح کی ضرورت یوں محسوس ہوئی تھی کہ تاریک وادی کے دل ہلا دینے والے سفر نے انہیں کم از کم ذہنی فرار کی طرف تو مائل ہی کر دیا تھا حالانکہ اسی ذہنی فرار کے لئے بھی انہیں تھوڑا سفر برداشت کرنا پڑا تھا! ویسے خود صفدر نے اس سفر کی ضرورت نہیں محسوس کی تھی۔ عمران ہی نے اُسے مجبور کیا تھا! اور صفدر کی دانست میں اس کی سفارش پر اس کی چھٹی بھی ایکس ٹو نے منظور کر لی تھی!

یہ سب کچھ اس کے لئے قطعی تکلیف دہ ثابت نہیں ہوا تھا کیونکہ وہ خود بھی چلتے پھرتے رہنے کا قائل تھا! مصیبت تو دراصل عمران کی لال لنگوٹی تھی! اور اس وقت

اس لنگوٹی پر سبز رنگ کی فلٹ ہیٹ کا بھی اضافہ ہو گیا۔ اس پر سے عمران کے اکڑوں بیٹھنے کا انداز... ایک ہاتھ سے اس نے صفدر کی ٹانگ پکڑ رکھی تھی۔ مقصد یہ تھا کہ صفدر اس کے پاس سے ہٹنے نہ پاتے۔ دوسری طرف سے صفدر کا بُرا حال تھا۔ وہ کوشش کر رہا تھا کہ اپنی ٹانگ چھڑائے ساتھ ہی اُسے اس کا بھی خیال تھا کہ لوگوں کی نظر اس ٹانگ پر نہ پڑنے پاتے جسے عمران نے پکڑ رکھا تھا۔

اس لئے اس نے اس ٹانگ پر ڈریسنگ گاؤن ڈال لیا تھا۔

"عمران صاحب! اب مجھے غصہ آ جائے گا" اس نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

"مگر غصہ اتارو گے کس پر تمہارے تو بیوی بچے بھی نہیں ہیں" عمران متحیرانہ لہجے میں بولا۔

"آخر — اس سے کیا فائدہ — ؟"

"فائدہ تو کچھ بھی نہیں ہے! مگر تم مجھ سے دور بیٹھ کر کیا کرو گے!"

"اچھا تو ہیٹ ہی اتار دیجئے"

"شریف آدمیوں کو لنگوٹی میں بھی شریف ہی نظر آنا چاہیئے" اس لئے میں ہیٹ نہیں اتار سکتا"

صفدر نے سوچا کہ اب جلی کٹی پر اتر آنا چاہیئے۔ ممکن ہے اسی طرح پیچھا چھوٹ جاتے لہٰذا اس نے کہا "دوسروں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کا طریقہ بہت بھونڈا ہے۔ عمران صاحب!"

"عادت بُری بلا ہے!" میں مجبور ہوں مسٹر صفدر!"

پھر آپ ہی چھٹکارے کی کوئی تدبیر بتائیے" صفدر نے بے بسی سے کہا۔

"چھٹکارے کی صورت!" عمران آہستہ سے بولا! اور پھر بیحد مغموم نظر آنے لگا۔ جب اس کی صورت پر حماقت طاری ہو۔ مغموم ہو جانے کا انداز ایسا ہی ہوتا تھا۔

جیسے وہ کوئی کثیر العیال بیوہ ہو۔

وہ تھوڑی دیر تک خاموش رہا پھر بولا "چھٹکارا ممکن ہے مگر اس کے لئے تمہیں بڑے پاپڑ بیلنے پڑیں گے! کوہ ندا کے آگے ایک صحرائے عظیم ہے کہ جس کی طرف دیکھنے سے پڑجائیں لاکھ آبلے پائے نگاہ میں! تو عزیزی بیچ اس صحرا کے ایک عظیم الشان گنبد پلاسٹک کا ہے، جو مثل گراموفون کے ریکارڈ کے تیزی سے گردش کرتا رہتا ہے۔ اور چوٹی پر اس گنبد گرداں کے ایک طائر خوش الحان کہ نطفے سے بلبل ہزار داستان کے ہے بیٹھا و مبدم گاتا رہتا ہے۔

مارکٹاری مرجانا پے انکھیاں نالڑانا . . . نا

پس تمہیں لازم ہے کہ ایک تیر تاک کر ایسا مارو کہ اس پرندے کی دُم پر پڑے۔ اگر دم پر نہ پڑا تو پلٹ کر تمہاری ناک پر پڑے گا اور تم دائمی نزلے میں مبتلا ہو جاؤ گے! اگر اس طائر خوشنوا کی دم ہی پر پڑا تو وہ طائر جل کر راکھ ہو جائے گا اور ادھر تمہاری ٹانگ بھی چھوٹ گی . . . ورنہ . . . میں نہیں جانتا کہ کب تک پھنسی رہے"

عمران خاموش ہوگیا! صفدر بُرا سا منہ بنائے اِدھر اُدھر دیکھ رہا تھا۔ آخر اس نے بھی سوچا کہ اب خاموشی ہی اختیار کرنی چاہیئے کیونکہ جتنی وہ پیچھا چھڑانے کی کوشش کرے گا اتنی ہی گردن پھنستی جائے گی۔ وہ عمران کو بحری ہزار پا سے کم نہیں سمجھتا تھا۔

بلول میں تیرنے والوں کی بھیڑ بڑھتی جارہی تھی . . . یہ پول دو حصوں میں منقسم تھا۔ ایک حصے میں لوگ تیرتے تھے اور دوسرا حصہ صرف ڈرائیو کرنے والوں کے لئے مخصوص تھا۔ اس وقت دوسرے حصے میں چار لڑکیاں غوطہ خوری کے کمالات دکھا رہی تھیں اور اسی حصے کی طرف تماشائیوں کی بھیڑ زیادہ تھی! یہاں مردوں میں شاید کوئی اچھا غوطہ خور موجود نہیں تھا۔ اس لئے دوسرے حصے میں صرف وہی چاروں لڑکیاں نظر آرہی تھیں! صفدر تھوڑی دیر تک خاموش بیٹھا رہا پھر اس نے کہا "کیا نہانے کا ارادہ نہیں ہے!"

"واہ . . . !" عمران یک بیک اچھل پڑا اور صفدر کی ٹانگ چھوڑ دی۔

"کیوں کیا ہوا۔"

"ارے بھئی میں اتنی دیر سے یہی سوچ رہا تھا کہ میں نے کیا ارادہ کیا تھا! . . . اگر تم نہ ہوتے تو میں بیٹھا سوچتا ہی رہ جاتا!۔ آؤ . . . !" عمران نے کہا اور تالاب میں چھلانگ لگادی۔

مگر صفدر جہاں تھا وہیں بیٹھا رہا۔

عمران تیرتا ہوا بچوں کے سے انداز میں ہاتھ ہلا ہلا کر اُسے آوازیں دے رہا تھا۔

"ارے آؤ . . . آؤ . . . آج تو . . . مجھے بھی . . . پچھو . . . پچھو . . . پانی ٹھنڈا . . . پچھو . . . نہیں لگ رہا ہے . . . اَے . . . آؤ بھی . . . !"

صفدر نے دوسری طرف منہ پھیر لیا . . . وہ بہت شدت سے بیزار ہوگیا تھا دفعتاً اس کی نظر ہوٹل کے اسسٹنٹ منیجر پر پڑی جو اسی طرف آرہا تھا! وہ صفدر کے پاس آکر بیٹھ گیا۔

"مجھے کچھ عرض کرنا ہے جناب!" اس نے کہا۔

"فرمایئے"

"یہ آپ کے ساتھی یہاں کافی تام پیدا کر رہے ہیں!" اس کا لہجہ خشک تھا! "ہوسکتا ہے کہ وہ غیر معمولی طور پر زندہ دل آدمی ہوں! لیکن اگر ان کی دیکھا دیکھی دو چار مزید زندہ دلوں کا اضافہ ہوگیا تو ہمارا ریپوٹیشن جہنم ہی میں گیا۔!"

صفدر مسکرایا! تھوڑی دیر تک اس کی آنکھوں میں دیکھتا رہا پھر بولا "لنگوٹی ہمارا پیدائشی حق ہے . . . اگر موٹوں کی مجموعی تعداد کو ملک کی پوری آبادی پر برابر برابر تقسیم کر دیا جائے تو یقین کیجئے کہ لنگوٹی سے بھی کوئی کمتر چیز ہر ایک کے حصے میں آئے گی"

"معاف کیجئے گا میں نے کوئی سیاسی مسئلہ نہیں چھیڑا تھا" منیجر نے خوشگوار لہجے میں کہا۔

"میں نے یہ بات خالص جمالیاتی نقطہ نظر سے کہی ہے!" صفدر سنجیدگی سے بولا "اب یہی دیکھئے . . . سامنے دو لڑکیاں ڈرائیو کر رہی ہیں۔ ان کی لنگوٹیاں دیسی ساخت کی نہیں ہیں۔ لیکن ہیں لنگوٹیاں ہی . . . اچھی بات ہے جناب! میرا خیال ہے کہ اب ہمیں آپ لوگوں کو باقاعدہ طور پر نوٹس دینا پڑے گا!"

"یہ تو بڑی اچھی بات ہوگی۔ آپ ضرور دیجئے نوٹس . . ." صفدر خوش ہوگیا! ٹھیک اسی وقت تالاب پے شور کی آواز آئی اور وہ ادھر متوجہ ہوگئے۔ نہانے والے ربڑ کی ایک گیند نظروں سے اوجھل ہی ہو کر رہ گئی۔ پھر اچانک ایک تیز چیخ فضا میں ابھری اسی کے ساتھ پانی میں کئی زوردار چھپاکے ہوتے اور تیراک چاروں طرف بکھر گئے ایک آدمی پانی کی سطح پر ہاتھ مارتا ہوا چیخ رہا تھا! اس کی آنکھیں خوفناک ہو جانے کی حد تک پھیلی ہوئی تھیں . . . اور ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ غرق ہو رہا ہے!

دوسرے تیراک دور سے متحیرانہ انداز میں اس کی طرف دیکھ رہے تھے انہیں میں عمران بھی شامل تھا۔

چیخنے والا دیکھتے ہی دیکھتے تہہ نشین ہوگیا! پانی کی سطح پر خون کا ایک موٹا سا لہریا چل رہا تھا۔

پھر کچھ دیر بعد دوسروں کو ہوش آیا! اب بھی لوگ کچھ نہ سمجھ پاتے۔ اگر ڈوبنے والے کی لاش دوبارہ سطح پر نہ آگئی ہوتی!

لوگ پول سے نکل نکل کر بھاگنے لگے اور ذرا ہی سی دیر میں وہاں ایسی ویرانی نظر آنے لگی جیسے بھیڑیوں کے کسی بہت بڑے ریوڑ نے حملہ کیا ہو۔

"فی الحال یہیں کھسک ہی لینا چاہیئے!" عمران نے صفدر سے کہا "ظاہر ہے کہ نہ میں تھانیدار ہوں اور نہ تم ہی ہو!"

صفدر بھی اسے اچھی طرح سمجھتا تھا! سیکرٹ سروس والوں کے معاملات کتنے نازک ہوتے ہیں! لہٰذا وہ دونوں اپنے کمرے میں آگئے۔

"ہوا کیا تھا!" صفدر نے پوچھا۔

"جو کچھ بھی ہوا ہے! اچھا نہیں ہوا . . . اب ہوسکتا ہے کہ یہ لال لنگوٹی گردن سے لپٹنی پڑے . . . وہاں سے سب ہی بھاگ نکلے تھے! ہوسکتا ہے کہ کسی کے متعلق یقین کے ساتھ نہ کہا جاسکے کہ وہ وہاں موجود تھا بھی یا نہیں۔ لیکن کیا وہ اسسٹنٹ منیجر مجھے یا تمہیں بھلا سکتا ہے جو ابھی کچھ دیر پہلے تمہارے پاس بیٹھا غالباً میرے ہی بارے میں گفتگو کر رہا تھا"

"آپ نے میری بھی مٹی پلید کردی!" صفدر نے غصیلے لہجے میں کہا "آپ کا کیا! آپ باقاعدہ طور پر سیکرٹ سروس میں ہیں نہیں۔ ایکس ٹو مجھے کچا چبا جائے گا"

"معدہ بھی چوپٹ ہو جائے گا اس چوہے کا اگر تمہیں کچا چبا گیا! فائدے کی بات تو یہ ہوگی کہ اُبال کر کھائے!"

صفدر کچھ نہ بولا اب اُسے پھر عمران پر غصہ آگیا تھا۔!

"میں کہتا ہوں! آخر یہ لال لنگوٹی نکلی ہی کیوں تھی!" اس نے تھوڑی دیر بعد کہا۔

"میں کیا بتاؤں مجھے لال ہی لنگوٹی پسند ہے! ہوسکتا ہے تم نیلی یا سبز رنگ کی پسند کرتے ہو!"

صفدر پھر خاموش ہوگیا! تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر چونک کر بولا "آخر بات کیا ہوئی تھی۔ کیا وہ حقیقتاً لاش ہی تھی"

"اس وقت تک تو لاش ہی تھی جب ہم بھاگے تھے بعد کا حال خدا جانے!"

"مگر ہوا کیسے۔!"

"یہ بھی نہیں معلوم کہ کیسے ہوا تھا! بس ایک گیند میری عدیم المثال کھوپڑی سے ٹکرا کر دور جا پڑی تھی اور بیک وقت کئی آدمی اس کی طرف جھپٹے تھے! اسی افراتفری

کے دوران میں کسی کا ہاتھ چل گیا ہوگا۔ میرا خیال ہے کہ اس سلسلے میں چاقو ہی استعمال کیا گیا ہوگا۔"

"اور شاید قاتل۔ قاتل اب کیا ملے گا!" صفدر بولا۔ "اس نے چاقو پانی ہی میں چھوڑ دیا ہوگا!"

"او... یار۔ وہ ملے یا نہ ملے... بات تو یہ ہے کہ اگر پولیس نے ہمیں دھر لیا تو کیا ہوگا! لنگوٹی کے دم چھلے میں چاقو بہ آسانی چھپایا جا سکتا ہے۔"

"ہاہا۔ ہاہا۔ ہاہا۔!" صفدر نے مخصوص انداز میں قہقہہ لگایا۔ یہ اُس کا طنزیہ انداز تھا!

"ہائیں... تم ہنس رہے ہو!" عمران متحیرانہ انداز میں آنکھیں پھاڑ کر بولا۔ "تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ میں پریشان ہی نہیں ہوں!"

"جس دن آپ کسی مسئلے پر پریشان نظر آئے وہی میری زندگی کا آخری دن ہوگا۔"

"تو پھر میں ابھی لنگوٹی نہ اتاروں..." عمران کچھ سوچتا ہوا بڑبڑایا۔

"اوہو۔" یک بیک صفدر چونک پڑا۔.. "ہمیں کپڑے پہن لینے چاہئیں۔"

پھر وہ ڈریسنگ ٹیبل کی طرف چلا گیا! لیکن عمران اسی طرح بیٹھا رہا۔

"میں نے کہا! کیا اب بھی لنگوٹی لگی ہی رہے گی۔" صفدر نے اسے مخاطب کیا۔ عمران نے ٹھنڈی سانس لی چند لمحے منہ چلاتا رہا... پھر بڑے مغموم لہجے میں بولا۔

"میں سوچ رہا ہوں کہ آخر وہ گیند میری ہی کھوپڑی پر کیوں پڑی تھی۔!"

•

اس قتل کے سلسلے میں جو تفتیش ہو رہی تھی عمران کے خدشات کے خلاف ہی نکلی

نہ تو کسی نے خصوصیت سے ان کی طرف اشارہ کیا تھا اور نہ پولیس ہی نے عام قسم کی پوچھ گچھ سے آگے بڑھنے کی کوشش کی تھی۔ شام تک صفدر نے اس سلسلے میں کافی معلومات فراہم کر لیں اور انہیں معلومات کی وجہ سے عمران کی حیرت رفع ہو سکی! ورنہ پولیس کی سرسری چھان بین اس کے لئے بڑی حیرت انگیز ثابت ہوتی تھی!

"یہاں تو ایسے واقعات کئی دنوں سے ہو رہے ہیں!" صفدر نے کہا۔

"کیسے واقعات....!"

"پُراسرار گیندوں سے تعلق رکھنے والے..."

"پُراسرار" عمران نے ٹھنڈی سانس لی۔ "پُراسرار کی ترکیب میرے لئے سوہان روح بن کر رہ گئی ہے... میں اس پہلے آدمی کی جان کو روتا ہوں جس نے سب سے پہلے یہ ترکیب استعمال کی تھی... خیر ہاں تو ان گیندوں کا کیا قصہ ہے!"

"سردار گڈھ میں اب تک چھ وارداتیں ہو چکی ہیں! جن میں یہ گیندیں کسی نہ کسی طرح ضرور شریک رہی ہیں! کبھی یہ گیندیں بھری پڑی سڑکوں پر آئی ہیں کبھی ایسی تفریح گاہوں میں جہاں بہت زیادہ بھیڑ رہتی ہے اور ہر بار ایک آدھ قتل ضرور ہوا ہے گیندوں کی وجہ سے انتشار برپا ہوتا ہے اور اسی انتشار کے عالم میں کوئی اپنا کام کر گذرتا ہے!"

"ہام۔" عمران نے اُلوؤں کی طرح دیدے نچاتے۔ "کوئی جانبر بھی ہوا ہے۔ یا ایسے کیسوں کے سارے ہی آدمی مر گئے تھے!"

"صرف ایک آدمی جس پر اُچٹتی ہوئی سی چھری پڑی تھی!"

"تب تو پولیس کو ان وارداتوں کی نوعیت کسی حد تک معلوم ہو سکی ہو گی!"

"یہی تو ایک بہت بڑی ٹریجڈی ہے۔" صفدر بولا "ایک کام کا آدمی ہاتھ بھی لگا ہے تو صحیح الدماغ نہیں رہ گیا۔"

"کیا مطلب!"

"ہوش میں آنے کے بعد بھی اس نے ہوش کی باتیں نہیں کیں! وہ اب بھی سول ہسپتال میں موجود ہے!"

"اب تک کل کتنی وارداتیں ہو چکی ہیں" عمران نے پوچھا۔

"چھ عدد۔"

"پہلی واردات کو کتنے دن ہوتے۔"

"آٹھ دن ہو چکے ہیں اور پھر بقیہ وارداتیں ایک یا دو دن کے وقفے سے ہوتی رہی ہیں!"

"اس سلسلے میں کچھ گرفتاریاں بھی ہوئی ہیں!" عمران نے پوچھا۔

"ہاں ہوئی ہیں مگر ویسی ہی جیسی عموماً ہوا کرتی ہیں۔ یعنی محض شبہے میں دو چار کو دھر لیا۔"

عمران کچھ سوچنے لگا! صفدر بھی خاموش ہو گیا۔

کچھ دیر بعد عمران بڑبڑایا۔ "تو گیندوں کی کہانی سردار گڈھ کے بچے بچے کی زبان پر ہو گی۔"

"ظاہر ہے۔"

"ہاہا۔!" عمران کرسی سے اٹھ کر کمرے میں ٹہلنے لگا پھر رک کر بولا۔ "تب پھر ان لوگوں کو پاگل ہی سمجھنا چاہیے جو آج پول میں گیند پر جھپٹے تھے۔"

"میں بھی اسی پر غور کر رہا ہوں!"

"کس نتیجے پر پہنچے۔!" عمران نے تشویش کن لہجے میں پوچھا۔

"دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں یا تو وہ آج ہی آئے تھے اور انہیں ان حالات کا علم نہیں تھا! یا پھر یہ قاتلوں ہی کی بھیڑ تھی جس نے کسی ایک آدمی پر یلغار کی تھی!"

"گڈ!" عمران سر ہلا کر بولا "کیا تمہیں ان میں سے ایک آدھ کی شکل یاد ہے!"

"نہیں!" صفدر نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ "میں اسسٹنٹ منیجر کی طرف متوجہ تھا۔"

"افسوس کہ مجھے دو تین شکلیں یاد ہیں!" عمران نے مایوسانہ انداز میں سر ہلا

کر کہا! تھوڑی دیر تک پھر خاموشی رہی... صفدر سگریٹ کے دھوئیں کے بادل بکھیر رہا تھا۔ اس نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ "یہ بھی خبر ہے کہ اس مسئلے پر غور کرنے کے لئے دارالحکومت سے سراغرسانوں کی ایک ٹیم آ رہی ہے۔"

"چلو اچھا ہوا۔" عمران نے اس طرح سانس لی جیسے خود اس کی گردن بچی ہوا

"آپ الجھن میں پڑ سکتے ہیں۔ عمران صاحب! کیپٹن فیاض کے محکمے کا کوئی آدمی آپ کو اچھی نظروں سے نہیں دیکھتا!"

"پھر مجھے کیا کرنا چاہیے!" عمران نے خوفزدہ لہجے میں پوچھا۔

"آپ نے ہوٹل کے رجسٹر میں اپنا نام بھی غلط درج کرایا ہے!"

"ارے تو اب صحیح کرا دو نا۔ یار میری تو عقل ہی چوپٹ ہو کر رہ گئی ہے!"

"اب نام صحیح کرانے بیٹھے تو یہیں کی پولیس ٹانگ پکڑ لے گی!"

"ارے تو پھر کیسے گردن چھوٹے گی!"

"میں تو جا رہا ہوں یہاں سے آپ میرا سامان دیکھئے گا۔!"

"کہاں جا رہے ہو، واہ... یعنی کہ...!"

"آپ کا تو شاید کچھ بھی نہ بگڑے مگر مجھ پر ایکس ٹو کا عتاب ضرور نازل ہوگا۔ اس کا کہنا ہے کہ پولیس کی نظروں میں آنے سے بچو!"

"تو تم مجھے تنہا چھوڑ جاؤ گے۔"

"پھر میں کیا کروں۔!"

"میری ہی طرح تم بھی صبر کرو اور ڈرتے رہو!" عمران نے ٹھنڈی سانس لی۔

"نہیں مجھے جانے ہی دیجئے!"

"دیکھو! اب میں بھی کرائے کا ٹٹو نہیں رہا! باقاعدہ طور پر تمہارے ہی محکمے سے تعلق رکھتا ہوں۔" عمران نے کہا۔

"آپ کی اور بات ہے! آپ کو پہلے ہی سے سب جانتے ہیں اور آپکے متعلق وہ خواب میں بھی نہیں سوچ سکیں گے کہ آپ کا تعلق سیکرٹ سروس سے بھی ہو سکتا ہے!"

عمران کچھ کہنے ہی والا تھا کہ کسی نے دروازے پر دستک دی!"

"کون ہے؟" صفدر نے گرجکر پوچھا۔

"پولیس۔!" باہر سے آواز آئی۔

"ارے باپ رے۔!" عمران بھرائی ہوئی آواز میں بڑبڑایا۔

صفدر نے دروازہ کھول دیا۔

ایک سب انسپکٹر اور دو کانسٹیبل اندر داخل ہوتے!۔ اُن کے ساتھ اسسٹنٹ منیجر بھی تھا۔

"آپ کا کیا نام ہے!" سب انسپکٹر نے صفدر کو گھورتے ہوئے پوچھا۔

"صفدر سعید"

"کہاں سے آئے ہیں!"

"دارالحکومت سے!"

"پیشہ ۔۔۔!"

"مچھلیوں کی آڑھت ۔!"

"پتہ ۔!"

"تیرہ گرین اسکوائر!"

ایک کانسٹیبل نوٹ کرتا جا رہا تھا۔

سب انسپکٹر عمران کی طرف متوجہ ہوا۔

"آپ کا نام۔"

"علی عمران ایم۔ ایس۔ سی۔ پی۔ ایچ۔ ڈی۔ آکسن۔!"

سب انسپکٹر نے اسے گھور کر دیکھا! اور دوسرے کانسٹیبل سے کہا۔

"رجسٹر کھولو"

کانسٹیبل کے ہاتھ میں ہوٹل کا وہ رجسٹر تھا جس میں قیام کرنے والوں کے نام اور پتے درج کئے جاتے تھے!

کانسٹیبل نے رجسٹر کھول کر اس کی طرف بڑھا دیا۔

"مگر اس میں تو تفضل حسین درج ہے!" اس نے گونجیلی آواز میں کہا۔

"درج ہونے کو تو۔۔ لارڈ لِن لتھ گو بھی درج ہو سکتا ہے۔۔۔ پھر؟ بھلا مجھے لارڈ لِن لتھ گو کون تسلیم کرے گا"

"اس میں تفضل حسین کیوں درج ہے!" سب انسپکٹر منیجر کی طرف مڑا۔

"جو کچھ انہوں نے بتایا ہوگا! وہی درج کیا گیا ہوگا جناب! آپ ان سے یہ پوچھئے کہ نام کے آگے دستخط کس کے ہیں۔!"

عمران رجسٹر میں دستخط دیکھنے کے لئے آگے جھک آیا۔

"ہاں یہ میرے ہی دستخط ہیں اور سچ مچ یہاں تفضل حسین ہی درج ہے!" عمران نے سب انسپکٹر کی طرف دیکھتے ہوئے پلکیں جھپکائیں پھر بولا "مگر دستخط بھی صاف ہیں۔ صاف عمران پڑھا جا سکتا ہے"

سب انسپکٹر نے دستخط کو بنظر غائر دیکھتے ہوئے کہا "ٹھیک ہے دستخط صاف ہے" پھر سر اٹھا کر بولا "آپنے نام غلط لکھے جانے پر اعتراض کیوں نہیں کیا تھا"

نہ جانے کیوں یک بیک صفدر موج میں آگیا

اس نے کہا "یہ دراصل اپنی یادداشت کھو بیٹھے ہیں! اس لئے آپ ان کے متعلق صحیح معلومات نہ حاصل کر سکیں گے!"

"او۔۔۔!" عمران دانت پیس کر صفدر کو گھونسہ دکھاتا ہوا بولا "تم اپنی حرکتوں سے باز نہیں آؤ گے! تمہارے فرشتے بھی نہیں ثابت کر سکتے کہ میں اپنی یادداشت کھو بیٹھا ہوں"

"کیا قصہ ہے" سب انسپکٹر نے صفدر کو گھورا۔

"الگ چلئے تو بتاؤں۔ یہ یہاں مجھے گفتگو نہیں کرنے دیں گے"

"چلئے۔!" سب انسپکٹر نے پلکیں جھپکائیں۔

ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے غصے نے عمران کی عقل سلب کر لی ہو۔ وہ بُری طرح ہانپ رہا تھا جیسے ہی وہ دونوں دروازے کی طرف بڑھے اس نے کہا "اپنے بیان کا یہ خود ذمہ دار ہوگا۔۔۔ یہ سراسر بکواس ہے کہ میں اپنی یادداشت کھو بیٹھا ہوں۔ یہ لوگ میرے پیچھے پڑ گئے ہیں مگر میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ حلیمہ خانم سے میری شادی ضرور ہوگی خواہ میرے سر پر سینگ نکل آئیں۔ اب یہ لوگ پولیس سے میرے پاگل پن کا سرٹیفکیٹ حاصل کرنا چاہتے ہیں"

سب انسپکٹر رک کر عمران کی طرف مڑنے ہی والا تھا کہ صفدر نے کہا "بیکار وقت نہ برباد کیجئے! وہ میرا چچازاد بھائی ہے۔ مجھ سے زیادہ اس کے متعلق اور کوئی نہیں جان سکتا۔ منیجر صاحب آپ بھی آئیے"

منیجر بھی آگے بڑھا!۔۔۔ اُس نے ایک خالی کمرے تک ان کی راہنمائی کی! صفدر نے جیب سے سگریٹ کیس نکال کر انہیں پیش کیا اور ایک سگریٹ اپنے لئے منتخب کر کے سُلگاتے ہوئے کہا "اس کی تصدیق منیجر صاحب کر سکتے ہیں کہ ان سے پاگلوں کی سی حرکتیں سرزد ہوتی رہتی ہیں! مثال کے طور پر سرخ لنگوٹی کا قصہ!"

"میں سُن چکا ہوں" سب انسپکٹر غرایا "مگر آپ لوگ یہاں کس غرض سے آئے ہیں۔!"

"محض تبدیلی آب و ہوا کی غرض سے! اپنے یہاں بے تحاشا گرمی پڑنے لگی ہے! ہاں تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اس میں بیچارے کلرک کی بھی غلطی نہیں ہو سکتی۔ ممکن ہے انہوں نے اسے اپنا نام تفضل حسین ہی بتایا ہو! لیکن وہ دستخط کرنے میں کبھی غلطی نہیں کرتے میں نے بارہا آزمایا ہے"

"حلیمہ خانم کا کیا قصہ ہے"

صفدر ہچکچا گیا اور سوچنے لگا کہ اس سلسلے میں کس قسم کی بکواس مناسب رہے گی۔

"یہی تو ساری مصیبت کی جڑ ہے" صفدر نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا "ہمارے رشتوں کو بھی علم نہیں ہے کہ یہ کون ہے۔ بس وہ اس کے متعلق ہر وقت کچھ نہ کچھ بڑبڑایا کرتے ہیں! ان کا خیال ہے کہ ہم لوگ حلیمہ خانم کے سلسلے میں ان کے خلاف سازش کر رہے ہیں ہم نہیں چاہتے کہ ان کی شادی حلیمہ خانم سے ہو!۔۔۔ اسی لئے ہم نے انہیں پاگل مشہور کر دیا ہے! یقین کیجئے کہ ہم کسی حلیمہ خانم کے وجود سے واقف نہیں ہیں"

"کوئی خیالی عورت! کیوں؟" سب انسپکٹر نے پوچھا۔

"سو فیصدی خیالی"

"میری رائے ہے کہ آپ انہیں بریلی بھجوا دیجئے۔۔۔ لیکن آپ یہ نہ سمجھئے کہ میں نے آپ کے بیان پر یقین کر لیا ہے"

"نہ کیجئے یقین۔" صفدر جھنجھلا گیا "میں نے آپ کو مجبور تو نہیں کیا کہ یقین کر ہی لیجئے۔"

آپ کے یقین کرنے یا نہ کرنے سے حقائق نہیں بدل سکتے۔

"خیر۔! میں دیکھوں گا کہ آپ لوگوں پر کس حد تک کسی جرم کے مرتکب ہونے کا شبہ کیا جا سکتا ہے۔"

"ضرور دیکھئے میں آپ کو منع نہیں کرتا"

"آپ دونوں پولیس کو مطلع کئے بغیر سردار گڈھ سے نہیں جا سکیں گے"

"اوہ... بہت بہتر!" صفدر نے زندہ دلی کا مظاہرہ کیا۔ "سردار گدھے جانا تو بڑی چیز ہے ہم آپ سے پوچھے بغیر غسل خانے میں بھی قدم نہیں رکھیں گے۔"

"بے تکی باتیں نہ کیجئے! میں آپ کو شبے میں بند بھی کر سکتا ہوں۔" سب انسپکٹر جھلا گیا! صفدر لاپرواہی سے دروازے کی طرف مڑا اور کمرے سے نکلتے وقت پلٹ کر بولا۔

"بہت بڑا دل چاہیئے تھانیدار صاحب! میں کسی بنیئے کا لونڈا نہیں ہوں! ہوم سیکرٹری تک یہاں کھنچے چلے آئیں گے۔"

اور پھر اُس کے جواب کا انتظار کئے بغیر وہ اپنے کمرے میں چلا آیا... یہاں عمران کانسٹیبلوں کو یقین دلانے کی کوشش کر رہا تھا کہ وہ حلیمہ خانم کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا!

صفدر کو دیکھتے ہی وُہ اس کی طرف انگلی اٹھا کر دہاڑا! "یہ ہے وہ دشمن جس نے مجھے پاگل ثابت کرنے کی کوشش میں... چیڑی اوٹی... نہیں اونچی ایڑی... لاحول ولا قوۃ... یہ بھی نہیں... ایڑی چوٹی... ہا ہا... ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا ہے۔"

"بڑے بھائی خدا کے لئے عقل کی باتیں کرو!" صفدر نے مغموم لہجے میں کہا۔

"ارے جاؤ... چلے جاؤ یہاں سے... ورنہ اب بات بڑھ جائے گی! عمران ہاتھ ہلا کر بولا! اتنے میں اسسٹنٹ منیجر نے کمرے میں داخل ہو کر کانسٹیبلوں سے کہا کہ سب انسپکٹر انہیں ڈائننگ ہال میں بلا رہا ہے۔ جب کانسٹیبل چلے گئے تو اس نے صفدر اور عمران کو مخاطب کر کے کہا۔ "آپ لوگوں کو اطلاع دی جاتی ہے کہ آپ پولیس سے اجازت حاصل کئے بغیر ہوٹل کی کمپاؤنڈ سے باہر قدم نہیں نکالیں گے۔"

"یہ سب تمہاری وجہ سے ہوا ہے! میں جانتا ہوں۔" صفدر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"یہ نہ بھولیے کہ گیند ان کے سر پر لگی تھی!" منیجر نے تلخ لہجے میں کہا۔

"پھر اس سے کیا ہوتا ہے۔!"

"یہ تو پولیس ہی معلوم کرے گی!"

"تو ہم لوگ اب ہوٹل کی کمپاؤنڈ سے نہیں نکل سکیں گے۔"

"ہاں۔! مجھ سے یہی کہا گیا ہے!"

"بہتر ہے!" صفدر بیزاری سے ہاتھ ہلا کر بولا۔ "ہمیں آرام کرنے دیجئے!"

منیجر نے بُرا سا منہ بنایا اور دونوں کو گھورتا ہوا چلا گیا۔

صفدر نے دروازہ بند کر کے بولٹ کرتے ہوئے عمران سے کہا۔ "دیکھا کرشمہ لال لنگوٹی کا۔"

"بہت شاندار ہے۔!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "ایک بار میرے دادا نے لال لنگوٹی میں ایک جن کو پچھاڑا تھا مگر بعض روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ جن کو نہیں بلکہ ڈرائی جن کو پچھاڑا تھا۔"

"عمران صاحب! ہم تفریح کے لئے آئے تھے لیکن اس منحوس لال لنگوٹی نے بیڑا غرق کر دیا۔"

"پروا نہ کرو!"

"کیا کریں گے آپ۔!"

"نیک بندے صبر کے علاوہ اور کچھ نہیں کرتے۔ صبر نہ کریں تو غصہ آئے اور خواہ مخواہ ہاضمہ خراب ہو کر رہ جائے!"

"آہا۔ ہم نے ابھی تک رات کا کھانا نہیں کھایا۔" صفدر بڑبڑایا۔

"وہیں ڈائننگ ہال میں کھائیں گے!" عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

کچھ دیر بعد وہ ڈائننگ ہال میں آئے! عمران اس وقت لنگوٹی میں نہیں تھا پھر بھی قیام کرنے والے اسے دیکھ کر ہنسنے لگے! اس وقت اس کے جسم پر

بے تکا لباس بھی نہیں تھا۔ ڈھنگ کے کپڑے تھے جو سلیقے کے ساتھ پہنے گئے تھے۔ مگر اس سے چہرے پر برسنے والی حماقت میں کیا فرق پڑتا ہے؟... اب تو لوگوں کے ہنسنے کے لئے صرف اس کی شکل ہی کافی ہوتی تھی! صفدر نے ڈھٹائی اختیار کرنے کی کوشش شروع کر دی!

مگر پھر عمران کی ایک نئی حرکت نے اُسے حد سے زیادہ نروس کر دیا! کیونکہ اسے عمران سے اس کی توقع نہیں تھی۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ وہ کسی بوڑھی عورت کو آنکھ مارے گا۔

عورت یورپشین تھی اور اس کے چہرے پر لاتعداد جھریاں تھیں۔ اگر وہ اکہرے جسم کی ہوتی تو شاید اتنی بدشکل معلوم نہ ہوتی جتنی موٹاپے کی وجہ سے معلوم ہوتی تھی وہ عمران پر چڑھ دوڑی!

صفدر بُری طرح بوکھلا گیا! اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ عمران کے ساتھ اسی میز پر بیٹھا رہے یا یہاں سے ہٹ ہی جاتے!

"کیوں ماری تھی آنکھ تم نے... کیا سمجھتے ہو!" عورت ہانپتی ہوئی بولی۔

"تمہیں۔ ارے توبہ!" عمران اپنا منہ پیٹنے لگا۔ "بہک گئی ہو گی... ورنہ میں نے تو اس لڑکی کو آنکھ ماری تھی جو نیلے اسکرٹ میں ہے!"

"تمہارا دماغ تو نہیں خراب ہو گیا۔"

"آپ ٹھیک سمجھی ہیں محترمہ!" صفدر جلدی سے بولا! ذرا آہستہ بولیے... یہ اس وقت نشے میں ہیں... خواہ مخواہ بات بڑھ جائے گی۔ دونوں کی بدنامی ہے۔"

"ارے جاؤ...!" عمران میز پر ہاتھ مار کر بولا۔ "تم کیوں دخل دیتے ہو! پچھلے سال میں نے دو کرنلوں اور تین میجروں کو آنکھ ماری تھی... کسی نے کیا بگاڑ لیا تھا میرا... ایک بار ایک خان بہادر کو آنکھ ماری تھی جھک مار کر رہ گئے

تھے... پچھلی جنگ میں اسی لئے حصہ لیا تھا کہ ہٹلر کو آنکھ مارنے کا موقع ملے مگر وہ اس سے پہلے ہی مر گیا تھا... ہاں۔"

"دیکھا آپ نے!" صفدر نے بے بسی سے کہا۔

"میں ابھی بتاتی ہوں!" عورت نے کہا اور بپھرے ہوئے انداز میں منیجر کے کمرے کی طرف چلی گئی۔

"عمران صاحب آپ نے تو جینا دوبھر کر دیا ہے۔" صفدر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"بس... بس! خاموش رہو! میں نہیں چاہتا تھا کہ اتنے پرانے تعلقات ہونے کے باوجود بھی تم اُس عورت کی طرفداری کرو گے۔ جو تمہاری کوئی رشتہ دار بھی نہیں لگتی!"

"اب میں پاگل ہو جاؤں گا...! صفدر نے دانت پیس کر کہا۔

"ایسی قسمت کہاں ہے... میری!" عمران نے ٹھنڈی سانس لے کر رائیونما لہجے میں کہا۔

"آخر آپ چاہتے کیا ہیں۔!"

"آنکھ مارنے کی آزادی... آزادی تحریر و تقریر کی طرح یہ بھی ضروری ہے۔"

"آپ کے لئے تو سب کچھ ضروری ہے... اب صرف ننگے ہو کر ناچنے کی کسر رہ گئی ہے!"

"کون ہے جو ننگا ہو کر نہیں ناچ رہا۔"

"اب آپ فلسفہ چھیڑ دیں گے۔ لیکن دیکھئے اب کیا طوفان اٹھتا ہے... وہ منیجر کے کمرے کی طرف گئی ہے۔!"

"جلدی سے کھانا طلب کرو۔!" عمران نے کہا۔

صفدر بڑبڑاتا رہا۔ "پولیس نے ہم پر پابندیاں عائد کی ہیں! اب آپ نے یہ

سب کچھ شروع کر دیا ہے! میں تو آپ کے ساتھ آکر پچھتا رہا ہوں۔!"

عمران نے ویٹر کو بلایا۔ اور جب وہ قریب آگیا تو اس نے اس سے رازدارانہ لہجے میں کہا۔

"وہ نیلے اسکرٹ والی لڑکی کتنی حسین ہے"

"ہی۔ہی۔ہی۔۔۔ جی ہاں جناب۔۔۔ کھانے کے لئے کیا لاؤں"۔ ویٹر نے پوچھا۔

"ماہئیں۔ کیا تم مجھے آدم خور سمجھتے ہو! میں اس لڑکی کی بات کر رہا ہوں!"

"جی ہاں۔۔۔ جی ہاں۔۔۔" ویٹر بولا "خدا کی قدرت ہے۔۔۔ جناب!"

"میں اس کے لئے تین سو ٹکے دے سکتا ہوں"

"وہ۔۔۔ قیام کرنے والوں میں سے ہے جناب۔۔۔! پیشہ ور نہیں معلوم ہوتی۔۔" ویٹر نے رازدارانہ انداز میں کہتے وقت آنکھیں چمکائیں!"

"تمہارا انعام الگ۔! پچاس روپے اس کے بھی لگا لو۔۔۔"

"وہ تو ٹھیک ہے جناب!" ویٹر مضطربانہ انداز میں ہاتھ ملتا ہوا بولا۔

"مگر وہ ایسی لڑکی نہیں معلوم ہوتی۔ آپ کے لئے بہترین چیز مہیا کی جا سکتی ہے"

"کھانا لاؤ۔!" صفدر غرایا۔۔۔ "جاؤ دفع ہو جاؤ۔!"

"اچھا۔اچھا!" عمران نے سر ہلا کر جھینپے ہوئے انداز میں کہا "جاؤ پہلے کھانا لاؤ"

ویٹر کنکھیوں سے صفدر کو دیکھتا ہوا دوسری طرف مڑ گیا۔

"حد ہو گئی" صفدر آنکھیں نکال کر بولا "یہ سب کچھ کسی طرح بھی نہیں برداشت کیا جا سکتا۔ آپ ایسی ایسی حرکتیں کر رہے ہیں جن کے متعلق میں کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا"

عمران کچھ کہنے ہی والا تھا کہ اسسٹنٹ منیجر دکھائی دیا جو تیزی سے ان کی طرف آ رہا تھا لیکن اس کے ساتھ وہ عورت نہیں تھی۔

"آپ لوگ حد سے بڑھ رہے ہیں!" وہ قریب آکر غرّایا۔

"لوگ نہیں۔! صرف میں!" عمران سینے پر ہاتھ مار کر بولا "میں آپ کو بھی آنکھ مار سکتا ہوں! یہ دیکھئے۔۔۔ یہ ماری۔۔۔ یہ ماری۔۔۔ یہ ماری۔۔۔ اب چلئے۔"

"اچھی بات ہے۔!" اسسٹنٹ منیجر جھینپے ہوئے انداز میں زبردستی ہنستا ہوا بولا۔

"میں دیکھوں گا آپ کو"

"دیکھ لیجئے گا۔! مقدمہ دائر کیجئے میرے خلاف۔۔۔ عدالت میں بھی آنکھ نہ ماری تو کچھ نہ کیا"

"میں آپ کو پاگل خانے بھجوا سکتا ہوں!"

"میں نے خود بھی کوشش کی تھی!" صفدر نے زچ ہو کر کہا۔ لیکن سردار گڈھ کے پاگل خانے میں جگہ نہیں مل سکی! اگر آپ وہاں ان کا داخلہ کرا سکیں تو بیحد مشکور ہوں گا! میری بھی جان چھوٹے۔!"

عمران اس پر کچھ نہیں بولا۔ البتہ منیجر کے چہرے سے ایسا ظاہر ہو رہا تھا جیسے وہ بے بسی محسوس کر رہا ہو۔

"ذرا آیئے۔۔۔ میرے ساتھ!" صفدر اٹھتا ہوا بولا! اور اسسٹنٹ منیجر اس کے ساتھ چلنے لگا۔ ایک گوشے میں پہنچ کر صفدر رکا اور اس نے آہستہ سے کہا "پاگل خانے میں تو جگہ نہیں ہے لیکن آپ انہیں حوالات ضرور بھجوا سکتے ہیں!"

"وہ آپ کے ساتھی ہیں!" منیجر کا لہجہ طنزیہ تھا۔

"ساتھی نہیں بلکہ چچا زاد بھائی" صفدر نے ٹھنڈی سانس لی! مگر میں اپنا پیچھا چھڑانا چاہتا ہوں کیونکہ اب میری عزت پر بھی بن رہی ہے"

"نہ گھبرایئے۔۔۔ کچھ نہ کچھ ہو کر ہی رہے گا۔ اگر پولیس نے آپ لوگوں پر یہیں ٹھہرنے کی پابندی نہ عائد کی ہوتی تو اس وقت تک حالات دوسرے ہوتے"

یقیناً صفدر نے ایک طویل سانس لی اور سوچنے لگا۔ چلو عارضی ہی طور سہی جان تو چھوٹی! فی الحال نہ وہ حوالات کی شکل دیکھ سکتے تھے اور نہ ہوٹل ہی سے نکلنے کا سوال پیدا ہوتا تھا!

"آپ براہ کرم انہیں قابو میں رکھنے کی کوشش کیجئے!"

"بھئی میں کوشش تو کرتا ہوں۔۔۔ مگر وہ کچھ نہ کچھ کر ہی گذرتے ہیں! مثلاً آنکھ کا معاملہ"

"دیکھئے یہ سردار گڈھ ہے! آپ لوگ پردیسی ہیں! میں نہیں چاہتا کہ کسی مصیبت میں پڑ جائیں! اُن سے کہئے کہ وہ اپنی آنکھوں کو بھی قابو میں رکھیں"

صفدر نے صرف سر ہلا دیا! وہ عمران کی طرف دیکھنے لگا تھا۔ جو اسی ویٹر سے گفتگو کرنے میں مشغول تھا جسے کچھ دیر پہلے نیلے اسکرٹ والی کے لئے ساڑھے تین سو کی پیشکش کی تھی! ویٹر میز پر کھانا لگا رہا تھا۔

ادھر اسسٹنٹ منیجر صفدر کا دماغ چاٹ رہا تھا! اور صفدر یونہی اچھا اچھا کہے جا رہا تھا۔ بات ایک بھی پلے نہیں پڑی تھی!

آخر منیجر رخصت ہو گیا اور صفدر میز کی طرف بڑھا۔

عمران ویٹر سے پوچھ رہا تھا! "یہ انہیں دونوں کے ساتھ رہتی ہے!"

"جی ہاں جناب!" ویٹر نے جواب دیا! صفدر کو دیکھتے ہی وہ کچھ نروس سا ہو گیا تھا۔

"کچھ کرو پیارے۔۔۔ ورنہ میں بالکل مر جاؤں گا"

"میں کیا کروں صاحب! میں کیا کر سکتا ہوں"

"پھر کون کرے گا"

"میں کیا بتا سکتا ہوں صاحب!"

"ارے تم کیسے آدمی ہو! نہ کچھ بتا سکتے ہو اور نہ کچھ کر سکتے ہو! کیا میں یہ

پلیٹیں تمہارے سر پر توڑ دوں!"

"جاؤ۔!" صفدر ایک طرف ہاتھ اٹھا کر غرّایا اور ویٹر چپ چاپ کھسک گیا۔

"ارے! تم کون ہوتے ہو اسے بھگانے والے" عمران چڑ کر بولا۔

"ہوش میں آجایئے عمران صاحب ورنہ نتیجہ بہت بُرا ہو گا۔"

"کیوں وہ کیا کہہ رہا تھا" عمران نے آگے جھک کر آہستہ سے پوچھا۔

صفدر نے اُسے اپنی گفتگو کا لب لباب بتایا۔

"چلو۔ یہ بھی اچھا ہی ہوا" عمران سر ہلا کر بولا "ورنہ ہوٹل چھوڑنا پڑتا! ادھر پوزیشن یہ ہے کہ مجھے ابھی ابھی اس نیلے اسکرٹ والی سے عشق ہو گیا ہے! سوچتا ہوں آج ہی سے اس میں اضافہ شروع کر دوں تاکہ دونوں طرف آگ لگ جائے کیوں؟ کیا میں نے کوئی غلط بات کہی ہے"

"براہ کرم مجھے کھانا کھانے دیجئے! ورنہ بھوکا ہی سو رہوں گا"

"ارے جاؤ!" عمران ہاتھ نچا کر بولا "عشق میں نے کیا ہے اور بھوکے تم سو رہو گے! اب اتنا میں بھی جانتا ہوں کہ جسے عشق ہوتا ہے صرف اسی کی بھوک مر جاتی ہے اس کے دوستوں پر کوئی اثر نہیں ہوتا"

"میں نہیں سمجھ سکتا کہ آخر آپ کو ہو کیا گیا ہے"

"اسی کو تو عشق کہتے ہیں" عمران نے بھولے پن سے کہا "دوسروں کی سمجھ میں بھی کچھ نہیں آتا"

صفدر بُرا سا منہ بنائے ہوئے نوالے حلق سے اتارتا رہا اور عمران اس طرح کھا رہا تھا جیسے کھانے کی سات پشتوں پر احسان کر رہا ہو۔

"اررررم۔۔۔! یکایک دفعتاً" اس نے سر اٹھا کر کہا! "بڑے بھائی آ گئے"

صفدر بھی اسی طرف دیکھنے لگا۔۔۔ وہی سب انسپکٹر ان کی طرف آ رہا تھا۔

جس سے شام کو جھڑپیں ہوئی تھیں مگر وہ تنہا نہیں تھا اس کے ساتھ کیپٹن فیاض بھی تھا۔ صفدر نے سوچا یہ تو بہت بُرا ہوا۔ عمران کے ساتھ اس کا دیکھا جانا کیپٹن فیاض کے علم کی حد تک نامناسب تھا۔ مگر اب کرتا بھی کیا وہ نہیں جانتا تھا کہ سراغرسانی کے ہیڈ کوارٹرز سے فیاض ہی چلا آئے گا۔

"یہی حضرات ہیں!" سب انسپکٹر نے کیپٹن فیاض سے کہا۔

"آہا... آیئے جناب کھانا حاضر ہے... !" عمران نے فراخدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔

"جی نہیں شکریہ!" سب انسپکٹر غرایا... فیاض نے ایک کرسی کھینچ لی لیکن عمران سے کچھ نہیں بولا۔ البتہ وہ صفدر کو گھور رہا تھا۔

"مجھے اطلاع ملی ہے کہ آپکے پاس اسلحہ بھی ہے"۔ سب انسپکٹر نے عمران سے پوچھا۔

"جی ہاں... ایک ریوالور اور ایک دونالی بندوق!" عمران بھی فیاض کی طرف سے لاپروائی ظاہر کرتا ہوا بولا "ریوالور اپنی حفاظت کے لئے اور دونالی بندوق کسی فلم ڈائریکٹر کے لئے رکھ چھوڑی ہے"۔

انسپکٹر نے کیپٹن فیاض کی طرف دیکھا۔

"تم بھی بیٹھ جاؤ— !" فیاض نے اس سے کہا۔

"بہت بہتر حضور عالی"۔

"اس نے فیاض سے کچھ پیچھے کرسی دھکیلی اور بیٹھ گیا۔

"میرے پاس دونوں کا لائسنس بھی ہے۔ چوکیدار صاحب! ارے باپ رے تھانیدار صاحب!... حالانکہ دونالی بندوق لانے کی ضرورت نہیں تھی! مگر میں پہاڑوں پر عموماً دونالی بندوق لے جاتا ہوں۔ مگر مجھے ابھی تک کوئی فلم ڈائریکٹر نہیں مل سکا۔

"پتہ نہیں آپ کیا کہہ رہے ہیں"۔

"کئی سال سے ایسی کسی ہیروئن کی تلاش میں ہوں جیسی فلموں میں پیش کی جاتی ہیں۔ شوخ و شنگ۔ چلبلی تھرکتی ہوئی... بیل گاڑی پر سوار ہے تو ناچ رہی ہے... اونٹ پر سوار ہے تو ناچ رہی ہے... گدھے کی دُم پر... یعنی کہ... آج تک مجھے ایسی کوئی ہیروئن نہیں مل سکی... نہیں مل سکی تو میں نے بندوق خرید لی... اب کسی فلم ڈائریکٹر کی تلاش ہے... وہ بھی نہیں... ملتا... اب بتاؤ میں کیا کروں... !"

"تم جاؤ—!" فیاض نے انسپکٹر کی طرف مڑ کر کہا۔

"انسپکٹر اٹھ گیا! لیکن فیاض وہیں بیٹھا عمران کو گھورتا رہا... اور عمران—؟ وہ اس طرح سر جھکا کر کھانے میں مشغول ہو گیا تھا جیسے فیاض کو پہچانتا ہی نہ ہو۔ فیاض نے کچھ دیر بعد سگریٹ کیس سے سگریٹ نکالا اور اسے سُلگا کر کرسی کی پشت سے ٹک گیا! صفدر کھانا ختم کر چکا تھا! فیاض نے اس کی طرف سگریٹ کیس بڑھایا۔

"اوہ— نہیں شکریہ!" صفدر نے کہا۔

"لیجئے نا" فیاض نے مسکرا کر کہا "آپ سگریٹ تو پیتے ہی ہوں گے"۔

"میرا سیکرٹری میرے سامنے سگریٹ پینے کی جرأت نہیں کر سکتا" عمران نے سر اٹھائے بغیر کہا۔

"مگر پولیس رپورٹ میں تو چچازاد بھائی کا حوالہ ہے" فیاض آنکھیں نکال کر غرایا۔

"ہمپ" عمران نے سر اٹھا کر کہا! چند لمحے فیاض کی آنکھوں میں دیکھتا رہا پھر بولا "ابھی ابھی میں ایک بوڑھی عورت کو آنکھ مار چکا ہوں۔ اس لئے مجھے آنکھیں نہ دکھاؤ... میں بہت اداس ہوں!"

"اچھا— !" فیاض سر ہلا کر بولا "کیا تم اپنے سیکرٹری کی موجودگی ہی میں معاملے کی بات کرنا چاہتے ہو!"

"سیکرٹری—! ہماری گفتگو کا ایک ایک لفظ نوٹ کرو!" عمران نے صفدر سے کہا اور ویٹر کو میز صاف کرنے کا اشارہ کیا۔

فیاض پھر خاموش ہو گیا تھا۔ شائد وہ میز صاف کرنے کا منتظر تھا۔ جب ویٹر برتن سمیٹ لے گیا تو اس نے جیب سے ہتھکڑیوں کا جوڑا نکال کر میز پر رکھ دیا! صفدر نے اسے کنکھیوں سے دیکھا اور نچلا ہونٹ چبانے لگا۔

"کسی نہ کسی کو تو پھانسی ہونی ہی چاہیئے"! عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

"دبلی گردن میں پھندا نہیں لگتا تو کسی موٹی گردن کو تلاش کرو... !

"میں تم سے پوچھتا ہوں کہ تم یہاں کیا کر رہے ہو!" فیاض دانت پر دانت جما کر غرایا۔

"بور مت کرو!" عمران ہاتھ ہلا کر غرایا "مجھے اُن گینڈوں سے قطعی کوئی دلچسپی نہیں ہے، جو تمہیں یہاں کھینچ لائی ہیں!"

"تم آج تالاب ہی میں موجود تھے جب قتل ہوا تھا"۔

"بس تو پھر تالاب میں کوئی ایسا خنجر تلاش کرو جس پر میری انگلیوں کے نشانات مل سکیں"۔

"آخر ایسے مواقع پر تمہاری موجودگی کیوں ضرور ہوتی ہے۔

"سپر فیاض میں گفتگو کے موڈ میں نہیں ہوں صبح ملنا"۔

"میں تم سے صرف اتنا ہی پوچھنا چاہتا ہوں کہ ہتھکڑیوں کا یہ جوڑا کس کے لئے ہے!" فیاض نے زہریلے لہجے میں پوچھا۔

"شاید تمہارے لئے... !" عمران کا موڈ بگڑ گیا۔ لیکن اس نے مزید کچھ کہنے سے پہلے صفدر کو وہاں سے ہٹا دینا ہی مناسب سمجھا!۔

"سیکرٹری!" اُس نے کہا "تم آرام کرو۔ میں شطرنج کی ایک بازی کھیلے بغیر سونے کے لئے نہیں جاؤں گا۔ !"

صفدر کے چلے جانے کے بعد تھوڑی دیر تک دونوں خاموش رہے پھر عمران نے کہا۔

"میری دانست میں یہ ہتھکڑیاں صرف تمہارے ہی ہاتھوں کے لئے موزوں رہیں گی"۔

"بکواس مت کرو!"

"میں صرف اس لئے کہہ رہا ہوں مائی ڈیئر سپرنٹنڈنٹ کہ تم خواہ مخواہ دارالحکومت سے یہاں دوڑے چلے آتے ہو! یہ معاملہ تمہارے بس کا نہیں ہے"۔

"تمہیں اس سے سروکار نہ ہونا چاہیئے"۔

"اگر مجھے سروکار نہ ہوا تو تم کسی کو منہ دکھانے کے قابل بھی نہ رہ جاؤ گے— ویسے اگر تم اس کیس کو سمجھ سکے ہو تو یہی بتا دو کہ ان گینڈوں سے متعلق کئی وارداتیں ہو جانے کے باوجود بھی لوگ ان کے پیچھے کیوں دوڑتے ہیں"۔

فیاض تھوڑی دیر تک اس کی طرف دیکھتا رہا پھر یک بیک غیر متوقع طور پر نرم لہجے میں بولا۔

"یار یہی چکر تو سمجھ میں نہیں آتا۔ ! تم نے کیا نظریہ قائم کیا ہے"۔

"ابھی کچھ بھی نہیں" عمران نے مایوسانہ لہجے میں کہا "اور اگر مجھ پر اسی قسم کی پابندیاں عائد رہیں تو شائد حشر تک کوئی نظریہ قائم نہ کر سکوں"۔

"اوہو— پابندیوں کی بات چھوڑو! وہ تو ابھی ختم ہو سکتی ہیں! میں دراصل یہ چاہتا ہوں کہ یہاں سے ناکام واپس نہ جاؤں"۔

"ایسا ہو سکتا ہے کہ تمہاری مدد کروں!" عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ "لیکن اسی شرط پر کہ تم مجھ سے یہاں اس ہوٹل میں دوبارہ نہ ملنا! دوسری بات یہ کہ میرے سیکرٹری کو اسی وقت یہاں سے ہتھکڑیاں لگا کر لے جاؤ— لیکن اسے حوالات میں کوئی تکلیف نہ ہونے پائے... ! تیسری بات یہ کہ ہوٹل کے ذمہ داروں کو ہدایت کر دو کہ مجھے ہوٹل سے نہ نکالیں اور میرے لئے اب یہ پابندی نہیں رہ گئی۔

کریں ہوٹل کی کمپاؤنڈ تک محدود رہوں "

نیاض تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر بولا! "چلو منظور ہے "

"آہا ٹھہرو! لیکن تم ابھی اس کی وجہ نہیں پوچھو گے !"

"یہ بھی منظور ہے !"

"گڈ !" عمران سر ہلا کر بولا " تو پھر اب کھیل شروع ہو جانا چاہیئے "

کچھ دیر بعد ڈائننگ ہال میں اچھا خاصہ ہنگامہ برپا ہو گیا! کیونکہ نیاض صفدر کے ہتھکڑیاں لگا کر لے جا رہا تھا اور عمران ایک میز پر کھڑا دونوں ہاتھ ہلا ہلا کر چیخ رہا تھا! "یہ ظلم ہے۔ سراسر ظلم ہے۔ . . ! ہم بے قصور ہیں۔ . . ہم کچھ نہیں جانتے !" لیکن نیاض اُسے ساتھ لئے نکلا چلا گیا۔ !

دوسرے لوگ عمران کے گرد اکٹھے ہو گئے ! وہ اس سے صفدر کی گرفتاری کی وجہ پوچھ رہے تھے ! عمران نے چیخ کر کہا ! "انہیں شبہ ہے کہ میرا بھائی جی گیند والے جرائم سے متعلق ہے۔ . . یہ جھوٹ ہے۔ . . بہتان ہے "

کچھ لوگ پولیس والوں کو بُرا بھلا کہنے لگے۔ . . !

"میں تو جانتا تھا کہ یہ ہو کے رہے گا " اسسٹنٹ منیجر بولا۔

"آپ جانتے تھے نا۔ . !" عمران ہاتھ ہلا کر چیخا " میں بھی یہ جانتا ہوں کہ اس

ہوٹل میں شریفوں کا گذر ناممکن ہے !"

"آپ ہوٹل کو نہیں بدنام کر سکتے جناب "

"ہوٹل بدنام ہو کر رہے گا اگلے سیزن پر تم لوگ کوئی اور دھندا کرتے ہوئے نظر آؤ گے "

اسسٹنٹ منیجر دوسرے گاہکوں سے انصاف طلب کرنے لگا! لیکن شاید اس وقت کوئی اس کا ساتھ دینے کے موڈ میں نہیں تھا!

پھر کچھ دیر بعد عمران اپنے کمرے میں چلا آیا!

اس نے صفدر کو بتایا تھا کہ گیند پر جھپٹنے والوں میں سے دو آدمیوں کے چہرے اسے اچھی طرح یاد تھے! اور یہ حقیقت ہے کہ وہ اس وقت بھی ڈائننگ ہال میں ان دونوں آدمیوں میں دلچسپی لیتا رہا تھا۔ نیلے اسکرٹ والی لڑکی انہیں دونوں کے ساتھ تھی اور عمران نے ویٹر سے یہ معلوم کر لیا تھا کہ وہ ان کے ساتھ ہی رہتی ہے! لڑکی سفید فام تھی لیکن وہ دونوں دیسی ہی تھے۔

دوسری صبح عمران نے اسسٹنٹ منیجر کو فون پر مطلع کیا کہ وہ اُس کے ہوٹل سے جا رہا ہے۔

"مجھے افسوس ہے کہ آپ ایسا نہ کر سکیں گے !" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"کیوں ؟" عمران کا لہجہ غصیلا تھا۔ !

"ہمیں پولیس کی طرف سے یہی ہدایت ملی ہے کہ آپ کو سامان سمیت باہر نہ جانے دیں۔ !"

"تم جھوٹے ہو مجھے کوئی نہیں روک سکتا "

"اچھی بات ہے کوشش کر کے دیکھئے !"

"مسٹر منیجر میں تمہیں آگاہ کر دینا چاہتا ہوں کہ تم غلطی پر ہو! تم مجھے یہاں قید

نہیں کر سکتے !"

"آپ تفریحاً باہر جا سکتے ہیں !" دوسری طرف سے آواز آئی "لیکن آپ کا مستقل قیام یہیں رہے گا !"

"ارے واہ۔ تو کیا میں زندگی بھر یہیں پڑا رہوں گا "

"نہیں! صرف اس کیس کے اختتام تک۔ پولیس یہی چاہتی ہے !

کچھ دیر بعد عمران ہوٹل کی کمپاؤنڈ سے باہر نظر آیا! اس نے ایک ٹیکسی لی اور تار گھر کی طرف روانہ ہو گیا۔

اُسے ٹرنک کال کرنی تھی! جو بلیک زیرو کے لئے تھی۔ . . تقریباً ڈیڑھ گھنٹے تک اسے کال کے لئے منتظر رہنا پڑا! خدا خدا کر کے لائن ملی! دوسری طرف سے بلیک زیرو ہی بول رہا تھا۔ عمران نے کوڈ ورڈز میں اسے مختصراً سب کچھ بتا دیا اور ہدایت کی وہ کیپٹن خاور اور لیفٹیننٹ چوہان کو سردار گڈھ کے لئے آج ہی روانہ کر دے۔ اس کال کے بعد اُسے اس آدمی کی فکر ہوئی جو گیند کے حادثے میں زخمی ہو کر ذہنی توازن کھو بیٹھا تھا۔ اور اب بھی سرکاری ہسپتال ہی میں تھا۔ مگر وہ بذاتِ خود اس کے متعلق تفتیش نہیں کر سکتا تھا کیونکہ اس کی دانست میں مجرم بہت چالاک تھے اور وہ نہیں چاہتا تھا کہ ان کی نظروں میں آجاتے۔ یہی وجہ تھی کہ ان کے اب تک کے شبہات رفع کرنے کے لئے اس نے پچھلی رات صفدر کو حراست میں دے دیا تھا۔

وہ یہ بھی پسند نہیں کرتا تھا کہ نیاض یا اس کے محکمے کے ذریعہ تفتیش کرائے ویسے اس میں کوئی دشواری پیش نہ آتی لیکن یہ بھی ضروری نہیں تھا کہ کام اس کے حسبِ منشا ہی ہوتا۔

وہ پھر ہوٹل میں واپس آگیا۔ اب اس کے چہرے پر نظر آنے والی حماقت

میں اداسی کا بھی اضافہ ہو گیا تھا۔

بعض لوگ اُسے ہمدردی اور ترحم سے دیکھ رہے تھے اُس کے چہرے پر مایوسی اور اداسی کی بدلیاں چھائی رہیں۔ پھر شام ہو گئی اور ہوٹل کا ہر حصہ بارونق نظر آنے لگا۔

آج ڈائننگ ہال کی ایک بھی میز خالی نہیں تھی کیونکہ آج یہاں کابیرے کا پروگرام تھا! عمران کو ان لغویات سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ لیکن اسے تو بہر حال ڈائننگ ہال میں بیٹھنا تھا۔ لیکن آج وہ اپنی میز پر تنہا تھا۔

ہوٹل کی کئی پیشہ ور لڑکیاں اس کی حماقت آمیز اداسی پر مغموم نظر آنے لگی تھیں لیکن نہ جانے کیوں ان میں سے کسی نے بھی قریب آ کے ہمدردی نہیں ظاہر کی تھی۔

آج نیلے اسکرٹ والی بھی تنہا تھی! اُس کے دونوں ساتھی موجود نہیں تھے! عمران نے ان کے نام معلوم کر لئے تھے۔ ایک کا نام والٹن تھا اور دوسرے کا گرویہ۔ دونوں دیسی عیسائی تھے۔ لڑکی کی صحیح قومیت نہیں معلوم ہو سکی تھی! لیکن وہ غیر ملکی ہی تھی اور اس کا نام لزی تھا۔ آج یہ لڑکی نارنجی رنگ کے اسکرٹ میں تھی۔

جب عمران نے محسوس کیا کہ وہ بھی اُسے ترحم آمیز نظروں سے دیکھ رہی ہے تو اس نے اپنے چہرے پر اور زیادہ سوگ طاری کر لیا اور اس طرح بار بار آنکھوں پر ہاتھ پھیرنے لگا جیسے آنسو بھی پونچھ رہا ہو اور اس پر بور بھی ہو رہا ہو کہ کہیں کوئی دیکھ نہ لے۔ یک بیک وہ لڑکی اپنی میز سے اٹھی اور سیدھی اس کے پاس چلی آئی۔

"تم بہت مغموم ہو" اس نے بیٹھتے ہوئے کہا "میں تمہارے لئے رنجیدہ ہوں "

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں کیا کروں " عمران بھرائی ہوئی آواز میں بولا "کیا وہ اسے حوالات میں کھانا دیتے ہوں گے۔ میرے بھائی کو "

اُس کی آنکھوں سے دو سیال دھاریاں گالوں پر ڈھلک آئیں "

"ارے۔ ...

لڑکی نے کہا۔

"اب وہ حوالات سے کیسے نکلے گا؟"

"کیا تم کسی سے ضمانت نہیں دلوا سکتے!"

"میں یہاں کسی کو نہیں جانتا؟"

"پھر بتاؤ میں تمہارے لئے کیا کروں۔ تم مجھے ننھے سے بچے معلوم ہوتے ہو؟"

عمران پہلے تو لبورتا رہا پھر بازوؤں میں منہ چھپا کر سسکیاں لینے لگا۔

"ادھو شاید یہاں کا ماحول تمہیں تکلیف دہ معلوم ہو رہا ہے چلو باہر چلیں!"

لڑکی جلدی سے بولی۔

"نہیں۔! میں کا بیرے دیکھوں گا؟" عمران سسکیاں لیتا ہوا بولا اور لڑکی کو ہنسی آ گئی لیکن پھر اس نے جلدی سے اپنے ہونٹ بھینچ لئے۔

"تمہیں شرم نہیں آتی اس طرح روتے ہو!" اس نے کہا۔

"آتی تو ہے۔ مگر میں کیا کروں۔ میرا بھائی!" عمران اسی طرح منہ چھپائے رہتا ہوا بولا "اب وہ مجھے کیسے ملے گا! میں کیا کروں؟"

"اس قسم کی ذہنیت تو تمہیں صبر ہی کرنے پر مجبور کر دے گی" لڑکی نے قدرے جھنجھلاہٹ کے ساتھ کہا۔

"تم ہی کوئی تدبیر بتاؤ۔ اگر میں اُسے ساتھ لئے بغیر واپس گیا تو ممی مجھے گھر سے نکال دیں گی!"

"مگر وہ تمہارے ساتھ کیوں نہیں آئی تھیں؟" لڑکی نے مسکرا کر پوچھا۔

"میرا انداق نہ اڑاؤ میں بہت مظلوم ہوں؟"

"مگر وہ لوگ تمہیں بھی ساتھ کیوں نہیں لے گئے؟" لڑکی نے پوچھا۔

"قسمت اچھی تھی ان کی کہ مجھے نہیں لے گئے! ورنہ میں حوالات مویشی خانہ

بنا دیتا؟" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا! اب وہ تن کر بیٹھ گیا تھا۔ مگر آنکھوں میں سرخی تھی! بالکل ایسی ہی جیسے بہت دیر تک روتا رہا ہو۔

"کیا یہ صحیح ہے کہ تم ذہنی فتور میں مبتلا ہو! یہاں ہوٹل میں یہی مشہور ہے؟"

دفعتاً عمران کو لڑکی کے دونوں ساتھی دکھائی دیئے! اُس نے بظاہر ان پر ایک اچٹتی ہوئی نظر ڈالی تھی! لیکن یہ حقیقت اس سے پوشیدہ نہیں رہی تھی کہ وہ دونوں لڑکی کو غصیلی نظروں سے گھور رہے تھے۔

لڑکی انہیں دیکھتے ہی اٹھ گئی لیکن وہ اس کی میز پر نہیں رُکے۔ شاید وہ اوپری منزل پر اپنے کمروں میں جا رہے تھے۔ لڑکی بھی زینوں کی طرف بڑھ گئی تھی! عمران جہاں تھا وہیں بیٹھا رہا۔ مگر کچھ دیر بعد اُسے اٹھنا ہی پڑا کیونکہ وہ ان لوگوں پر نظر رکھنا چاہتا تھا۔

اپنے کمرے میں آ کر اس نے لباس تبدیل کیا اور پلاسٹک کی وہ ناک نکالی جس کے نیچے گھنی مونچھیں بھی موجود تھیں۔ یہ اس کا ریڈی میڈ میک اپ تھا جو اکثر راہ چلتے ہی ہو جاتا تھا۔ ناک کا خول ناک پر فٹ ہو جاتا تھا اور مونچھیں اوپری ہونٹ پر فٹ ہو جاتی تھیں۔ اس نے فی الحال اُسے کوٹ کی جیب میں ڈال لیا۔

مسئلہ مشکل تھا اس لئے اُسے سوچ سمجھ کر ہی قدم اٹھانا تھا! یہ بھی ضروری نہیں تھا کہ اس کا شبہ درست ہی نکلتا! یعنی وہ تینوں حقیقتاً اس جرم میں ملوث ہی تھے...

ویسے والٹن اور گرد بر کو اس نے بلا شبہ گیند کی طرف جھپٹتے دیکھا تھا اور اسے مدِ نظر رکھ کر اس نے جو نظریہ قائم کیا تھا اس میں اتنی جان تو تھی ہی کہ وہ کوئی طریقِ کار تعین کر کے اس پر کچھ وقت صرف کر سکتا۔ وہ کمرے سے نکلا۔ ابھی تک وہ اپنی ہی ناک میں تھا یعنی مصنوعی ناک نہیں استعمال کی تھی۔

ڈائننگ ہال میں پروگرام شروع ہو چکا تھا! ہال کی روشنی گل کر دی گئی اور صرف اسٹیج بے حد روشن تھا۔ لیکن ہال میں بھی اندھیرا نہیں تھا۔ اسٹیج کی روشنی اتنی تیز

تھی کہ اس کے عکس نے ہال کو تاریک ہو جانے سے بچا لیا تھا! عمران وہاں رُکے بغیر آگے بڑھتا چلا گیا۔

اب وہ انہیں زینوں پر تھا جن سے گذر کر والٹن۔ لزی اور گرد بر بالائی منزل پر گئے تھے۔ اب عمران کے چہرے پر مصنوعی ناک اور گھنی مونچھوں کا اضافہ ہو چکا تھا۔ وہ بالکل شرابیوں کے سے انداز میں چلتا رہا... جیسے ہی وہ دوسری راہداری پر مڑا اُسے وہ تینوں نظر آ گئے۔ عمران پیشاب خانوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ وہ لوگ قریب ہی کھڑے گفتگو کر رہے تھے! شاید کوئی مسئلہ زیرِ بحث تھا! عمران نے پیشاب خانے میں داخل ہو کر دروازہ بند کر لیا۔

اُن میں سے ایک آدمی کہہ رہا تھا "فضول ہے اس کے متعلق قطعی نہ سوچو اسے ڈر کہتے ہیں! اگر تم کہیں جا رہے ہو اور راستے میں تمہیں خیال آ جائے کہ لباس میں کسی قسم کا بے ڈھنگا پن پیدا ہو گیا ہے تو تم اس وہم میں مبتلا ہو جاؤ گے کہ سارے راہ گیر تمہارے لباس کے اُسی عیب کو دیکھ رہے ہیں۔ حالانکہ یہ حقیقت نہیں ہوتی کوئی تمہاری طرف دھیان تک نہیں دیتا۔ مگر تم خواہ مخواہ بور ہوتے رہتے ہو۔ اسی طرح اس معاملے میں بھی تمہیں وہم ہو سکتا ہے کہ کچھ لوگ تمہیں شبے کی نظر سے دیکھتے ہیں؟"

"اُف... فوہ!... دوسرا بولا! "اتنی لمبی تقریر! آخر تم کہنا کیا چاہتے ہو؟"

"یہی کہ بہت زیادہ احتیاط برتنے کی ضرورت نہیں ہے! ورنہ تم سے لاتعداد غلطیاں سرزد ہوں گی؟"

"یہ منطق میری سمجھ میں نہیں آئی۔ لزی کی آواز آئی۔

"تمہاری سمجھ میں نہیں آئے گی؟" غصیلے لہجے میں جواب ملا! تم تو حد سے زیادہ لاپرواہ ہو۔ آخر ایک ایسے آدمی کے ساتھ بیٹھنا کہاں کی عقل مندی تھی جسے خیر جانے دو۔ میں فی الحال کسی بحث میں نہیں پڑنا چاہتا! بس تم دونوں روانہ ہو جاؤ۔ تمہیں دو گھنٹے

کے اندر وہاں پہنچنا ہے؟"

کچھ دیر تک خاموشی رہی پھر عمران نے قدموں کی آوازیں سنیں جو بتدریج دور ہوتی جا رہی تھیں! وہ بھی باہر نکل آیا... اس نے انہیں زینوں کی جانب مڑتے دیکھا۔

کچھ دیر بعد وہ ہوٹل کی کمپاؤنڈ میں تھا! گرد بر اور لزی باہر آئے تھے شاید انہیں والٹن ہی کی طرف سے کہیں جانے کی ہدایت ملی تھی۔ وہ ایک ٹیکسی میں بیٹھ گئے! عمران نے بھی عجلت ہی میں دوسری ٹیکسی سنبھالی تھی۔ لیکن اس کی ٹیکسی اس وقت تک حرکت میں نہیں آئی جب تک کہ اگلی ٹیکسی نے کچھ فاصلہ نہیں طے کر لیا۔

تعاقب سلیقے سے ہو رہا تھا۔ عمران کا ٹیکسی ڈرائیور سمجھا تھا۔ شاید وہ اس لڑکی کا تعاقب کر رہا تھا اس لیے اس نے موقع نکال کر الیسی بھاگ دوڑ کی کہانیاں چھیڑ دیں اور عمران کچھ دیر بعد اکتا کر بولا "وہ میری بے وفا بیوی ہے؟"

"ارے... اُف وہ" ٹیکسی ڈرائیور بوکھلا کر بولا "پھر آپ کیا کریں گے؟"

"جہاں وہ جائے گی وہاں میں بھی جاؤں گا؟"

"صاحب کوئی لڑائی جھگڑا تو نہیں ہو گی کہ میں خواہ مخواہ دھر لیا جاؤں؟"

"ہاہا۔ ارے... نہیں تم غلط سمجھے! وہ اپنے خالو کے ساتھ جا رہی ہے!"

"پھر آپ نے بے وفا کیوں کہا تھا؟"

"نہیں تو۔ تم نے غلط سنا ہو گا! میں دراصل اسے اس وقت متحیر کرنا چاہتا ہوں ابھی ابھی باہر سے آیا ہوں! اس سے ملاقات نہیں ہوئی... ہاہا... بڑا لطف رہے گا؟"

"مگر ڈرائیور شاید اب بھی غیر مطمئن تھا؟"

"میں آپ سے معافی چاہتا ہوں جناب!" ڈرائیور نے تھوڑی دیر بعد کہا "ہم قانوناً کسی دوسری ٹیکسی کا تعاقب نہیں کر سکتے! ہاں پولیس کے لئے ہم مجبور ہیں؟"

"پھر تو کیا میں اتر جاؤں؟"

"آپ خود سوچئے جناب . . . !"

"پرواہ مت کرو میں اس ٹیکسی کے پیچھے نہیں ہوں بلکہ وہ ٹیکسی میرے آگے ہے یعنی کہ سمجھ میں نہیں آتا کہ تمہیں کیسے سمجھاؤں "۔

دفعتاً اس نے ٹیکسی کو ایک عمارت کی کمپاؤنڈ میں مڑتے دیکھا۔ یہ سردار گڈھ کا ایک مشہور نائٹ کلب کرینٹ تھا۔

"اچھا بھائی لے اتار دے !" عمران نے کہا "کان پکڑ لئے . . . آئندہ بیوی تو کیا بیوی کے باپ کا بھی تعاقب نہیں کریں گے۔ !"

ڈرائیور نے ٹیکسی سڑک کے کنارے لگا دی!

عمران نے نیچے اتر کر کرایہ ادا کیا اور لنگڑاتا ہوا کرینٹ کی طرف چلنے لگا۔

کرینٹ ایک شاندار نائٹ کلب تھا۔ دور دور تک اس کی شہرت تھی۔ بیرن میں خصوصیت سے ذی حیثیت سیاحوں سے بھرا رہتا تھا۔ عمران ہال میں داخل ہوا . . .

آرکسٹرا جاز بجا رہا تھا اور دودھیا رنگ کی روشنی سارے ہال میں بکھری ہوئی تھی۔ اس نے گرد بر اور لزی کو جلد ہی دیکھ لیا! میز پر ان دونوں کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔ آس پاس کی کئی میزیں بھی خالی تھیں۔

عمران نے ایک میز منتخب کی اور ان کی طرف پشت کر کے بیٹھ گیا۔

وہ دونوں خاموش ہی تھے! لزی نے کچھ دیر بعد ویٹر کو بلا کر وہسکی اور پورٹ طلب کیں! پھر ویٹر کے جانے کے بعد گرد بر سے بولی۔

"والٹن شاید اس بات پر خفا ہو گیا ہے کہ میں اس احمق کے پاس بیٹھی ہوئی تھی"

"میرا بھی خیال ہے کہ تم نے غلطی کی تھی !"

"کیوں ؟ ایک نہیں درجنوں آدمیوں کو میں نے اس سے گفتگو کرتے دیکھا ہے پھر ہنس کر کہا !"ورنہ تم جانتے ہی ہو کہ میں نے آج تک کسی مرد پر رحم نہیں کیا!"

"تم اتنی اکڑنے کیوں لگی ہو!" گرد بر بولا۔

"اس لئے کہ میں تم سبھوں کی عقل ہوں"۔

"اس کے باوجود بھی تمہیں احمقوں پر رحم آتا ہے۔ مگر میں اسے احمق نہیں سمجھتا وہ یقینی طور پر کوئی رنگین مزاج رئیس زادہ ہے اور لڑکیوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لئے مضحکہ خیز حرکتیں کرتا ہے"۔

"میں تم سے متفق نہیں ہوں۔ !"

"کوئی دلیل۔ !"

"ختم کرو! میں اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتی! ہو سکتا ہے کہ میں اسے پسند کرنے لگی ہوں۔"

"آہا۔ تم . . . !" وہ طنزیہ انداز میں ہنسا "کیا اب پتھر میں جونک لگے گی"!

"خاموش رہو" لزی کا لہجہ غصیلا تھا"۔

"جھگڑا کرو گی۔ کیوں ؟"

لزی نے کوئی جواب نہ دیا! اتنے میں ویٹر شراب کی ٹرے لایا۔

"چلو۔ اٹھاؤ !" لزی بولی "اب اس وقت میں الجھن پیدا کرنے والی باتیں سننا پسند نہ کروں گی"۔

عمران نے اپنے لئے کافی منگائی تھی۔

پھر لزی اور گرد بر پیتے اور اوٹ پٹانگ باتیں کرتے رہے!

عمران سوچ رہا تھا کہ آخر وہ دونوں یہاں کیوں بھیجے گئے ہیں! ویسے ان کی گفتگو سے تو اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ اس نے ان کے متعلق کوئی نظریہ قائم کرنے میں غلطی نہیں کی۔

"ارے لزی بس !" دفعتاً گرد بر بھرائی ہوئی آواز میں بولا "آج تو تم پلاتی ہی چلی جا رہی ہو! نہیں اب نہیں۔ کام بھی تو کرنا ہے"۔

"کام کی فکر تمہیں نہ ہونی چاہیئے۔ وہ تو مجھے کرنا ہے" لزی نے کہا۔

"ہام" گرد بر کی آواز میں ہلکی سی غراہٹ بھی شامل تھی۔

اس دوران میں عمران نے کرسی بدل لی تھی اور انہیں بخوبی دیکھ سکتا تھا۔ اس نے گرد بر کی آنکھوں میں بے اعتباری پڑھ لی! ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے اُسے لزی کے بیان پر یقین نہ آیا ہو۔ !

دفعتاً وہ میز پر دونوں ہاتھ ٹیک کر جھکتا ہوا غرایا "کیوں ؟ ۔ کیا کھیل ہے"!

"کیسا کھیل ؟" لزی کی بھنویں سکڑ گئیں"۔

"میں اس روسیاہ کی طرف سے مطمئن نہیں رہتا اس لیے مجھے شبہ ہے کہ وہ بھی مجھے شبہے کی نظر سے دیکھتا ہے !"

"تم ایسے بُرے الفاظ میں اس کا تذکرہ نہ کرو!" لزی نے غصیلے لہجے میں کہا۔ کیونکہ میں اسے پوجتی ہوں۔ ! وہ میرا ہیرو ہے !"

"وہ تمہارا ہیرو ہے" گرد بر کا لہجہ زہریلا تھا "لیکن تم شاید اس کے صحیح نام سے بھی واقف نہ ہو! اس کی شکل بھی نہ دیکھی"۔

"یہی تو سب سے بڑی کشش ہے اُس میں !"

"جہنم میں جھونکو اُسے !" گرد بر میز پر گھونسہ مار کر غرایا "! اس وقت کی بات کرو۔ تم مجھے یہاں کیوں لائی ہو !"

"میں لائی ہوں . . . یا والٹن نے بھیجا ہے"۔

"کیا وہ جو کام میرے علم میں لایا گیا تھا وہی اصلیت ہے یا . . . پھر ؟"

"میں کچھ بھی نہیں جانتی۔ البتہ ہمیں جو کام کرنا ہے اس کے لئے تقریباً ایک گھنٹے ٹھیک انتظار کرنا پڑے گا! مگر میری دانست میں یہ بھی ضروری نہیں ہے کہ کام ہو ہی جائے کیونکہ اگر وہ نہ آیا تو کیا ہم ہوا کی حجامت بنائیں گے !"

"کچھ بھی ہو!" وہ آگے پیچھے جھولتا ہوا بولا "تو تم نے مجھ پر ظلم کیا ہے۔ اتنی پلا دی . . . میرا دماغ قابو میں نہیں ہے !"

"ارے۔ تم کیوں فکر کرتے ہو! میں سب کچھ ٹھیک کر لوں گی"۔

گرد بر کرسی کی پشت سے ٹک گیا اور آنکھیں بند کر لیں! لزی اسے ایسی نظروں سے دیکھتی رہی جیسے کام تسلی بخش طور پر ہوا ہے۔

پھر عمران نے گرد بر کو میز پر سر ٹیکتے ہوئے دیکھا۔ وہ بھرائی ہوئی آواز میں آہستہ آہستہ کچھ بڑبڑاتا بھی جا رہا تھا۔

ذرا ہی سی دیر میں وہ خاموش ہو گیا! عمران نے لزی کے ہونٹوں پر عجیب سی مسکراہٹ دیکھی جسے وہ کوئی مخصوص معنی نہ پہنا سکا۔

"گرو بی . . . گرو بی . . . !" لزی نے گرد بر کا شانہ ہلا کر آواز دی لیکن کوئی جواب نہ ملا! لزی اس کا شانہ چھوڑ کر چاروں طرف دیکھنے لگی۔

پھر عمران نے دیکھا کہ تین مختلف گوشوں سے تین آدمی اُٹھ کر لزی کی میز کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ یہ تینوں وضع قطع سے مہذب اور تعلیم یافتہ معلوم ہوتے تھے! ان کے لباس بھی معمولی نہ تھے۔

لزی ان سے آہستہ آہستہ کچھ کہتی رہی پھر اُن میں سے دو آدمیوں نے گرد بر کی بغلوں میں ہاتھ دے کر اسے اٹھا دیا! لیکن وہ اپنی قوت سے کھڑا نہیں ہو سکتا تھا! اُس کی آنکھیں اب بھی بند تھیں اور وہ گہری سانسیں لے رہا تھا۔

لزی بھی اٹھ گئی! کچھ دیر بعد وہ تیسرے آدمی کے ساتھ آگے چل رہی تھی! اور وہ دونوں گرد بر کو زبردستی چلانے کی کوشش کر رہے تھے۔ بدقت تمام وہ اُسے کمپاؤنڈ میں لے جا سکے۔

وہاں سے لزی تو تنہا ایک طرف چل دی اور گرد بر ان تینوں کے ساتھ رہ گیا! عمران

نے فیصلہ کیا کہ وہ انہیں تینوں کا تعاقب کرے گا۔

اب وہ گرودبر کو ایک جانب گھسیٹنے لگے! وہاں کئی ٹیکسیاں بھی موجود تھی۔ لیکن وہ اسے پیدل ہی گھسیٹتے رہے! اس سے عمران نے اندازہ کر لیا کہ وہ زیادہ دور نہیں جائیں گے! نائٹ کلب کرینٹ کے آس پاس آبادی نہیں تھی البتہ پہاڑوں کے سلسلے دور تک پھیلے ہوئے تھے اور ایسا سناٹا ان پر مسلط تھا جیسے صدیوں سے ان میں کسی قسم کی آواز ہی نہ سنی گئی ہو۔

کلب سے کچھ دور چلنے کے بعد وہ ایک طرف نشیب میں اترنے لگے۔ عمران چٹانوں کی آڑ لیتا ہوا برابر ان کا تعاقب کر رہا تھا۔

ایک جگہ اس نے انہیں رکتے دیکھا! گرودبر ان کی گرفت میں کھڑا جھوم رہا تھا اور اُس کے حلق سے بے ہنگم قسم کی آوازیں نکل رہی تھیں! مطلع صاف تھا اس لئے تاروں کی چھاؤں میں ان کے تاریک سائے تو کم از کم دیکھے ہی جا سکتے تھے!

دفعتاً کسی نے کہا "بس اب گرا کر ذبح کر ڈالو"!

لیکن پھر ان میں ابتری پھیل گئی کیونکہ جھومتا ہوا سایہ یک بیک ان کی گرفت سے نکل کر کسی بھوکے بھیڑیے کی طرح اُن پر ٹوٹ پڑا تھا۔

"کُتّے کے پلّو" گرودبر غرا رہا تھا "تم لوگ مجھے دھوکہ نہیں دے سکتے! میں پہلے ہی سے جانتا تھا کہ آج کی رات مجھ پر سخت ہے۔

عمران نے سوچا کہیں اتنی سخت نہ ہو جائے کہ اندھیرے میں اس کی آنتیں ہی پیٹ سے باہر آ جائیں۔ کیونکہ وہ اُسے یہاں ذبح کرنے کے لئے لائے تھے! ان کے پاس چھرا یقینی طور پر ہو گا۔ یہ سوچ کر اس نے اوپر ہی سے ہانک لگائی "ارے یہ کیا ہو رہا ہے... کون ہے!... عزیز۔ عبدل۔ نصیر۔ موتی... رامو... دوڑو... دوڑو... دیکھو کون لوگ ہیں!"

لڑنے والے یک بیک منتشر ہو گئے اور پھر تین سائے تو نشیب میں دوڑتے چلے گئے اور ایک "بچاؤ بچاؤ!" چیختا ہوا اوپر کی طرف دوڑا اور عمران بڑی تیزی سے ایک جانب ہٹ کر کھڑا ہو گیا! اور پھر جیسے ہی گرودبر اوپر پہنچا! عمران نے آہستہ سے کہا "شکریہ ادا کرو!"

"تم کون ہو دوست؟" گرودبر کے لہجے میں اشتیاق تھا!

"ایک بہت بڑا آدمی" عمران نے جواب دیا۔

"قریب آؤ!"

"تم اپنی حفاظت کرو! مجھے قریب بلانے سے کوئی فائدہ نہیں!"

"میری صورت میں تمہیں جواہرات جڑے ہوئے نہیں نظر آئیں گے!" عمران نے جواب دیا "مگر ٹھہرو! میں تمہیں یہاں نہیں مل سکتا! مجھے بتاؤ کہ اب تم کہاں جاؤ گے، ظاہر ہے کہ والٹن اور لزی تمہیں زندہ دیکھنا پسند نہیں کریں گے!"

"اوہو۔ تو تم بہت کچھ جانتے ہو"

"ہو سکتا ہے کہ تمہارا خیال درست ہو"

تھوڑی دیر تک خاموشی رہی پھر گرودبر نے کہا "میں لال باغ کے ساتویں بنگلے میں تمہیں مل سکوں گا"

"اچھی بات ہے۔ اب جاؤ!"

کچھ دیر تک پھر خاموشی رہی! لیکن اس بار گرودبر نے اس سے کوئی سوال نہیں کیا تھا! اس کی بجائے عمران نے اس کے قدموں کی چاپ سنی جو بتدریج دور ہوتی جا رہی تھی!

...

دوسری صبح عمران نے ہوٹل میں والٹن اور لزی کو چیک کیا! وہ وہیں تھے۔ اُن کے چہروں پر اسے تشویش کے آثار نہیں دکھائی دیتے تھے! گویا انہیں اس کی پرواہ ہی نہیں تھی کہ اُن کے شکار پر کیا گذری!

گرودبر ہوٹل میں نہیں نظر آیا! عمران نے پچھلی رات ہی کو اطمینان کر لیا تھا کہ گرودبر نے اپنی جائے قیام کے متعلق غلط بیانی نہیں کی تھی وہ لال باغ کے ساتویں بنگلے میں نظر آیا تھا۔ مگر عمران اس سے ملا نہیں تھا! بلکہ اس کی لاعلمی میں یہ معلوم کرنے کی کوشش کی تھی کہ وہ اس بنگلے میں موجود ہے یا نہیں۔

کیپٹن خاور اور لیفٹیننٹ چوہان اسی دن سردار گڑھ پہنچ گئے اور انہوں نے عمران کو فون پر اپنی آمد کی اطلاع دی! وہ دو مختلف ہوٹلوں میں ٹھہرے تھے! غالباً بلیک زیرو نے بحیثیت ایکس ٹو انہیں اسی قسم کی ہدایت دی تھی!

عمران نے کیپٹن خاور کو گرودبر کی نگرانی پر مامور کر دیا! اور لیفٹیننٹ چوہان کو ہدایت دی کہ وہ والٹن اور لزی پر نظر رکھے!... مگر اس آدمی کا مسئلہ باقی تھا جو ہسپتال میں ایک پاگل مریض کی حیثیت سے زیر علاج تھا...! عمران اس کے متعلق بھی معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا۔ اور پھر ابھی تو بہتیری باتیں معلوم کرنی تھیں! مثلاً وہ لوگ جو گیندوں کے شکار ہوئے تھے کون تھے! کس طبقے سے تعلق رکھتے تھے ان کی شناخت بھی ہو سکتی تھی یا نہیں!

اس کے علاوہ لزی والٹن اور گرودبر کے معاملات بھی کچھ کم غور طلب نہ تھے! پچھلی رات اس نے لزی اور گرودبر کی گفتگو سنی تھی۔ گرودبر نے کسی "روسیاہ" کا

کا تذکرہ بہت بُرے لہجے میں کیا تھا! جس پر لزی نے خود اُسے بُرا بھلا کہتے ہوئے کہا تھا کہ وہ اُس کا تذکرہ بُرے لہجے میں نہ کرے کیونکہ وہ اس کا ہیرو تھا اور وہ اسے بہت پسند کرتی تھی! پھر جب گودبر نے کہا تھا کہ شاید اس نے کبھی اس کی شکل بھی نہ دیکھی ہو اور نہ یہ جانتی ہو کہ وہ حقیقتاً کون ہے تو اس پر لزی خاموش ہو گئی تھی! یہ روسیاہ کون تھا جو لزی کا ہیرو ہونے کے باوجود بھی اس کے لئے ایک نامعلوم آدمی تھا! کیا وہ ان کا سربراہ تھا؟۔ عمران بڑی دیر تک سوچتا رہا! اگرودبر کے انداز گفتگو سے یہی قیاس کیا جا سکتا تھا کہ وہ گمنام "روسیاہ" ان کا سرغنہ ہی تھا اور چونکہ گرودبر اُس کے متعلق کوئی اچھی رائے نہیں رکھتا تھا اس لئے اسے ختم کرا دینے کی اسکیم بنائی گئی تھی۔

مگر کیا گرودبر اتنی قوت رکھتا تھا کہ اس روسیاہ سے ٹکرا جاتا؟ اب عمران اس مسئلے پر غور کرنے لگا! لزی اور اس کے ساتھی گرودبر کو کرینٹ کلب سے اچھی حالت میں نہیں لے گئے تھے! یعنی اُسے اتنا تیز نشہ ہو گیا تھا کہ وہ اپنے پیروں سے چل بھی نہیں سکتا تھا!۔ لیکن پھر دس یا پندرہ منٹ بعد یک بیک اس طرح ہوش میں آجانا کیا معنی رکھتا تھا؟ اس کا مطلب تو یہی تھا کہ اسے اس حادثے کی اطلاع پہلے ہی سے تھی اور اس نے اتنی زیادہ ہرگز نہیں پی تھی کہ خود کو قابو میں نہ رکھ سکتا۔

عمران کا ذہن پھر والٹن اور لزی کی طرف بھٹک گیا... کیا والٹن اس گروہ کا کوئی اہم آدمی ہے؟... اس کی کیا حیثیت ہے!... وہ دیر تک اُس کے متعلق سوچتا رہا پھر اٹھ گیا! گھڑی پانچ بجا رہی تھی! اسے چھ بجے کیفے گرین میں خاور اور چوہان سے ملنا تھا! وہ ہوٹل سے نکلا اور کیفے گرین کے لئے ایک ٹیکسی کی! لیکن وہ اس وقت میک اپ میں نہیں تھا۔!

کیفے گرین پہنچ کر اُسے تقریباً بیس منٹ تک ان دونوں کا انتظار کرنا پڑا۔ اس دوران میں عمران برابر تاڑتا رہا تھا کہ کہیں اس کا تعاقب تو نہیں کیا گیا! لیکن اسے اس قسم کے آثار نظر نہیں آئے۔!

خاور اور چوہان پانچ یا چھ منٹ کے وقفے سے کیفے میں داخل ہوتے تھے!

"کہیئے عمران صاحب کیا چکر ہے!" لیفٹیننٹ چوہان نے ہنس کر پوچھا۔

"ارے یار کیا بتاؤں... شرم آتی ہے" عمران نے شرمیلے انداز میں کہا "میں نے دراصل اپنے ایک نجی کام کے سلسلے میں ایکسٹو سے درخواست کی تھی کہ مجھے کیپٹن خاور لیفٹیننٹ چوہان چند دنوں کے لئے عطا کئے جائیں"

"نجی کام کے لئے ہم لوگ استعمال کئے جا رہے ہیں" چوہان نے معنی خیز نظروں سے خاور کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"دل کے ہاتھوں مجبور ہوں" عمران نے ٹھنڈی سانس لی۔

"کیا مطلب" خاور نے اُس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

"پہلے تم مجھے گروبر کے متعلق بتاؤ!"

"لال باغ کے ساتویں بنگلے میں صرف ایک آدمی رہتا ہے۔ لیکن اس کا وہ حلیہ نہیں ہے جو آپ نے بتایا تھا! اور اب اس کا نام بھی گروبر نہیں ہے! پھاٹک پر جو نام کی تختی ہے اس پر پی سندرم ایڈووکیٹ تحریر ہے"

"حلیہ کیا ہے۔ پیارے... کپتان صاحب!"

"گول چہرہ... گھنی مونچھیں... اور پیشانی پر چوٹ کا لمبا سا داغ"

"ہام" عمران لمبی سانس لے کر اپنا سر کھجانے لگا"

حلیہ گروبر کا نہیں تھا! اور عمران نے اس بنگلے کے پھاٹک پر کسی کے نام کی تختی بھی نہیں دیکھی تھی! عمران نے سوچا کیا وہ وہاں سے کھسک گیا۔

"تمہیں یقین ہے! کہ وہاں اُس حلیئے کا کوئی آدمی نہیں ہے جو میں نے تمہیں بتایا تھا"

"وہاں اُس بنگلے میں اُس حلیے کا کوئی آدمی نہیں رہتا! پڑوسیوں سے میں اس کی تصدیق کر چکا ہوں"

"یہ پی سندرم کیسا آدمی ہے!"

"خوش اخلاق ہنس مکھ اور دوسروں کے کام آنے والا"

"سبحان اللہ... !" عمران بیحد خوش نظر آنے لگا... انداز بالکل ایسا ہی تھا جیسے پی سندرم خاور کا کوئی رشتہ دار رہا ہو اور عمران نے خاور کا دل رکھنے کیلئے اُس کی تعریف سن کر خوشی ظاہر کی ہو۔!

پھر اس نے چوہان کی طرف دیکھ کر پوچھا "تم کیا خبر لائے ہو"

"لزی ایک خوبصورت لڑکی ہے عمران صاحب" چوہان نے کہا۔

"تمہیں پسند تو نہیں آئی!" عمران نے گھبرا کر پوچھا۔

"بہت زیادہ عمران صاحب"

"بیڈ لک" عمران بسور کر بولا "اب مجھے تمہاری بھی نگرانی کرانی پڑے گی"

"کیوں"

"وہ والٹن اور گروبر کو بھی پسند ہے"

"میں نہیں سمجھا"

"پتہ نہیں کیوں مجھے ان لوگوں پر بیحد غصہ آتا ہے جو اُسے پسند کرتے ہیں! میں نے تم لوگوں کو اس لئے بلوایا ہے کہ یہ معلوم کرو کہ وہ دونوں اُسے کیوں پسند کرتے ہیں"

"اگر یہ حقیقت ہے تو ایکس ٹو پر لعنت بھیجنے کو دل چاہتا ہے" چوہان بولا۔

"ضرور بھیجو۔!" عمران سر ہلا کر بولا "میں اُس کے لئے کام کرتا ہوں! اس

لئے اُسے بھی میرے کام آنا چاہیئے!... میں آج کل بہت پریشان ہوں! ابھی تو مجھے اس کا بھی پتہ لگانا ہے کہ خود میں اُسے کیوں اتنا پسند کرتا ہوں"

چوہان تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر مسکرا کر بولا! "بہت گہرے ہو استاد اصل معاملے کی ہوا بھی نہ لگنے دو گے۔ خیر ہاں تو میں نے وا لنگا سے اُس کا تعاقب شروع کیا تھا۔ وہ تنہا تھی والٹن اس کے ساتھ نہیں تھا وہ سب سے پہلے سول ہسپتال گئی تھی"

عمران کو وہ پاگل مریض یاد آ گیا جو گیندوں ہی کے سلسلے میں زخمی ہو کر سول ہسپتال میں زیر علاج تھا۔ وہ تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر بولا۔

"سول ہسپتال سے وہ کہاں گئی تھی"

"یہی بتانے جا رہا تھا" وہ حقیقتاً ایک سمجھ میں نہ آنے والی لڑکی ہے... میں یہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ وہ اُسی ہسپتال میں نرس کے فرائض انجام دیتی ہو گی"

"کیا۔!" عمران کے لہجے میں حیرت تھی۔

"سب سے پہلے وہ ہسپتال کی عمارت میں گئی تھی اور پھر وہاں سے ہسپتال کے ایک رہائشی کوارٹر میں گئی! اور جب وہاں سے دوبارہ برآمد ہوئی تو اس کے جسم پر نرسوں جیسا لباس تھا۔

وہ پھر ہسپتال کی عمارت میں چلی آئی۔ پھر میں نے اُسے جنرل وارڈ کے مریضوں کی خبر گیری کرتے ہوئے دیکھا۔ چھان بین کرنے پر معلوم ہوا ہے کہ وہ شوقیہ یہ کام کرتی ہے اس کے لئے اُسے تنخواہ نہیں ملتی! چونکہ کئی ڈاکٹر اس پر بُری طرح ریجھے ہوئے ہیں لہٰذا اس کے اس شوق کی تکمیل بہ آسانی ہو رہی ہے اور وہ روزانہ تقریباً دو گھنٹے کوئی معاوضہ لئے بغیر وہاں نرس کے فرائض انجام دیتی ہے"

"دو گھنٹے بعد وہ کہاں گئی تھی" عمران نے پوچھا۔

"دو گھنٹے بعد" چوہان نے ایک طویل سانس لی اور خاور کی طرف دیکھنے لگا۔

پھر تھوڑی دیر بعد بولا "دو گھنٹے بعد پھر ہوٹل میں واپس آ گئی تھی... قصہ دراصل یہ ہے کہ آج اُس نے مجھے تھکا مارا! کیونکہ بیس ہی منٹ بعد وہ دوبارہ باہر جانے کے لئے تیار ہو گئی تھی اور اس بار اس کے ساتھ والٹن بھی تھا!... لیکن براہ کرم اب یہ نہ پوچھئے گا کہ وہ کہاں گئے تھے!"

"کیوں ؟"

"وہ کہیں بھی نہیں گئے تھے!"

"کیا بات ہوئی۔!"

"وہ کہیں نہیں گئے تھے۔ انہوں نے صرف پورے سردار گڑھ کا ایک چکر لگایا تھا۔ اور اس کے بعد پھر وا لنگا میں واپس آ گئے تھے"

"ہوں۔!" عمران نے اپنے دیدے نچائے اور کچھ سوچنے لگا! پھر بولا۔

"لزی سول ہسپتال میں نرس کے فرائض کب سے انجام دے رہی ہے"

"زیادہ دن نہیں ہوئے" چوہان نے کہا "صرف ایک ماہ سے! اف فوہ! کتنا فلرٹ کرتی ہے وہ ڈاکٹروں سے۔!"

"اب میرا دل چاہتا ہے کہ مجھے گٹھیا ہو جائے" عمران بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"کیوں!"

"کبھی کسی سے عشق ہوا ہے تمہیں!" عمران نے بسور کر پوچھا۔

"مجھے اُلو نہ بناؤ پیارے۔!" چوہان ہنس پڑا۔

"اچھا" عمران نے سعادتمندانہ انداز میں سر ہلا دیا۔

خاور نے لیفٹیننٹ چوہان سے کہا "میرا دعویٰ ہے کہ یہ حضرت اُسی گیند والے کیسوں کے چکر میں ہیں۔ آج مجھے یہاں کیپٹن فیاض بھی نظر آیا تھا"

عمران نے اُس پر ایک تمسخرانہ نظر ڈالی اور پھر کھڑکی کے باہر دیکھنے لگا! اب

وہ صرف چوہان اور خاور کی گفتگو سن رہا تھا! اُن دونوں نے اُن کیسوں کے متعلق ایک طویل بحث چھیڑ دی تھی! اس کا سلسلہ تقریباً آدھے گھنٹے تک قائم رہنے کے باوجود بھی وہ کوئی نظریہ نہیں قائم کر سکے! آخر عمران نے خاور سے کہا "یہ پی سُندرم ایڈووکیٹ اپنے کچھ دلال بھی رکھتا ہوگا۔ مطلب یہ کہ ایسے لوگ جو اُس کے لئے کیس تلاش کرتے ہوں!"

"ہم نے ابھی اتنی زیادہ معلومات نہیں فراہم کیں"

"مجھے کم از کم ایسے ایک آدمی کا نام اور پتہ چاہیئے!"

"کل شام سے پہلے ناممکن ہے!"

"میں اس کے لئے صرف چھ گھنٹے کی مہلت دے سکتا ہوں" عمران نے خاور کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔

"دیکھو یار۔" خاور مسکرایا "دھونس دھڑلے سے کام نکالنے کی کوشش نہ کرو ورنہ میں بیمار ہو کر یہاں سے چلا جاؤں گا اور میری جگہ تنویر متعین کر دیا جائے گا۔ پھر سوچو کیسی جوتیوں میں دال بٹے گی"

"صرف چھ گھنٹے" عمران کا لہجہ سخت تھا۔

.....

دوسری صبح ناشتہ کے دوران میں پھر لزی سے ملاقات ہوگئی۔۔۔وہ خود ہی عمران کی میز پر آئی تھی۔

کچھ دیر تک وہ خاموش بیٹھی رہی اور عمران بھی بالکل ایسے ہی انداز میں سر جھکائے بیٹھا رہا جیسے وہ اُس کے عزیز کی تعزیت کرنے آئی ہو۔

آخر جب یہ خاموشی لزی کو شاید گراں گذرنے لگی تو اس نے پوچھا۔

"تم نے اپنے بھائی کے لئے کیا کیا"

"اب اس کے علاوہ اور کیا کر سکتا ہوں کہ اپنی آدھی جائیداد اس کے نام منتقل کر دوں! کیونکہ اُسے تو یقینی طور پر پھانسی ہو جائے گی"

"کیا مطلب" لزی کے لہجے میں حیرت تھی!

"اب کیا بتاؤں۔! "عمران نے ٹھنڈی سانس لی! "پچھلی رات میں نے خواب میں دیکھا ہے جیسے میرے بھائی ہی نے اُسے چھری ماری ہو"

"کیا بات ہوئی"

"مطلب یہ کہ ایسا ممکن ہے۔!"

"آخر کیوں؟ کیا پہلے سے دشمنی تھی"

"نہیں بلکہ اس گیند کی وجہ سے اس کا دماغ چل گیا ہوگا۔ گیندوں پر نظر پڑتے ہی وہ پاگل ہو جاتا ہے۔ اور اُسے اس شدت سے غصہ آتا ہے کہ وہ اپنے قریب کھڑے ہوئے کسی آدمی کی گردن تک مروڑ سکتا ہے"

"تم مجھے بے وقوف بنا رہے ہو" لزی ہنس پڑی۔

"مجھے گہرا صدمہ پہنچا ہے اس بات سے" عمران بھرائی ہوئی آواز میں بولا "ارے لوگ تو مجھے بیوقوف سمجھتے ہیں! میں کیا کسی کو بے وقوف بناؤں گا"

"تم نے اُس کی ضمانت کے لئے کوشش کیوں نہیں کی۔!" لزی نے کہا۔

"غیر ضروری ہے اُسے پھانسی تو ہو ہی جائے گی! پھر خواہ مخواہ وقت کیوں برباد کیا جائے"

"تم عجیب آدمی ہو"

"یہ جملہ بھی میرے لئے نیا نہیں ہے! پتہ نہیں کیوں لوگ مجھے بچپن ہی سے عجیب کہتے اور سمجھتے آئے ہیں!"

"میں نہیں سمجھتی کہ اُس کے خلاف ثبوت مہیا کئے بغیر اُسے کیسے پھانسی دے دی جائے گی"

"اوہ۔!" "میں جھوٹ تو نہیں بول سکتا! مجھے صاف صاف کہنا پڑیگا کہ گیند اس کی بہت بڑی کمزوری ہے! اکثر وہ درجنوں گیندیں چباتے بغیر نکل گیا ہے!"

لزی پھر ہنسنے لگی۔ دفعتاً عمران نے محسوس کیا کہ وہ کچھ بے چین سی بھی نظر آنے لگی ہے! لیکن وہ اس کی وجہ نہ سمجھ سکا۔ اس نے کنکھیوں سے ہال کا جائزہ بھی لیا مگر وہ صرف مضطرب تھی کسی طرف متوجہ نہیں تھی! تو پھر وہ کوئی خیال ہی رہا ہوگا جس نے اسے غیر متوقع طور پر مضطرب کر دیا تھا۔!

وہ اس طرح اٹھی جیسے بے خیالی میں یہ فعل اُس سے سرزد ہوا ہو۔ پھر یک بیک چونک کر بولی "میں تم سے پھر ملوں گی! مجھے تمہارے بھائی کی گرفتاری پر افسوس ہے۔

وہ ایک طرف چلی گئی! اور عمران سوچتا ہی رہ گیا کہ آخر اس سے کیا چاہتی ہے اس طرح خواہ مخواہ کا کیا مقصد ہو سکتا ہے!

کیا یہ لوگ خود اُس کے چکر میں ہیں ہم۔ اُسے پچھلی شام ہی شبہ ہوا تھا جس وقت چوہان نے یہ رپورٹ دی تھی کہ لزی اور والٹن نے سردار گڈھ کے چکر لگائے تھے۔ یونہی بلا مقصد بچکراتے پھرنا بھی کسی نہ کسی مقصد کا حامل ضرور رہا ہوگا! کہ اس طرح وہ یہ دیکھنا چاہتے تھے کہ کہیں اُن کا تعاقب تو نہیں ہو رہا ہے؟۔

اگر یہی بات تھی تو چوہان یقینی طور پر اُن کی نظروں میں آ گیا ہوگا! اس نکتے پر مزید غور کرنے سے پہلے ہی اُسے ایک خطرے کا احساس ہوا۔ اور وہ سوچنے لگا کہ کہیں خود اسی کی نگرانی نہ شروع ہو گئی ہو!

اُس نے ناشتہ ختم کیا اور کچھ دیر ہال ہی میں وقت برباد کرنے کے بعد اپنے کمرے میں چلا آیا! کمرے کے وسط میں چھوٹی گول میز پر سُرخ رنگ کا ایک لفافہ دیکھ کر اسے رک جانا پڑا۔ جب وہ کمرے سے گیا تھا تب اس قسم کا کوئی لفافہ وہاں موجود نہ تھا! عمران نے اُسے اٹھایا اور اُلٹ پلٹ کر دیکھنے لگا۔ اس پر کوئی تحریر نہیں تھی! لیکن اس کے اندر تہہ کیا ہوا کاغذ ضرور تھا۔

عمران نے لفافہ چاک کر کے کاغذ نکالا! کاغذ پر تحریر نظر آئی۔

"میرا خیال ہے کہ ہم سے کوئی بڑی غلطی سرزد ہوئی ہے! کیونکہ مجھے محسوس ہو رہا ہے جیسے میرا تعاقب کیا جا رہا ہو! چوہان کا بھی کم و بیش یہی خیال ہے۔ آپ ذرا ہوشیار رہیئے گا! یہ لوگ بہت چالاک معلوم ہوتے ہیں۔۔۔ پی سُندرم ایڈووکیٹ زیادہ تر فوجداری کے مقدمات کرتا ہے۔ مجھے حالات کا علم ہو چکا ہے! شاید آپ اس سے صفدر کی ضمانت کے سلسلے میں گفت و شنید کرنا چاہتے ہیں! لیکن گرد برکا مسئلہ ابھی تک سمجھ میں نہیں آسکا! ہمیں سارے حالات سے آگاہی ہونی چاہیئے ورنہ شاید ہم دھوکا کھا جائیں"

"کھا بھی جاؤ۔!" عمران نے بڑبڑاتے ہوئے خط چاک کر دیا۔

وہ سوچ رہا تھا کہ اب اُسے کیا کرنا چاہیے! اُس نے خاور اور چوہان سے
میک اپ میں تبدیل کر سخت غلطی کی تھی!

کچھ دیر بعد اُس نے ایک طویل سانس لی اور بڑبڑایا۔ "اچھا دوستو! اگر تم میرے
پیچھے ہو تو میں تمہیں پاگل ہو جانے پر مجبور کر دوں گا"

اس نے لباس تبدیل کیا اور دروازہ کھول کر راہداری میں اِدھر اُدھر دیکھنے
لگا! دونوں طرف سناٹا تھا!

باہر نکل کر دروازہ مقفل کرنے کے بعد اس نے اپنی ناک پر پلاسٹک کی مصنوعی
ناک جمائی اور گھنی مونچھوں پر ہاتھ پھیرتا ہوا زینوں کی طرف بڑھ گیا۔

ہال میں لزی پھر دکھائی دی! اس بار اس کے ساتھ والٹن بھی تھا۔ عمران
نے سوچا کہ اگر کچھ دیر ان دونوں سے بھی صحبت رہے تو کیا بُرا ہے ہو سکتا ہے۔ بے خبری
کے عالم میں اُن کی زبان سے کوئی ایسی بات نکل ہی جائے جس پر وہ اپنی تفتیش
کی بنیاد رکھ سکے۔

وہ ان کے قریب ہی کی ایک میز پر بیٹھ گیا! فاصلہ اتنا تھا کہ اگر وہ آہستہ
گفتگو کرے تب بھی عمران کچھ نہ کچھ تو سُن ہی لیتا۔

لزی والٹن سے کہہ رہی تھی! "مَیں اب بہت شدت سے بور ہو رہی ہوں۔
یہ سلسلہ ختم ہو جانا چاہیے!"

"سلسلہ ختم کرنا ہمارے بس میں نہیں ہے" والٹن بولا۔

"پھر بتاؤ! میں کیا کروں! اب میں کچھ دن صرف آرام کرنا چاہتی ہوں"

"یہ کھیل تو اب ختم ہی سمجھو" والٹن بولا "کیوں کہ اب یہ مخدوش ہو گیا ہے"

"ہاں۔!" لزی نے ایک طویل سانس لی۔ کچھ دیر تک خاموش رہی پھر بولی۔

"گمدبر کے سلسلے میں تم خاموش ہو! میں نہیں سمجھ سکتی کہ اس کا انجام کیا ہو گا۔
تمہاری دانست میں وہ ناقابلِ اعتماد تھا! اس لیے تم نے اُسے راستے سے ہٹا دینا چاہا
تھا! لیکن وہ نکل گیا!"

"اس کی تلاش جاری ہے!" والٹن نے کہا! اس تذکرے پر وہ کچھ متفکر سا
نظر آنے لگا تھا۔

"کیا تمہیں اُس کے متعلق کوئی ہدایت ملی تھی" لزی نے پوچھا۔

"نہیں! اتنے اختیارات مجھے بھی ہیں کہ میں ایسے معاملات سے خود ہی نپٹ
لوں!"

لیکن تم نہیں نپٹ سکے" لزی نے کہا "ہو سکتا ہے تمہاری یہ غلطی ہم پر تباہی
نازل کرے!"

"اوہ ختم کرو!" والٹن بُرا سا منہ بنا کر غرایا۔

"اچھا اب اس احمق کے متعلق تم نے کیا سوچا ہے"

"تم کیوں کان کھا رہی ہو میرے"

"اس لیے کہ تم مجھ پر اعتماد کرنا چھوڑ دو!"

"کیا مطلب!" والٹن کی بھنویں تن گئیں!

"میں تم سے بحث کرتی ہوں۔ بعض اوقات مخالفت بھی کر بیٹھتی ہوں۔ اگر دبر
کا بھی یہی رویہ تھا"

دفعتاً والٹن مسکرایا اور پیار بھری نظروں سے اس کی آنکھوں میں دیکھنے لگا!
پھر بولا "جس دن اس کی نوبت آئی میں تمہارے ہاتھ میں ایک ریوالور دے کر کہوں
گا کہ والٹن کی چھاتی کا نشانہ لو اور ٹریگر دبا دو!"

"میں نہیں سمجھی تم کیا کہہ رہے ہو"

"اُس نے ایک دن تم سے اظہارِ عشق کیا تھا! اور تم خفا ہو گئی تھیں!"

"صاف صاف کہو!" لزی نے غصیلی آواز میں کہا۔

"میں اسے پسند نہیں کرتا کہ کوئی تم سے اظہارِ عشق کرے!"

"کیا تم پاگل ہو گئے ہو!" لزی غرائی! "تمہیں میرے ذاتی معاملات سے
کیا سروکار! اور میں اسے ایک ذلیل حرکت سمجھتی ہوں کہ کسی کی ٹوہ میں رہا جائے۔ قبل اس
کے کہ والٹن کچھ کہتا عمران ہاتھ ہلا کر بولا "ارے واہ! کسی کی ٹوہ میں رہنا ذلیل
حرکت کیسے ہو سکتی ہے!"

وہ دونوں چونک کر اس کی طرف مڑے۔ پہلے والٹن کی آنکھوں میں حیرت
نظر آئی اور پھر یک بیک وہ بپھر گیا۔

"کیا تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے" اس نے گرج کر کہا۔

"نہیں تو۔ کسی دشمن نے اڑائی ہو گی!" عمران کا جواب تھا۔

"تم ہماری گفتگو میں دخل دینے والے کون ہو"

"بس دخل ہی دینے والا ہوں"

"کیا تم جھگڑا کرو گے!" والٹن کے نتھنے پھولنے پچکنے لگے۔

"میں کسی طرح بھی تم سے کمزور نہیں پڑوں گا" عمران نے اُسے چیلنج کیا۔

"اگر میں تمہارے منہ پر تھپڑ رسید کر دوں تو کیسی رہے گی!" لزی غرائی۔

"ارے باپ رے!" عمران بوکھلا کر بولا۔ "تب تو یہ مصنوعی ناک اور مونچھیں
ایک سیکنڈ میں تباہ ہو کر رہ جائیں گی"

والٹن اچھل کر کھڑا ہو گیا! اُس کی آنکھوں سے درندگی اور وحشت جھانک
رہی تھی! دوسرے ہی لمحہ میں وہ عمران کے سر پر تھا۔

"بیٹھیے ۔۔۔ بیٹھیے ۔۔۔ جناب!" عمران بوکھلا کر بولا "آپ شاید
خفا ہو گئے!"

"تم کون ہو" والٹن سانپ کی طرح پھپکارا اور ساتھ ہی وہ بیٹھ بھی گیا۔

"وہی بدنصیب جس کے بھائی کو پولیس لے گئی تھی!" عمران نے بھرائی ہوئی
آواز میں جواب دیا۔

"اس کا مطلب!" اس نے مونچھوں کی طرف اشارہ کیا۔

"میں لزی کی ٹوہ میں رہتا ہوں!" عمران نے بڑی سادگی سے جواب دیا"
مگر اس وقت ان کی زبان سے یہ سن کر بڑی کوفت ہوتی کہ کسی کی ٹوہ میں رہنا ذلیل
حرکت ہے"

"مَیں پوچھتا ہوں تم کیوں رہتے ہو اس کی ٹوہ میں!" والٹن نے میز پر ہاتھ مار کر کہا۔

"اکیلے میں ہی نہیں ہوں! اس کام کے لیے میں دو آدمیوں کو بھاری تنخواہیں
دے رہا ہوں! وہ بھی ان کی ٹوہ میں رہتے ہیں"

"دیکھو دوست! میرے کوٹ کی جیب میں پستول ہے اور اس کا رخ تمہارے
سینے کی طرف ہے۔ انگلی کے ہلکے سے اشارے پر تمہارے سینے میں سوراخ
ہو جائے گا۔ ایسے مواقع پر میں یہ نہیں دیکھتا کہ آس پاس کتنی بھیڑ ہے"

"ارے... بب... باپ رے" عمران کانپنے لگا۔

"اٹھو اور زینے کی طرف چلو!" والٹن نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یار معاف کر دو! اب کبھی کسی کی ٹوہ میں نہیں رہوں گا" عمران گھگھیایا۔

"اٹھو! ورنہ میں دباتا ہوں ٹریگر"

عمران چپ چاپ اٹھ گیا۔

والٹن بولا! "پیچھے مڑ کر نہ دیکھنا بس چپ چاپ چلتے رہو" عمران کی چال
میں لڑکھڑاہٹ تھی! یہ معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ بہت زیادہ خوفزدہ ہو گیا ہو۔
اس نے زینے طے کیے! والٹن اس کے پیچھے چل رہا تھا۔ اس نے اپنے کمرے

کے سامنے اُسے رُکنے کو کہا اور لزی نے بولا" کمرہ کھولو"

لزی اس کے ساتھ ہی آئی تھی! لیکن اُس کی آنکھوں میں شدید ترین الجھن کے آثار نظر آ رہے تھے۔

اس نے کمرہ کھولا اور والٹن نے عمران کی گردن پکڑ کر اُسے اندر دھکیل دیا۔

عمران نے مزاحمت نہیں کی۔

لزی نے اندر داخل ہو کر دروازہ بند کر لیا۔ والٹن کی جیب سے پستول نکل آیا تھا۔

"بیٹھ جاؤ" وہ پستول سے کرسی کی طرف اشارہ کر کے غرایا۔ لزی کھڑی پلکیں جھپکا رہی تھی۔

"جھوٹ بول کر تم کامیاب نہیں ہو سکو گے" والٹن نے کہا۔

"پہلے تم مجھے یہ بتاؤ کہ کسی کی ٹوہ میں رہنا ذلیل حرکت کیوں ہے؟" عمران نے لزی کی طرف دیکھ کر غصیلے لہجے میں کہا۔

"اسی جملے نے میرے آگ لگا دی تھی! ورنہ مجھے کیا پڑی تھی کہ خواہ مخواہ تمہاری گفتگو میں دخل دیتا"

"تم کیوں تھے اس کی ٹوہ میں" والٹن نے گرج کر پوچھا۔

"کیوں نہ ہوتا!" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا" اس سے پوچھو کہ یہ اتنی خوبصورت کیوں ہے؟"

"کیا بکواس کر رہے ہو تم" لزی بگڑ گئی۔

"اچھا چلو تم بڑی بدصورت ہو! خدا کرے لولی لنگڑی بھی ہو جاؤ!"

لزی کچھ کہنا ہی چاہتی تھی کہ والٹن بول پڑا "تمہیں یہاں کس نے بھیجا ہے"

"ممی اور ڈیڈی نے!" عمران نے بڑی سادگی سے کہا" ان کا خیال تھا کہ سردار گڈھ میں میرا جی بہل جائے گا۔!"

"ممی کے بچے میں تمہیں فنا کر دوں گا" والٹن دانت پیس کر بولا۔

"بس! بس! معلوم ہو گیا! ابھی تک صرف تم ہی ملے ہو"

"کیا مطلب۔!" والٹن نے کہا اور مضبوطی سے ہونٹ بند کر کے اُسے گھورنے لگا۔

"مطلب یہ کہ یہ میری ہے! میں اس کو بچپن ہی سے خواب میں دیکھتا آیا ہوں۔ اب ملی ہے اتنے دنوں بعد۔۔۔ میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ کوئی اسے چاہتا تو نہیں ہے"

"میں تمہارا سر توڑ دوں گی" لزی اس کی طرف گھونسہ تان کر جھپٹی۔

"ٹھہرو!" والٹن نے اس کا بازو پکڑ کر روک لیا۔

"میں اِسے اس بکواس کا مزہ چکھاؤں گی"

"ارے جاؤ" عمران ہاتھ ہلا کر بولا "تم مجھ سے تگڑی ہو کیا! بدتمیزی کرو گی تو دو چار جھاپڑ جھاڑ دوں گا! اپنی محبت میں سب چلتا ہے!"

"محبت کے بچے خاموش رہو" لزی دانت پیس کر چیخی۔

"تم میک اپ میں کیوں ہو" دفعتاً والٹن نے اُس سے نرم لہجے میں پوچھا۔ اور ریوالور والا ہاتھ بھی نیچے جھکا لیا۔

"اُس نے مجھ سے یہی کہا تھا کہ میک اپ میں تمہیں کوئی پہچان نہ سکے گا۔ ورنہ یہ کم بخت مونچھیں تو بُری طرح چبھتی ہیں!"

"کس نے کہا تھا"

"اب میں نام تھوڑا ہی جانتا ہوں۔ بہت شریف آدمی ہے بیچارہ مجھ سے کہہ رہا تھا کہ تمہارے بھائی کو بھی رہا کرا دوں گا"

"نام نہیں جانتے تو حلیہ ہی بتاؤ" والٹن کا لہجہ بدستور نرم رہا۔

"نہیں بتاؤں گا! کیوں بتاؤں۔!"

"اچھا یہی بتا دو کہ اُس نے تمہیں اس کام پر کیوں آمادہ کیا تھا"

"کچھ بھی نہیں۔ ارے جب ستارے ٹھیک ہوتے ہیں تو سب کچھ ہو جاتا ہے۔ میں اپنے کمرے میں بیٹھا رو رہا تھا کہ وہ نیک دل آدمی میرے پاس آیا اور بولا۔ کہ اے شریف آدمی اس طرح نہ رو! تیرے گردش کے دن ختم ہو گئے! میں تیرے بھائی کو ضمانت پر رہا کرا دوں گا!۔۔۔ اور تیرے دل کی کلی بھی کھلے گی۔ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ تجھے ایک لڑکی سے محبت ہو گئی ہے! اور تو اُسے حاصل کرنا چاہتا ہے یہ ممکن ہے ایسا ہو سکتا ہے مگر اسی وقت جب تو یہ معلوم کر سکے کہ وہ کسی دوسرے سے تو محبت نہیں کرتی۔ پھر اُس نے طریقہ بتایا کہ میں کس طرح اس کے متعلق معلومات حاصل کر سکوں گا۔ یہ دیکھو" عمران نے اپنی مصنوعی ناک مونچھ سمیت چہرے سے ہٹا دی اور پھر بولا" اس سے میری شکل ہی بدل جاتی ہے اور چڑی کے پیچھے پھرتا رہتا ہوں۔۔۔ وہ مجھے کبھی نہیں پہچان سکی! ہاہا!"

"اس کا نام چڑی نہیں لزی ہے" والٹن مسکرایا۔

"تم خواہ مخواہ وقت برباد کر رہے ہو" لزی نے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔

"تم نیچے جاؤ! میں ان سے کچھ دیر گفتگو کرنا چاہتا ہوں! یہ تو بہت نیک اور صاف گو آدمی معلوم ہوتے ہیں!"

لزی چند لمحے والٹن کو گھورتی رہی پھر دروازے کی طرف گھوم گئی اس کے جانے کے بعد والٹن نے دروازہ بند کیا اور عمران سے بولا۔

"کیا واقعی تم اسے چاہتے ہو"

"دل و جان سے بھائی صاحب" عمران کے دانت نکل پڑے۔

"میں خود بھی اس کے لئے کسی اچھے سے شوہر کی تلاش میں تھا" والٹن نے

سنجیدگی سے کہا" یہ ایک یتیم لڑکی ہے"

"ارے۔۔۔ واہ یتیم تو میں بھی ہوں! بس بڑے بھائی کرا دو شادی!"

"اوں۔۔۔ ہوں۔۔۔ یوں نہیں۔۔۔! پہلے تم یہ بتاؤ کہ تمہارا ذریعہ معاش کیا ہے"

"میرا بزنس ہے دارالحکومت میں!"

"بزنس۔۔۔ کس چیز کا بزنس۔۔۔!"

"امپورٹ۔۔ ایکسپورٹ"

"کتنی آمدنی ہو گی"

"میں نے آج تک یہ جاننے کی ضرورت ہی نہیں سمجھی کہ میری آمدنی کتنی ہے"

"خیر۔ یہ شادی ہو سکتی ہے! مگر تم کوشش کرو کہ لزی تمہیں پسند کرنے لگے۔!"

"کیسے کوشش کروں" عمران نے بے بسی سے کہا" میں اب تک درجنوں لڑکیوں کے لئے کوشش کر چکا ہوں لیکن کسی نے بھی مجھے پسند نہیں کیا"

والٹن عمران کی آنکھوں میں دیکھنے لگا! ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ اُسے سمجھنے کی کوشش کر رہا ہو! عمران کے چہرے پر حماقت کے آثار کچھ اور زیادہ گہرے ہو گئے تھے۔

"دیکھو دوست!" اُس نے کچھ دیر بعد کہا" میں تمہارے لئے بہت کچھ کر سکتا ہوں مگر شرط یہ ہے کہ تم مجھے اپنا سمجھو"

"ارے۔۔۔ بالکل۔۔۔ بالکل اپنے ہو بڑے بھائی! اگر لزی سے میری شادی ہو جائے تو میں تمہیں اپنا باپ تک بنا سکتا ہوں" عمران نے گرمجوشی کا اظہار کیا۔

"تمہیں وہ شخص دراصل تباہ کرنا چاہتا ہے۔! والٹن بولا۔

"کون۔!"

"وہی جس نے تمہیں لزی پر نظر رکھنے کا مشورہ دیا تھا۔

"ارے نہیں وہ تو بڑا اچھا آدمی ہے! وہ مجھے تباہ کیوں کرنے لگا۔"

"اچھا۔ تو کیا تم اُسے مجھ سے بھی اچھا سمجھتے ہو!"

"اُر... دیکھو بڑے بھائی! ہر ایک کی بات الگ ہوتی ہے۔ یعنی کہ وہ اپنی جگہ پر اچھا ہے... اور تم اپنی جگہ پر... یعنی کہ یوں سمجھ لو... یعنی کہ... اب کس طرح سمجھاؤں... بات پیٹ میں ہے۔ زبان پر نہیں آتی۔"

"ٹھیک ہے ٹھیک ہے! تم ایک اچھے آدمی ہو اس لئے کسی کو بھی بُرا نہیں سمجھتے! خیر اسے جانے دو! اب میں تمہیں ایک خاص بات بتاؤں! اس لزی کے چاہنے والوں کی تعداد بہت زیادہ ہے اور وہ مختلف طریقوں سے اُسے اپنی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں انہیں اس کی بھی فکر رہتی ہے کہ وہ اُس کے چاہنے والوں کی تعداد معلوم کریں! خود نہیں معلوم کر سکتے کیونکہ مجھ سے ڈرتے ہیں اس لئے تم جیسے سیدھے سادے آدمیوں کی تلاش میں رہتے ہیں اب اس کے کسی چاہنے والے نے تمہیں پھانس لیا ہے، محنت تم کر رہے ہو لیکن شاید فائدہ اُسے پہنچ جائے اور تم یونہی رہ جاؤ!

"بات کچھ کچھ سمجھ میں آ رہی ہے۔" عمران نے آہستہ سے کہا اور کچھ سوچتا ہوا سر ہلانے لگا۔

"آ رہی ہے نا۔ ارے تم اُسے مفت کے مزدور ملے ہو... کیا اب بھی اس کا نام یا حلیہ نہ بتاؤ گے۔ بتاؤ تاکہ میں بروقت اس کا انتظام کر سکوں۔"

"ضرور بتاؤں گا۔" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔ "تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ وہ آدمی مجھے اُلو بنا رہا ہے...!"

"قطعی اُلو بنا رہا ہے، دوست! اور تم اس کی راہ صاف کرنے کا ایک بہترین ذریعہ ثابت ہو سکتے ہو۔"

"ارے میں اُسے زندہ دفن کر دوں گا۔" عمران مٹھیاں بھینچ کر بولا۔

"یوں نہیں۔" والٹن اپنی بائیں آنکھ دبا کر بولا۔ "جس طرح وہ مکر کر رہا ہے اسی طرح تم بھی مکر سے مارو... خواہ مخواہ ہنگامہ کرنے کی کیا ضرورت ہے۔!"

"اچھا۔ پھر بتاؤ میں کیا کروں۔"

"اس کا حلیہ ہی بتاؤ... اگر نام معلوم نہیں!"

عمران اس انداز میں سوچنے لگا جیسے اُس کا حلیہ یاد کرنے کی کوشش کر رہا ہو! پھر اُس نے بڑے اطمینان سے گرویر کا حلیہ دہرایا۔

"اوہ۔! والٹن کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئی تھیں... وہ ہکلایا۔ "تت... تو... کیا... وہ روزانہ تم سے ملتا ہے۔"

"ہاں۔ کہیں نہ کہیں مل ہی جاتا ہے۔ ورنہ پھر رات کو کمرے میں آتا ہے۔"

"تو تم اُسے اب تک کی رپورٹ دیتے رہے ہو۔"

"ہاں پھر کیا کرتا... مگر اب اُس سے نپٹ لوں گا۔"

"نہیں۔ نہیں! جلد بازی سے کام بگڑ جائے گا! تم اب بھی اس سے اسی طرح ملتے رہو۔"

"ارے ابھی تو کہہ رہے تھے..."

"تم سمجھے نہیں! مطلب یہ کہ مناسب موقع پر ہم اُس سے نپٹ لیں گے! ابھی تم یونہی چلنے دو!"

"تمہاری مرضی!" عمران نے لاپرائی سے شانوں کو جنبش دی لیکن پھر یک بیک مغموم نظر آنے لگا۔

"کیوں دوست کیا بات ہے...!"

"میرا بھائی..." عمران کی آواز گلوگیر ہو گئی۔

"اوہ بالکل پرواہ نہ کرو!" وہ بڑی بے تکلفی سے اُس کے شانے پر ہاتھ مار بولا۔ "میں ذمہ لیتا ہوں کہ اُسے ضمانت پر رہا کرا لاؤں گا۔"

"میرے پیارے بھائی! عمران بڑی گرمجوشی سے اس کا ہاتھ دبا کر رہ گیا۔

"مجھے اپنا دوست سمجھو! اس پر مجھے افسوس ہے کہ میں نے خواہ مخواہ تم پر پستول نکال لیا تھا! بات دراصل یہ ہے کہ لزی کی حفاظت کے لئے ہر وقت مسلح رہنا پڑتا ہے۔ ایک بار کوئی اُسے زبردستی اغوا کر لے جانے کی کوشش کر چکا ہے۔"

"مار ڈالوں گا..." یک بیک عمران اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ "ہر ایسے آدمی کو مار ڈالوں گا جو اس کی طرف نظر اٹھا کر بھی دیکھے گا!... زبردستی... اغوا... زبردستی اغوا!"

بالکل ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے عمران پر دورہ پڑ گیا ہو۔

"ارے ارے..." والٹن بوکھلا کر اس کی طرف جھپٹا! لیکن عمران بدستور دیوانوں کے سے انداز میں "زبردستی اغوا" کی تکرار کرتا رہا! دانتوں پر دانت بڑی سختی سے جمے ہوئے تھے! انگاروں کی طرح دہکتی ہوئی آنکھیں حلقوں سے نکلی پڑ رہی تھیں! اور اس کا سارا جسم کانپ رہا تھا۔ والٹن نے اسے جھنجھوڑ کر رکھ دیا۔ لیکن اس کی حالت میں کوئی تبدیلی نہ ہوئی۔

"اوہو۔! ارے سنو... سنو تو سہی!"

"زبردستی اغوا... زبردستی اغوا... زبردستی اغوا۔"

آہستہ آہستہ اس کی آواز کا جوش و خروش کم ہوتا جا رہا تھا! اور آنکھیں بھی سکڑتی جا رہی تھیں! پھر والٹن کو اُسے اپنے بازوؤں پر سنبھالنا پڑا... کیونکہ اُس کی دانست میں بیہوش ہو گیا تھا! وہ چند لمحے اُسے اسی طرح سنبھالے کھڑا رہا پھر بہ آہستگی فرش پر لٹا دیا۔

تھوڑی دیر بعد عمران دور ہوتے ہوئے قدموں کی آوازیں سن رہا تھا۔ والٹن کمرے سے جا چکا تھا لیکن دروازہ مقفل کرنے کی آواز عمران نے نہیں سنی تھی! وہ اسی طرح آنکھیں بند کئے فرش پر پڑا رہا۔ کچھ دیر بعد اُس نے پھر قدموں کی آواز سنی لیکن آنکھیں نہیں کھولیں! البتہ اندازہ کر لیا کہ آنے والے دو ہی ہو سکتے ہیں۔!

"یہ آدمی میری سمجھ میں ابھی تک نہیں آیا۔" عمران نے لزی کی آواز سنی۔

"کیا یہ ایک شاندار ایڈونچر نہیں ہوگا کہ تم ایک نیم دیوانے اور احمق کی محبوبہ بنو۔" یہ والٹن کی آواز تھی لزی کی کھنکھناتی ہوئی ہنسی سے کمرہ گونج اٹھا۔

"جانتی ہو! اس نے کس کا حلیہ بتایا ہے۔" والٹن نے کہا۔

"کس کا!"

"گرویر کا۔!"

"نہیں۔!"

"یقین کرو! گرویر ہی نے اُسے ہمارے پیچھے لگایا ہے!"

"مگر کیوں؟ اگر اسے ٹکرانا ہی ہے تو ٹکرا جاتے اس سے کیا فائدہ پہنچے گا۔" لزی نے کہا۔

"گرویر کو میں نے محض اس لئے راستے سے ہٹانا چاہا تھا کہ وہ نقاب پوش کے چکر میں پڑ گیا تھا اور اسے بے نقاب کر دینے کی فکر میں تھا! اُس کی یہ خواہش اب اور شدت سے بھڑک اٹھی ہوگی لہٰذا خود سامنے آنے کی بجائے اس نے اس احمق کو استعمال کرنا مناسب سمجھا! بہرحال لزی ہوشیار رہو! وہ ہم پر تباہی بھی

لاسکتا ہے۔!"

"تم نے مجھے آج تک یہ نہ بتایا کہ نقاب پوش اس مسئلے کو کیسی نظر سے دیکھتا ہے"

"وہ قطعی بے تعلقی کا اظہار کر رہا ہے! اُس کا خیال ہے کہ ایک ہزار گردبر بھی اس تک نہ پہنچ سکیں گے اور یہ حقیقت بھی ہے... ہم میں سے کون اُسے جانتا ہے ...کون اس کے ٹھکانے سے واقف ہے... اگر آج ہم پر کوئی افتاد پڑ جاتے تو اس کا بال بھی بیکا نہیں ہوگا! وہ ہر حال میں محفوظ رہے گا اور یہ حقیقت محض کہانی معلوم ہوگی کہ ہم کسی دوسرے کے لئے کام کرتے رہے ہیں"

"مگر ہم آج تک کسی خطرے سے دوچار نہیں ہوتے" لزی بولی۔

"وہ بےحد چالاک ہے اور ہمیں ہر موقع پر بچاتا رہتا ہے... اگر یہ بات نہ ہوتی تو گروہ کب کا ٹوٹ چکا ہوتا"

"خیر ختم کرو!" لزی نے کہا "اب اسے کس طرح ہوش آئے گا"

"خودبخود!" والٹن نے جواب دیا "میں نہیں چاہتا کہ میرے کمرے میں اس کے لئے ڈاکٹر طلب کیا جائے گا"

"ٹھیک ہے۔"

کچھ دیر تک خاموشی رہی اور عمران دل ہی دل میں مسکراتا رہا پھر اُس نے والٹن کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا!

"لزی تمہیں اس احمق کو بہت ہی احتیاط سے ہینڈل کرنا ہے۔ اگر گردبر ہاتھ آگیا تو میں اسے تمہارا ہی کارنامہ سمجھوں گا"

"آہا۔ ایک بات سمجھ میں نہیں آتی!" لزی بولی "آخر یہ گردبر نقاب پوش کے چکر میں کیوں پڑ گیا تھا۔

"ہم میں سے کون نہیں ہے اس کے چکر میں! صرف نیت کا فرق ہے۔

گردبر شاید اس فکر میں تھا کہ اُس تک پہنچ کر اُسے بلیک میل کرے۔ ہم تو محض اس لئے اُسے جاننا چاہتے ہیں کہ وہ ہمارا چیف ہے"

"پتہ نہیں کیوں!... اوہ... دیکھو وہ ہوش میں آرہا ہے!"

عمران نے ایک جھرجھری سی لی تھی! اور آنکھوں کے پپوٹے گردش میں آگئے تھے! پھر یک بیک وہ حلق سے بلی کی سی آواز نکالتا ہوا اٹھ بیٹھا۔

"اوہو۔ کیسی طبیعت ہے تمہاری" لزی اس کی طرف جھپٹی۔

"ارے باپ رے۔!" عمران بوکھلا کر ایک طرف کھسک گیا۔ اور لزی بےساختہ ہنس پڑی! والٹن بھی مسکرا رہا تھا۔

اب عمران پر والٹن کی حیثیت واضح ہوگئی تھی! قیاس تو پہلے بھی یہی تھا لیکن محض قیاسات کی بنا پر نہ کوئی نظریہ قائم کیا جاسکتا ہے اور نہ راہِ عمل ہی متعین کی جاسکتی ہے! اب اس کا یقین ہوجانے پر کہ والٹن محض آلہ کار ہے۔ اس مسئلے پر باقاعدہ طور پر سوچنا شروع کردیا تھا۔

لزی اس سے بہت قریب آگئی تھی اور وہ ہر وقت اس آدمی کی تاک میں رہتی تھی جس کے اکسانے پر عمران نے اس کی اور والٹن کی نگرانی شروع کی تھی لیکن ظاہر ہے کہ اس سلسلے میں اسے مایوسی ہی ہوتی تھی۔ بھلا گردبر تھا ہی کہاں کہ ان کے درمیان آٹپکتا۔

لزی اور والٹن کو جھانسا دینے کے بعد ہی عمران نے چوہان اور خاور کو ہدایت

دی تھی کہ وہ سردارگڈھ سے واپس چلے جائیں۔ اب ان کی جگہ لیفٹیننٹ صدیقی اور سارجنٹ نعمانی کو لینی تھی!

وہ دونوں بھی تیسرے ہی دن وہاں پہنچ گئے! ان دونوں نے والگا ہی میں قیام کیا تھا اور ہر وقت عمران پر نظر رکھتے تھے! لیکن عمران نے ابھی تک کوئی کام اُن کے سپرد نہیں کیا تھا۔

فی الحال اُس نے یہ اسکیم ترک کردی تھی کہ پی سندرم ایڈووکیٹ تک پہنچ کر گردبر کے متعلق معلومات حاصل کرے۔ اس کے لئے اس سے بہتر اور کوئی طریقہ نہ تھا کہ وہ اس سے مل کر صفدر کی ضمانت پر رہائی کے متعلق مشورہ کرتا۔ اسکیم یہی تھی لیکن اب تفتیش کا رُخ بدل گیا تھا۔ اب اُسے گردبر کی چنداں فکر نہ تھی! پہلے اسے گردبر کی تلاش تھی اس لئے کہ گروہ والوں سے اس کا جھگڑا ہوگیا تھا ایسی صورت میں وہ اپنے بچاؤ کے لئے سرکاری گواہ تک بن سکتا تھا۔

مگر اب ایسے حالات میں جب کہ والٹن اور لزی خود ہی اس کے پھندے میں آپھنسے تھے تو وہ گردبر کے سلسلے میں دردسری کیوں مول لیتا! اب تو یہی دونوں اصل مجرم تک پہنچنے میں نادانستہ طور پر اُس کے معاون و مددگار بن سکتے تھے۔

کیپٹن فیاض ابھی تک سردارگڈھ ہی میں مقیم تھا اور خلاف توقع اس بار اس نے بڑے صبر سے کام لیا تھا۔ نہ تو اس نے ابھی تک عمران سے ملنے کی کوشش کی تھی اور نہ فون ہی پر اُسے بور کیا تھا۔ عمران خود ہی اس سے ملا! مگر اچھی طرح اطمینان کر لینے کے بعد کہ اب اس کا تعاقب نہیں کیا جاتا! یہ ملاقات سردارگڈھ کے ایک پبلک پارک میں ہوئی تھی!

"بھئی اب تو میں اکتا گیا ہوں" کیپٹن فیاض نے کہا۔

"کیوں کیا ہوا۔"

"وہ مریض بھی ختم ہوگیا جس سے کچھ معلوم ہونے کی توقع تھی"

"اوہ... وہ آدمی جو ہسپتال میں تھا"

"ہاں! وہی!"

عمران کسی سوچ میں پڑ گیا! پھر تھوڑی دیر بعد اُس نے پوچھا "موت کے اسباب کیا تھے؟"

"ہارٹ فیلور!"

"پوسٹ مارٹم ہوا ہے"

"ہاں۔!"

"یار فیاض! میرا دل چاہتا ہے کہ اب میں حُقّے کا تمباکو بنا کر بیچوں"

"بہکنے لگے"

"پھر بتاؤ میں کیا کروں اتنے دنوں سے تو جھک مار رہا ہوں! تم نے بھی کچھ نہیں کیا"

"تم یہ کیسے کہہ سکتے ہو کہ میں نے کچھ بھی نہیں کیا" فیاض مسکرایا۔

"ارے تو بتاؤ نا کون سے تیر مارے ہیں۔ فقیر... نہیں۔ فقیر نہیں... وہ کیا کہتے ہیں اُسے جو مچان پر رکھ کر کھینچا جاتا ہے۔ ارے لاحول ولاقوۃ مچان بھی شاید غلط کہہ رہا ہوں... ارے ہاں کمان کمان... تیر... تیر... کہنے کا مطلب یہ کہ تم نے کون سے بڑے تیر مارے ہیں"

"بکواس کرچکے!"

"چلو کرچکا۔"

"سردارگڈھ میں اکثر بڑی حیرت انگیز وارداتیں ہوتی رہتی ہیں" کیپٹن فیاض نے جیب سے سگریٹ کیس نکالتے ہوئے کہا "مثلاً بعض اوقات یہاں سانپ

بکثرت پیدا ہو جاتے ہیں!"

"بڑی شان والا ہے۔ نیلی چھتری کا باسی!" عمران درویشانہ انداز میں آسمان کی طرف انگلی اٹھا کر بولا۔

فیاض اُس کی طرف دھیان دیئے بغیر کہتا رہا "آئے دن ایسی لاشیں ملتی ہیں اور پوسٹ مارٹم کی رپورٹ سانپ کے زہر کی کہانی سُناتی ہے۔"

"سانپ کے دانتوں کے نشانات بھی مرنے والوں کے جسموں پر ضرور ملے ہوں گے!" عمران نے پوچھا۔

"یقیناً ملتے رہے ہیں۔"

"ویسے بھی سانپوں اور گینڈوں میں بڑا فرق ہوتا ہے۔" عمران مسکرایا۔

"اس فرق کو میں تم سے زیادہ سمجھتا ہوں!" فیاض چڑ کر بولا۔

"تم نے ابھی تک کوئی کام کی بات نہیں کی سوپر فیاض!" دفعتاً عمران سنجیدگی اختیار کرتا ہوا بولا۔ "میں نے تم سے کہا تھا کہ گینڈوں کے شکار ہونے والوں کے متعلق معلومات فراہم کرو!"

"اسی سلسلہ میں گفتگو کروں گا۔" فیاض نے کہا اور سگریٹ سلگانے لگا۔

عمران منتظر رہا! فیاض جب کافی مقدار میں دھواں پھیپھڑوں سے خارج کر چکا تو بھرائی ہوئی آواز میں آہستہ سے بولا۔ "میں جب ان لوگوں کے متعلق چھان بین کر رہا تھا اسی دوران میں مجھے ان لوگوں کے متعلق معلوم ہوا جو ایک دوران میں سانپوں کا شکار ہوتے تھے! اوہو آنکھیں نہ نکالو... میں دراصل انہیں لوگوں کے متعلق بتاؤں گا جو گینڈوں کے شکار ہوتے تھے۔"

"یار بتاؤ بھی جلدی میرے پاس وقت بہت کم ہے۔"

"یہ سب پولیس کی بلیک لسٹ پر تھے۔"

"یعنی...!"

"پولیس کو ان پر شبہ تھا کہ وہ کسی نہ کسی غیر قانونی حرکت کے مرتکب ہو رہے ہیں!"

اور اس کے باوجود بھی یہاں کی پولیس قاتلوں کا پتہ نہیں لگا سکتی۔!

"ہاں!" فیاض نے ایک طویل سانس لی! چند لمحے خاموش رہا اور پھر بولا۔

"پولیس نے یہ معلوم کرنے کی کوشش کی تھی کہ مرنے والے ایک دوسرے سے کسی قسم کا تعلق رکھتے تھے یا نہیں!"

"پھر کیا نتیجہ نکلا۔"

"کچھ بھی نہیں!" فیاض سر ہلا کر بولا۔ "ان کا آپس میں تعلق نہیں ثابت ہو سکا! اسی طرح سانپوں کے شکار ہونے والوں میں کئی سزا یاب مجرم بھی تھے! لیکن اُن کا بھی آپس میں کوئی تعلق نہیں ظاہر ہو سکا تھا!"

"ارے پھر وہی سانپ۔"

"پوری بات سنو۔!" فیاض جھلا کر بولا۔

"میں نے آج تک کسی کی آدھی بات نہیں سنی! تم پوری لئے پھرتے ہو۔ خیر بتاؤ کہ پولیس کو کس غیر قانونی حرکت کا شبہ تھا اُن پر!"

"اُن میں کچھ ایسے تھے جن کے متعلق خیال کیا جاتا تھا کہ وہ اسمگلر ہیں۔"

"لیکن یہ ثابت نہیں ہو سکا تھا!" عمران نے پوچھا۔

"نہیں!"

"اچھی بات ہے!" عمران نے طویل سانس لی۔ "تمہارا کیا نظریہ ہے۔"

"میں تو یہی سمجھتا ہوں کہ گینڈوں اور سانپوں والے حادثات کا ایک دوسرے سے گہرا تعلق ہے۔"

"ارے چلو سانپ بھی ہضم کر لوں گا تمہارے لئے... مگر فی الحال یہاں سانپ زیر بحث نہیں ہیں!"

"پھر تم کیا پوچھنا چاہتے ہو!"

"وہی بڑے اور بچھڑے میں کیا فرق ہے..."

"میں بکواس سننے کے موڈ میں نہیں ہوں بہت وقت برباد ہو چکا ہے۔" فیاض جھلا گیا۔

"اچھا تو میں تمہیں صرف پانچ گھنٹے دیتا ہوں ایک آدمی کے متعلق معلومات فراہم کرو۔"

"نام اور پتہ بتاؤ۔" فیاض نے بیزاری سے کہا۔ "بہت وقت برباد ہو رہا ہے میری بڑی بدنامی ہو رہی ہے!"

"اسی لئے کہہ رہا تھا کہ ابھی کنوارے ہو! سرمہ لگا کر نکلا کرو باہر۔"

"اچھا تو میں چلا۔" فیاض جھٹکے کے ساتھ اٹھتا ہوا بولا۔

"ارے ٹھہرو! نام اور پتہ تو لکھتے جاؤ! اُس کا نام پی سندرم ہے۔ پیشہ وکالت... ہے"

دفعتاً عمران نے محسوس کیا کہ فیاض متحیر نظر آنے لگا ہے! اُس نے کہا!

"وہ لال باغ کے ساتویں بنگلے میں رہتا ہے۔!"

"تم اس کے متعلق کیا معلوم کرنا چاہتے ہو۔" فیاض کی آواز میں کپکپاہٹ تھی!

"تم اس کے متعلق کیا معلوم کر چکے ہو!" عمران نے اُسے گھورتے ہوئے پوچھا۔!

"اوہ۔ تو تم کافی حد تک آگے جا چکے ہو۔" فیاض نے ٹھنڈی سانس لی! لیکن اُس کے لہجے میں مسرت تھی۔"

"اب تم دیر کر رہے ہو!" عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

"میں اس سے مل چکا ہوں۔" فیاض بولا۔ "اُس نے ابھی حال ہی میں رپورٹ درج کرائی کہ اسے چند نامعلوم آدمیوں کی طرف سے خدشہ ہے کہ وہ اسے مار ڈالیں گے۔"

"گینڈوں والے حادثات شروع ہونے سے پہلے یا بعد کو۔" عمران نے پوچھا۔

"وہ قتل ہو چکے تھے۔" فیاض نے جواب دیا۔ "اس کا بیان ہے کہ اسے دھمکیوں والے خطوط مل رہے ہیں لیکن وہ خود اُن خطوط کے لکھنے والوں سے ناواقف ہے۔"

"تم نے خطوط دیکھے ہیں۔" عمران نے پوچھا۔

ہاں! اور وہ کسی ایک آدمی کے لکھے ہوتے نہیں معلوم ہوتے انداز تحریر میں فرق ہے! اور دوسری دلچسپ بات یہ ہے کہ اس زمانے میں بھی اُس نے ایسی ہی ایک رپورٹ درج کرائی تھی جب مارگزیدہ لوگوں کی لاشیں مل رہی تھیں۔"

"اوہ! فیاض تم آج کل بہت اچھے جا رہے ہو! کیا سپرنٹنڈنٹ سے انسپکٹر بننے کا ارادہ ہے۔" فیاض کچھ نہ بولا۔! تھوڑی دیر بعد عمران نے کہا۔ "اچھا سوپر فیاض! اب میں تو چلا لیکن تم سندرم سے دور ہی دور رہنا۔ اب اُسے چھیڑنے کی ضرورت نہیں ہے!"

"کیوں؟"

"کھیل خراب ہو جائے گا۔"

"تم اُسے کس سلسلے میں چیک کر رہے ہو۔" فیاض نے پوچھا۔

"بس دیکھتے جاؤ! میں دراصل صفدر کی ضمانت کے لئے ایک آدمی گیری والٹن کوشش کر رہا ہے!"

"گڈ — ! ضمانت ہو جانی چاہیے۔"

"فیاض نے کچھ کہنا چاہا مگر پھر خاموش ہو گیا! غالباً وہ عمران کو ناراض نہیں کرنا چاہتا تھا!

پھر یہ ملاقات ختم ہو گئی! عمران سوچ میں کھویا ہوا آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا پارک سے باہر نکل رہا تھا! ایک بار پھر گروبر اس کے ذہن کی سطح پر ابھر آیا۔ گروبر ان لوگوں میں سے تھا جو بظاہر گینڈوں والے حادثات کے ذمہ دار تھے۔ وہ کسی بنا پر گروبر سے ناخوش ہو گئے اور انہوں نے اُسے ٹھکانے لگا دینا چاہا! مگر گروبر خود اپنی حکمت عملی سے بچ گیا اور پھر گروبر نے جو اندھیرے میں اس کی شکل نہیں دیکھ سکا تھا اپنی تیاہ گاہ کی حیثیت سے پی سندرم کے بنگلہ کا پتہ بتایا تھا! لیکن اسی رات بنگلے کی کمپاؤنڈ میں نظر آنے کے بعد سے پھر وہاں نہیں ملا تھا! بعد کی تفتیش سے معلوم ہوا کہ پی سندرم کے پڑوسیوں نے بھی کبھی وہاں کسی ایسے آدمی کو نہیں دیکھا تھا۔ جس کا حلیہ گروبر سے مطابقت رکھتا ہو! دوسری طرف پی سندرم نے رپورٹ درج کرائی تھی کہ کچھ نامعلوم آدمی اُسے جان سے مار ڈالنا چاہتے ہیں! فیاض کے بیان کے مطابق نہ تو اس نے کسی جان پہچان والے پر شبہ ظاہر کیا تھا اور نہ اپنے کسی دشمن ہی کا نام لیا تھا... یہ بھی نہیں بتایا تھا کہ آخر کوئی اسے دھمکیاں دے ہی کیوں رہا تھا۔

پھر فیاض کے بیان کے مطابق گینڈوں کے سلسلے میں قتل ہونے والے پولیس کی بلیک لِسٹ پر تھے! اس سے قبل کچھ لوگ سانپوں کے شکار ہوتے تھے اور وہ بھی ایسے ہی لوگ تھے جن پر پولیس نظر رکھتی تھی! اس دوران میں بھی پی سندرم نے رپورٹ درج کرائی تھی کہ وہ خطرے میں ہے اس وقت بھی اس نے کچھ خطوط پیش کئے تھے جن میں مار ڈالنے کی دھمکیاں تھیں۔ عمران سوچتا رہا لیکن کسی خاص نتیجے پر نہ پہنچ سکا۔ سب سے بڑا سوال یہ تھا کہ آخر

گروبر نے اُسے پی سُندرم کا پتہ کیوں بتایا تھا؟ اگر انہیں لوگوں کی طرف سے پی سندرم کو دھمکیاں مل رہی تھیں تو ایسی صورت میں جب کہ وہ لوگ خود گروبر کے دشمن ہو گئے تھے گروبر کو پی سُندرم کا نام بھی نہ لینا چاہیئے تھا... اس کے برعکس وہ والٹن کو بہ آسانی پھانس سکتا تھا۔ مگر کیا پی سندرم کا نام اس لئے لیا گیا تھا کہ وہ بھی کسی معاملے میں ملوث کر لیا جائے؟ یا پھر اس کا مقصد یہ تھا کہ پولیس پی سندرم کے ذریعہ مجرموں تک پہنچ جائے اور گروبر خود کو اس معاملے سے الگ ہی رکھے!

دوسری طرف گروبر کے ساتھی اِس بُری طرح گروبر کے چکر میں تھے کہ عمران نے انہیں بہ آسانی اُلّو بنا لیا تھا اور وہ اُس کی حماقت انگیز شخصیت پر اعتماد کرنے لگے تھے؟

یہ سب کیا تھا!

عمران کو فوری طور پر اس سوال کا جواب نہ مل سکا! بہرحال اب اس نے فیصلہ کر لیا کہ صدیقی کو والٹن اور لزی کی نگرانی کے لئے والگا ہوٹل میں ہی رکھے اور نعمانی کو پی سندرم کے پیچھے لگا دے۔

رات خاص خوشگوار تھی اور چونکہ یہ سنیچر کی رات تھی اس لئے ڈائننگ ہال کافی آباد تھا اور اسٹیج پر ایک رقاصہ تھرک رہی تھی! عمران نے چاروں طرف نظر دوڑائی کوئی میز خالی نہیں تھی۔ مگر لزی کی میز! وہ اپنی میز پر تنہا تھی۔ عمران کسی ہچکچاہٹ کے بغیر اُس کی طرف بڑھتا چلا گیا! لزی سگریٹ کے ہلکے ہلکے کش لے رہی تھی اور اس کے سامنے میز پر شیری کی بوتل رکھی ہوئی تھی اس نے نیم وا آنکھوں سے عمران کی طرف دیکھا اور ہلکی سی مسکراہٹ اُس کے ہونٹوں پر پھیل گئی! "بیٹھو... بیٹھو" اس نے کہا "تم کہاں تھے... میں تمہارے لئے کتنی بے چین تھی ڈیئر... ذرا شراب انڈیلو تمہاری

عدم موجودگی میں سرور بھی نہیں ہوتا..."

عمران بڑے سعادتمندانہ انداز میں اس کے لئے شراب انڈیلنے لگا۔ اور وہ بڑبڑاتی رہی "جب سے میں نے تمہیں دیکھا ہے... نہ جانے کیوں ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے میں تمہارے بغیر زندہ نہ رہ سکوں گی!"

عمران نے گلاس اُس کے آگے کھسکا دیا اور وہ بولی "مگر پیارے یہ بہت بُری بات ہے کہ تم شراب نہیں پیتے!"

"میرے ڈیڈی کہتے ہیں کہ شادی سے پہلے شراب نہ پینی چاہیئے" عمران نے بسور کر جواب دیا۔

"تمہارے ڈیڈی ناسمجھ ہیں۔ تمہیں ڈیڈی کی نصیحت پر عمل کرنا چاہیئے"

"کروں گا... شش... شادی... کے بعد!" عمران نے کہا اور پھر جھینپ کر سر جھکا لیا اور اس کے کانوں کی لویں تک سُرخ ہو گئیں۔

"ہے... ہے... کتنے پیارے ہو تم...!" وہ اس کا ہاتھ دبا کر مسکرائی اور عمران اِس طرح کانپنے لگا جیسے مَری لگ کر بخار چڑھ آیا ہو!

لزی ہنس پڑی اور اس نے اس کا شانہ تھپتھپا کر کہا! "ہم دونوں کی زندگی بڑی خوشگوار گزرے گی... مگر دیکھو اب تم مجھے اطلاع دیئے بغیر کہیں نہ جایا کرو۔ میں پریشان ہو جاتی ہوں!"

"ارے بس کیا بتاؤں! عمران نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا "زیادہ دور جانے کا ارادہ نہیں تھا! مگر وہ مل گیا! اس نے کہا کہ میں تمہیں ایک خط دے رہا ہوں تم اسے مسٹر بندرم کے پاس لے جاؤ! وہ تمہارے بھائی کی ضمانت کرا دیں گے وکیل ہیں"

لزی نے گلاس ہاتھ سے رکھ دیا اور پلکیں جھپکاتی ہوئی اس کی طرف دیکھنے لگی!

"کون مل گیا تھا" اس نے پوچھا۔

"ارے وہی!" عمران نے لاپرواہی سے کہا "جس نے مجھے تم لوگوں کے پیچھے لگایا تھا! اور وہ لال باغ کے ساتویں بنگلے میں وہ جو ایک وکیل رہتا ہے نا... کیا نام ہے... مسٹر بندرم... یا ڈنڈرم... نام ٹھیک سے یاد نہیں"

"اوہ... تو اس نے تمہیں وہاں بھیجا تھا!" لزی کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ہاں۔ کیا کرتا جانا ہی پڑا۔ میں اپنے بھائی کے لئے جان بھی دے سکتا ہوں یہ اس کی ضمانت کا معاملہ تھا"

"پھر تم نے اُس وکیل سے کیا گفتگو کی"

"خط جو لفافے میں بند تھا لے جا کر اُسے دے دیا۔ اس نے خط پڑھ کر میری بڑی آؤ بھگت کی! ایک بوتل کوکا کولا کی پلائی اور پھر سگریٹ پیش کی... مگر تم جانتی ہو کہ مجھے تمباکو بھی پسند نہیں ہے!"

"میں پوچھتی ہوں اس سے گفتگو کیا ہوئی تھی!"

"بس یہی کہ آج کل موسم بڑا اچھا جا رہا ہے۔ اس موسم میں اگر گوبھی کھائی جائے تو چقندر جیسے بچے پیدا ہو سکتے ہیں! اور اگر شکر قند۔!"

"اوہ۔!" لزی نے دانت پیس کر میز پر مکا رسید کیا "میں پوچھتی ہوں بھائی کی ضمانت کے متعلق کیا گفتگو ہوئی تھی۔

"ارے یہی تو اب میں سوچ رہا ہوں کہ اس کے متعلق کوئی گفتگو کیوں نہیں ہوئی تھی!"

"تم عجیب آدمی ہو! میں ہیز اٹ دوں گی" لزی جھلا گئی "نہیں... بتاؤ آخر اُس نے اس کے متعلق کوئی گفتگو کیوں نہیں کی تھی" عمران نے اس کے غصے کو نظر انداز کر دیا۔

لزی اُسے گھورتی ہوئی اپنا نچلا ہونٹ چبانے لگی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ غصہ ضبط کرنے کی کوشش کر رہی ہو! عمران بے تعلقانہ انداز میں اِدھر اُدھر دیکھتا رہا.... شاید وہ یہ ظاہر کرنا چاہتا تھا کہ اسے بات کرتے کرتے بھول جانے کی عادت ہے!

"اے... اِدھر دیکھو!" لزی نے اسے مخاطب کیا۔ "تم نے اس سے کیا باتیں کی تھیں؟"

"میں نے اس سے کہا تھا کہ میں سمندر میں بھی گھوڑا دوڑا سکتا ہوں۔ اس پر وہ خوب ہنسا تھا! پھر تمہارا تذکرہ چھڑ گیا تھا! ارے اف فوہ اب یاد آیا۔"

عمران خاموش ہو کر پیچ و تاب کھانے لگا ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے کوئی ایسی بات یاد آگئی ہو جس پر اُسے غصہ آنا چاہیئے۔

"کیا یاد آیا؟"

"ارے اس اُلّو کے پٹھے نے کہا تھا کہ میں تم سے ہوشیار رہوں تم دراصل ایک ایسے آدمی سے محبت کرتی ہو جو اپنے چہرے پر سیاہ نقاب ڈالے رہتا ہے! مجھے اس پر غصہ آگیا اور میں نے اُسے بُرا بھلا کہا! بس پھر میں بھول ہی گیا کہ میں اس کے پاس کس لئے گیا تھا!"

لزی کے ہونٹ خفیف سے کھل گئے تھے اور چمکدار دانتوں کی قطار کا کچھ حصہ بڑے دلکش انداز میں جھانکنے لگا تھا۔ آنکھوں سے تحیّر زدگی مترشح تھی۔!

"میں اسے مار ڈالوں گا!" عمران نے کہا۔ "بس تم اتنا کہہ دو کہ اس نے جھوٹ کہا تھا۔"

"میں اسے جانتی ہی نہیں! پتہ نہیں وہ کون ہے اور اس نے کیوں ایسی لغویات کہی تھیں!"

"اچھی بات ہے تو میں اُسے دیکھ لوں گا"

"پتہ نہیں تم کن اُلٹے سیدھے آدمیوں سے ملتے پھرتے ہو۔" لزی نے شکایت آمیز لہجے میں کہا۔ "میں کہتی ہوں کہ یہ لوگ میرے اور تمہارے تعلقات خراب کرا دیں گے۔"

"ارے واہ۔ مرگئے کرانے والے... میں گدھا تو نہیں ہوں کہ ان کی باتوں میں آجاؤں گا۔"

"اوہو! ٹھہرو! میں ابھی آئی... زیادہ سے زیادہ دس منٹ لگیں گے میری ایک دوست آنے والی تھی۔ ذرا دیکھ لوں وہ پارک میں تو نہیں ہے! تم یہیں بیٹھنا اگر کہیں گئے تو میں خفا ہو جاؤں گی... آں...!"

وہ عمران کا دایاں گال سہلاتی ہوئی اٹھ گئی۔

عمران نے آنکھوں کی جنبش سے سارجنٹ نعمانی کو اشارہ کیا، جو ہال کے ایک گوشے میں بیٹھا اسی کی طرف دیکھ رہا تھا۔ لزی دروازے کے قریب پہنچ چکی تھی۔ نعمانی بھی اُٹھا اور وہ بھی اُس کے بعد ہی باہر چلا گیا۔

پھر عمران کو تقریباً بیس منٹ تک بیٹھنا پڑا۔ اس کے بعد لزی واپس آگئی وہ بہت خوش نظر آ رہی تھی! اس نے کہا۔ "میری دوست نہیں آئی لیکن اس کا ملازم پیغام لایا ہے کہ میں خود اس کی کوٹھی میں پہنچ جاؤں۔ وہاں خاصی تفریح رہے گی کیونکہ اس نے ایک پیشہ ور شعبدہ باز کو آج رات کے لئے انگیج کیا ہے! تم بھی چلو میرے ساتھ... چلو گے نا؟"

"ضرور چلوں گا!" عمران بچگانہ انداز میں خوش ہو کر بولا۔ "شعبدہ باز... ہاہا... مجھے بڑا مزا آتا ہے بازی گری دیکھ کر... مگر ذرا لباس تبدیل کر لوں اس وقت ٹھنڈک کچھ بڑھ گئی ہے۔"

اپنے کمرے کی طرف روانہ ہوگیا پھر وہ قفل کھولنے کے لئے جھکا ہی تھا کہ نعمانی آگیا!

دونوں اندر داخل ہوتے عمران نے دروازہ بند کیا۔

"وہ آپ کو کہیں لے جائے گی۔" نعمانی نے آہستہ سے کہا۔ "اس نے باہر ٹیلیفون بوتھ میں کسی سے آپ کے متعلق گفتگو کی تھی اور پھر شاید دوسری طرف سے کہا گیا تھا کہ وہ آپ کو کہیں لے جائے۔"

"اس نے میرے متعلق کیا گفتگو کی تھی۔"

"یہی کہ گروبر آپ کو ملا تھا اور ایک خط دے کر سندرم نامی کسی آدمی کے پاس بھیجا تھا..." نعمانی نے کہا اور قریب قریب وہی سب کچھ دہرا دیا جو عمران نے لزی سے کہا تھا۔

"اچھی بات ہے تو میں جاؤں گا اس کے ساتھ... اور تم دونوں... نظر رکھنا لیکن اُسے تعاقب کا احساس نہ ہونے پائے یعنی اگر ہم کسی ایسے ویران راستے پر جا رہے ہوں جہاں ٹریفک نہ ہو تو تم قطعی تعاقب نہ کرنا! کیونکہ میں اُن کے ہوشیار ہو جانے کا خطرہ نہیں مول لے سکتا۔"

"لیکن اگر آپ تنہا کسی مصیبت میں پڑ گئے تو...؟"

"اس کی پروا نہ کرو۔"

نعمانی سر ہلا کر رہ گیا۔

.....

لزی اور والٹن طویل راہداری میں کھڑے آہستہ آہستہ گفتگو کر رہے تھے۔

"میرا خیال ہے کہ اس طرح چیف گروبر کو شکار کرنا چاہتا ہے۔" والٹن نے کہا۔

"کیسے۔؟"

"مجھے یقین ہے کہ گروبر اس احمق پر ہر وقت نظر رکھتا ہوگا! لہٰذا ہو سکتا ہے کہ وہ ہمارا تعاقب کرے۔"

"ممکن ہے۔" لزی کچھ سوچتی ہوئی بولی۔ "چلو اب ہمیں جلدی کرنی چاہیئے۔"

وہ ڈائننگ ہال میں آئے اور یہاں عمران کو اپنا منتظر پایا۔

"چ... چلو...!" عمران نے کپکپاتی ہوئی آواز میں کہا۔ "اتنی دیر کر دی تم لوگوں نے اگر وہ دو چار شعبدے دکھا چکا ہوگا! تو مجھے بڑا افسوس ہوگا۔"

باہر آکر والٹن نے آہستہ سے لزی سے کہا۔ "اوہ... وہ دیکھو... — وہ گاڑی آئی ہے جس کا باڈی ساؤنڈ پروف ہے غالباً ہمیں اسے ساؤنڈ پروف حصے ہی میں بٹھانا ہوگا! یہ گاڑی بھیجنے کا تو یہی مقصد ہو سکتا ہے۔

عمران ان سے کچھ فاصلے پر تھا اس لئے شاید وہ ان کی کوئی گفتگو نہیں سن سکا تھا! بہرحال وہ سیاہ رنگ کی ایک بڑی سی وین کے قریب پہنچ

والٹن نے اُس کا پچھلا حصہ کھولا۔ اندر روشنی تھی، اور وہ ایک چھوٹا سا آرام دہ کمرہ ہو رہا تھا! لزی نے عمران سے کہا کہ وہ اندر بیٹھ جائے خود وہ آگے والٹن کے ساتھ بیٹھے گی۔ عمران بے چون و چرا اندر بیٹھ گیا! والٹن نے دروازہ بند کر دیا۔ پھر وہ دونوں اگلی سیٹ پر ڈرائیور کے پاس آ بیٹھے۔ وین چل پڑی! لیکن وہ دونوں خاموش تھے شاید ڈرائیور کی موجودگی میں کسی قسم کی گفتگو نہیں کرنا چاہتے تھے!

تھوڑی دیر بعد گاڑی ایک ویران راستے پر مڑ گئی! چونکہ وہ چڑھائی پر تھی۔ اس لئے رفتار دھیمی ہو گئی تھی! سڑک کے دونوں جانب اونچی اونچی چٹانیں تھیں! جب کسی موڑ پر یک بیک اُن پر گاڑی کے ہیڈ لیمپس کی روشنی پڑتی تو ایسا معلوم ہوتا جیسے وہ اونگھتے اونگھتے چونک پڑے ہوں!

کچھ دیر بعد گاڑی لکڑی کے چھوٹے سے مکان کے سامنے رک گئی! یہاں بھی گہرا اندھیرا تھا۔ البتہ مکان کی چھوٹی چھوٹی کھڑکیوں میں مدھم سی روشنی دکھائی دے رہی تھی! والٹن اور لزی بڑے اطمینان سے نیچے اترے اور کچھ دیر تک اُن میں سرگوشیاں ہوتی رہیں پھر والٹن نے گاڑی کی پشت پر آ کر دروازہ کھولا لیکن دوسرے ہی لمحہ میں اس کے حلق سے ایک تحیر زدہ سی آواز نکلی... کیونکہ گاڑی خالی تھی اور عمران کا پتہ نہ تھا لزی بھی آگئی اور وہ بھی والٹن ہی کی طرح آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر گاڑی کے اندر دیکھنے لگی۔ دفعتاً لکڑی کے مکان سے کسی کی غراتی ہوئی سی آواز آئی۔

"کیوں کیا ہو رہا ہے۔"

دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور مضبوطی سے ہونٹ بند کئے

ہوئے بے حس و حرکت کھڑے رہے۔

ہلکی سی چرچراہٹ کے ساتھ مکان کا دروازہ کھلا اور قدموں کی آواز آئی! جو اُن سے قریب ہوتی گئی! اور پھر آنے والا اُن کے پاس پہنچ کر رک گیا!

"کیا بات ہے... !" آنے والے نے پوچھا۔

"وہ تو... نن... نہیں ہے... جناب!" لزی ہکلائی۔

"کون نہیں ہے۔ !"

"وہی احمق آدمی اُسے ہم لائے تھے؟"

"والٹن۔" آنے والا غرایا۔ "یہ کیسے ہوا؟"

"میں کیا بتاؤں چیف! خود میری سمجھ میں بھی نہیں آ رہا! میں نے خود ہی اُسے اندر بٹھایا تھا اور اُس کے متعلق یہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ وہ راستے ہی میں کہیں اتر جائے گا۔! ایک جگہ بھی تو گاڑی نہیں روکی گئی تھی!"

"کیا تمہیں یقین ہے کہ تمہارا تعاقب نہ کیا گیا ہوگا۔"

"مجھے یقین ہے چیف! کیونکہ میں اس معاملے میں ضرورت سے زیادہ محتاط رہا تھا۔"

"خیر اندر آؤ۔" آنے والا مکان کی طرف مڑتا ہوا بولا۔ "اگر وہ چڑھائی شروع ہونے کے بعد اترا ہے تو ذرا ہی سی دیر میں اسے یہاں آنا پڑے گا کیونکہ چڑھائی شروع ہونے کے بعد سے ہر موڑ پر میرا کوئی نہ کوئی آدمی موجود رہتا ہے! اور اس سے گذرنے والے اجنبیوں کو یقینی طور پر چیک کیا جاتا ہے خواہ وہ کسی وقت اِدھر سے گذرے۔" وہ لکڑی کے مکان میں داخل ہوئے ان کے پیچھے گاڑی کا ڈرائیور بھی تھا۔

مکان اندر سے بھی خستہ حال ہی تھا! ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے اُسے زیادہ استعمال نہیں کیا جاتا! وہاں دو آدمی اور بھی موجود تھے!

"کیوں۔ والٹن" نقاب پوش والٹن کی طرف مڑ کر غرایا۔ "گرد بر پر تم نے کس کے حکم سے حملہ کیا تھا۔"

"اُس کی نیت خراب تھی چیف! اس لئے میں نے سوچا۔"

"تم نے کچھ نہیں سوچا! تم میں کچھ سوچنے کی صلاحیت ہی نہیں۔" والٹن نے سر جھکا لیا۔

"بولو خاموش کیوں ہو گئے۔"

"اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ آپ باز پُرسی کریں گے تو شاید... !"

"ہاہا۔" نقاب پوش نے قہقہہ لگایا۔ "کیوں والٹن میں اس وقت تمہیں ایک کھلی ہوئی کتاب کی طرح نہیں پڑھ سکتا! کیا تم نے لزی کے لئے گرد بر کو قتل نہیں کرنا چاہا تھا! تم نہیں پسند کرتے تھے کہ لزی کو تمہارے علاوہ اور کوئی چاہے۔ !"

"ٹھہرو۔" دفعتاً دروازے کی طرف سے آواز آئی وہ چونک کر اُدھر مڑے دروازے کے سامنے ایک نقاب پوش کھڑا تھا اس کے ہاتھ میں ریوالور تھا جس سے وہ ان سبھوں کو کور کر رہا تھا۔

"والٹن..." نئے آنے والے نقاب پوش نے کہا۔ "لو دیکھو آخر اس وقت میں نے چور پکڑ ہی لیا اگر مجھے ذرا بھی دیر ہو جاتی تو یہ تمہیں قتل کر کے لزی کو زبردستی اٹھالے جاتا۔"

وہ سب حیرت سے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر نووارد نقاب پوش کو دیکھ رہے تھے کیونکہ اس کی آواز اور دوسرے نقاب پوش کی آواز میں ذرہ برابر فرق

نہیں تھا! لہجہ تک یکساں تھا۔

"تم کون ہو۔" پہلے نقاب پوش نے گرج کر پوچھا۔

"میں وہ ہوں جس کی آواز اور لہجے کی تم نے نقل اتارنے کی کوشش کی ہے۔"

نئے آنے والے نقاب پوش نے کہا اور پھر والٹن سے بولا۔ "والٹن اسے پکڑ کر رسّی سے جکڑ دو!... ارے کیا تم نے اسے ابھی تک نہیں پہچانا... یہ گرد بر ہے... میرے بھیس میں تمہاری گردن کاٹنے آیا ہے۔ ذرا اس کے چہرے سے نقاب تو ہٹاؤ۔ حقیقت خود ہی تم پر منکشف ہو جائے گی چلو میں تمہیں حکم دیتا ہوں... ہمارا سب سے بڑا دشمن اپنی حماقت سے ہمارے جال میں آگیا ہے... پکڑو۔"

والٹن پہلے نقاب پوش کی طرف بڑھا۔ اور اس نے بھی ریوالور نکال لیا۔

"پیچھے ہٹو۔ ورنہ گولی مار دوں گا۔" پہلا نقاب پوش دہاڑا۔

"تم سب ہٹ جاؤ۔" نئے آنے والے نقاب پوش نے ہنس کر کہا۔ "میں دیکھ لوں گا۔"

وہ سب اِدھر اُدھر ہٹ گئے۔ اب دونوں نقاب پوش ایک دوسرے کے مقابل تھے! دفعتاً پہلے نقاب پوش کے ریوالور سے شعلہ نکلا... اور نیا آنے والا نقاب پوش اچھل کر دیوار سے جا ٹکا اس کا بایاں ہاتھ سینے پر تھا اور داہنا ہاتھ نیچے جھول گیا تھا! وہ ہولے ہولے کراہنے لگا! ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے تکلیف کی زیادتی کی وجہ سے حلق سے آواز ہی نہ نکل رہی ہو۔!

پہلے نقاب پوش نے فاتحانہ انداز میں قہقہہ لگایا پھر بڑبڑاتا ہوا دوسرے نقاب پوش کی طرف بڑھا۔ "دیکھ لیا تم نے یہ ہمارے دشمنوں میں سے کوئی

ہے! اب میں تمہیں اس کا چہرہ دکھاؤں گا" اُس نے اپنا ریوالور جیب میں ڈال کر دونوں ہاتھ نووارد نقاب پوش کے چہرے کی طرف بڑھائے جس کے متعلق یہی کہا جا سکتا تھا کہ اس کا دم اکھڑ رہا ہے! کیونکہ اس کے بار بار سکڑتے اور پھیلتے ہوئے ہونٹوں سے گھٹی گھٹی سی سسکیاں منتشر ہو رہی تھیں۔

لیکن غیر متوقع طور پر اچانک دوسرے نقاب پوش کی لات اُس کے پیٹ پر پڑی اور ایک بے ساختہ قسم کی چیخ کے ساتھ دوسری طرف الٹ گیا! ساتھ ہی دوسرے نقاب پوش نے اس پر چھلانگ بھی لگائی اور اُس پر اس طرح جا گرا جیسے کوئی باز کسی چھوٹے سے پرندے کو چھاپ کر بیٹھ جاتا ہے پہلا نقاب پوش اس کی گرفت سے نکلنے کی کوشش کرنے لگا۔

"آؤ ـــ والٹن . . . قریب آؤ . . . گرویر کی شکل دیکھو! جو آواز بدل کر تمہیں دھوکہ دینے کی کوشش کر رہا تھا" دوسرے نقاب پوش نے ہنس کر کہا! اس نے اپنی بائیں کلائی پہلے نقاب پوش کی گردن پر جما دی تھی اور داہنے ہاتھ سے اس کا نقاب نوچ رہا تھا۔!

"گرویر ـــ ہے" بیک وقت سبھوں کی زبان سے نکلا۔

"میں تمہارا چیف ہوں ـــ میں تمہارا چیف ہوں" گرویر گھٹی گھٹی سی آواز میں چیخ رہا تھا!

"اس لئے ہم تمہاری بوٹیاں اڑا دیں گے" والٹن غرایا . . . پھر اس نے دوسرے نقاب پوش سے کہا "چیف اسے ہمارے حوالے کر دیجئے! ہم اس کے جسم کا ریشہ ریشہ الگ کریں گے"

"نہیں فی الحال اسے رسی سے جکڑ دو! اس سے بہت کچھ معلومات حاصل

کرنی ہیں۔ تم سمجھتے ہی ہو! اس کے بعد پھر یہ تمہارا ہے!"

گرویر دیوانوں کی طرح چیختا رہا! لیکن اُسے رسیوں سے جکڑ ہی دیا گیا والٹن کہہ رہا تھا۔

"اُف ـــ فوہ . . . چیف! یہ سور واقعی بڑا چالاک ہے! پہلے اس نے ایک بیوقوف آدمی کو ہمارے پیچھے لگایا اور اُسے سکھا دیا کہ وہ کسی وقت خود کو ہم پر ظاہر کر دے پھر اس کا حلیہ ہمیں بتائے کہ اسی نے اس کو ہمارے پیچھے لگایا تھا! مجھے گرویر کی تلاش تھی میں دھوکا کھا گیا! میں نے سوچا یہ احمق اچھا پھنسا ہے اسی کے ذریعے گرویر تک پہنچ جاؤں گا! لیکن یہ تو اس وقت معلوم ہوا کہ اس احمق نے ہمیں اچھی طرف بیوقوف بنایا ہے چونکہ ہمیں یہاں لا کر پھنسایا تھا اس لئے خود راستے ہی سے غائب ہو گیا مگر جناب تو کیا اس دوران میں یہ گرویر ہی ہم سے فون پر گفتگو کرتا رہا تھا"

"قطعی" دوسرے نقاب پوش نے کہا "میں نے اس کا موقع دیا تھا تاکہ یہ بہ آسانی میری گرفت میں آ سکے۔ یہ چونکہ میری آواز کی کامیاب نقل اتار سکتا تھا اس لئے اس نے سوچا کہ مجھے ٹھکانے لگا کر خود میری جگہ لے لے! اور میں والٹن تمہارا شکر گذار ہوں کہ تمہاری ذہانت نے اس کے ناپاک ارادے تاڑ لئے تھے!"

"یہ فراڈ ہے۔ یہ فراڈ ہے" گرویر حلق پھاڑ پھاڑ کر چیختا رہا۔ مگر وہ لوگ قہقہے لگا رہے تھے۔!"

"اچھا اب اسے لے چلو . . . شہر میں تمہیں اس کا نیا تماشا دکھاؤں گا اور شاید آج تم میری شخصیت سے بھی واقف ہو جاؤ"

وہ اسی وین میں بیٹھ گئے جس میں والٹن اور لزی عمران کو لائے تھے! لزی، والٹن اور نقاب پوش اگلی نشست پر تھے، والٹن ڈرائیو کر رہا تھا! بقیہ لوگ قیدی نقاب پوش سمیت پچھلے حصے میں تھے۔

ریلوے اسٹیشن کے قریب اس نے والٹن سے گاڑی روکنے کو کہا!

"میں ذرا ٹیلیفون بوتھ سے ایک کال کروں گا۔ تم ٹھہرو!" وہ گاڑی سے اتر کر اندھیرے میں غائب ہو گیا۔

"پتہ نہیں کیا ہونے والا ہے" لزی بڑبڑائی "میرا دل بہت الجھ رہا ہے"

"یہ چیف واقعی بہت حیرت انگیز ہے" والٹن بولا! لزی نے پھر کچھ نہیں کہا! تھوڑی دیر بعد نقاب پوش پھر واپس آ گیا۔ لیکن اس کے باوجود بھی ان کی روانگی نہیں ہو سکی! نقاب پوش نے بتایا کہ اُس نے جسے فون کیا تھا وہ یہیں آ رہا ہے۔! لہٰذا اس کا انتظار کرنا پڑے گا۔!

والٹن اور لزی خاموش رہے۔ نقاب پوش نے کہا "کیوں والٹن؟ اگر تم لزی سے شادی کر لو تو کیا حرج ہے"

"حرج تو نہیں ہے جناب! مگر ایک میری خواہش سے کیا ہوتا ہے!"

وہ تھوڑی دیر تک اس مسئلے پر گفتگو کرتے رہے! نقاب پوش لزی کو سمجھاتا رہا کہ اُسے والٹن سے شادی کر لینی چاہیئے ـــ لزی پہلے تو باقاعدہ طور پر بحث کرتی رہی۔ پھر پیچھا چھڑانے کے لئے بولی۔

"یہ مسئلہ یوں رواداری میں نہیں طے ہو سکتا! میں اس پر غور کروں گی . . . جناب . . . اور . . . چونکہ!"

لیکن وہ اس سے آگے نہ کہہ سکی! کیونکہ اس نے اچانک وین کو مسلح پولیس کے نرغے میں دیکھا! رائفلیں ان کی جانب اٹھی ہوئی تھیں۔

"ارے یہ کیا ہوا . . ." والٹن کی زبان سے بے ساختہ نکلا اور ساتھ ہی اس کا ہاتھ جیب کی طرف جانے لگا۔!

"نہیں ـــ" نقاب پوش نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا "تمہاری شادی لزی کے ساتھ ضرور ہوگی! مگر اُسی صورت میں جب کہ تم دونوں وعدہ معاف گواہ بن جاؤ"

دفعتاً ایک آدمی گاڑی کے قریب آ گیا اور نقاب پوش والٹن سے بولا۔

"ان سے ملو! والٹن ـــ یہ ہیں سینٹرل کے کیپٹن فیاض! معقول آدمی ہیں! تمہاری شادی میں حارج نہیں ہوں گے"

کیپٹن فیاض کے پیچھے کھڑے ہوتے انسپکٹر نے ہتھکڑیوں کا جوڑا والٹن کے ہاتھوں میں ڈال دیا۔ پھر دوسری ہتھکڑیاں نقاب پوش کی طرف بڑھائیں۔!

"نہیں ـ!" کیپٹن فیاض نے کہا "عورت کے ہاتھوں میں لگاؤ۔

"نہیں کیوں؟" والٹن غرایا "یہ ہمارا چیف ہے ملک کا ایک بہت بڑا اسمگلر ـــ"

"تم دھوکا کھا گئے والٹن" نقاب پوش نے قہقہہ لگایا "میں پرنس سندرم ایڈووکیٹ ہوں"

"تب تم میرے چیف سے بھی بڑے اسمگلر ہو! اس سے زیادہ ذلیل ہو ـــ" والٹن کی آواز کانپ رہی تھی تب نقاب پوش نے

کیپٹن فیاض سے کہا "سن لیا تم نے اب نہ کہنا کہ مجھ سے حماقت سرزد ہوئی ہے!"

"تم آخر ہو کون!" لڑکی جھلائے ہوئے لہجے میں چیخی۔

"آہا۔ میں! میں وہی مظلوم احمق ہوں! جسے تم اور زیادہ احمق بنانا چاہتی تھیں!" نقاب پوش نے چہرے سے نقاب ہٹا دی۔

لڑکی اور والٹن کی آنکھیں حیرت سے پھٹی رہ گئیں! وین کے پچھلے حصے میں دوسروں کے بھی ہتھکڑیاں لگ رہی تھیں! دفعتاً گروبر کی آواز آئی۔

"دیکھ لیا مردود تم نے اپنی حماقت کا نتیجہ۔ ۔ بکتو! تم اندھے ہوگئے تھے!"

"والٹن ڈیئر۔" احمق نے ہنس کر کہا "گروبر ٹھیک کہہ رہا ہے! وہی حقیقتاً تمہارا چیف تھا اور تمہارے درمیان معمولی کارکنوں کی حیثیت سے رہتا تھا! اگر وہ تمہارا چیف نہ ہوتا تو اس طرح تمہارے ہاتھوں سے بچ نہ نکلتا!"

"وہ کوئی بھی ہو! مجھے اس سے نفرت ہے!" والٹن غرایا۔

"بس پھر سرکاری گواہ بن جاؤ۔"

"یقیناً بنوں گا۔"

"اچھا سوپر فیاض۔ اب مجھے اجازت دو۔" عمران ہاتھ ہلا کر بولا۔

"آج رات پھر مجھے یہ سوچنا ہے کہ مجھے بھنڈی کا سالن کیوں اچھا نہیں لگتا جب کہ بھنڈی پر لوگوں نے پوری پوری کتابیں لکھ ڈالی ہیں۔ ۔ ۔ ٹاٹا"

———

دوسری صبح عمران دیر تک نہ سو سکا! کیونکہ فیاض نازل ہو گیا تھا! اس کے ساتھ صفدر بھی تھا۔

"تمہارا ہی خیال صحیح نکلا۔" فیاض نے کہا "وہ گیندیں اس لئے پھینکی جاتی تھیں کہ گروبر کے آدمی ان پر اس طرح جھپٹیں کہ مقتول اُن کے نرغے میں آجاتے وہ اُسے ختم کریں اور صاف نکل جائیں بھیڑ بھاڑ میں یہ بھی نہ معلوم ہو سکے کہ حملہ آور کون تھا! مارے جانے والے پی سندرم کے آدمی تھے! پی سندرم کو بھی میں نے گرفتار کر لیا ہے اور اب پولیس اسمگل کئے ہوئے ذخیروں پر چھاپے مار رہی ہے! اب تک کروڑوں کا مال برآمد ہوا ہے گروبر اور سندرم بہت عرصے سے اسمگلنگ کرتے آتے ہیں۔ مگر پی سندرم بھی مخالف گروہ کے سرغنہ کی شخصیت سے واقف نہیں تھا سندرم صرف اسمگلر تھا لیکن اُس میں جوڑ توڑ کی صلاحیت نہیں تھی! اس لئے گروبر کے ہاتھوں ہمیشہ پٹتا رہا! اور ہاں وہ سانپوں والا معاملہ بھی انہی لوگوں سے تعلق رکھتا تھا۔ وہ بھی سندرم ہی کے آدمی تھے! اور وہ کسی کا زہر نہیں تھا بلکہ گروبر کے آدمیوں نے حقیقتاً زہریلے قسم کے سانپ پال رکھے تھے اور سانپوں سے ڈسوا کر ان کی لاشیں سڑکوں پر پھنکوا دیتے تھے! والٹن نے سب کچھ بتا دیا ہے مگر وہ عورت زبان نہیں کھولتی اس نے سرکاری گواہ بننے سے انکار کر دیا ہے۔ وہ کہتی ہے کہ اگر گروبر ہی ہمارا چیف تھا تو اس کے لئے میں جان بھی دے سکتی ہوں۔"

"وہ عورت ہے" عمران نے ٹھنڈی سانس لی اور خاموش ہو گیا پھر تھوڑی دیر بعد

بولا "حالانکہ یہی عورت ایک بار گروبر کو قتل کرا دینے کی کوشش کر چکی ہے! اور گروبر پر دوبارہ ہاتھ ڈالنے ہی کے لئے وہ مجھ سے قریب ہو گئی تھی۔ ۔ مگر اب وہ گروبر کے لئے جان بھی دے سکتی ہے۔"

اس کے بعد عمران کو پوری کہانی دہرانی پڑی! فیاض سنتا رہا۔ جب عمران خاموش ہوا تو اس نے کہا "آخر یہ گروبر نے تمہیں پی سندرم کا پتہ کیوں بتا دیا تھا۔ جب کہ وہ اپنے مخالفوں کو بھی منظر عام پر نہیں آنے دینا چاہتا تھا۔"

"شاید اندھیرے میں وہ مجھے ہی پی سندرم سمجھا تھا! چونکہ یہ دونوں گروہ ایک دوسرے کی ٹوہ میں لگے رہتے تھے۔ لہٰذا اس وقت وہاں پی سندرم کی موجودگی بھی ناممکنات میں سے نہیں تھی اور پھر یہ دونوں گروہ ایک دوسرے کے آدمیوں کو توڑنے کی فکر میں بھی رہتے تھے۔ بہر حال میرا خیال ہے کہ گروبر نے اس وقت پتہ نہیں بتایا تھا بلکہ یہ جتایا تھا کہ میں تمہیں پہچان گیا ہوں۔"

"مگر تم تو کہتے ہو کہ گروبر تمہیں پی سندرم کے بنگلے کی کمپاؤنڈ میں بھی نظر آیا تھا۔"

"ہاں یہ تو اس کے لئے ایک شاندار موقع تھا! وہ پی سندرم کی ہمدردیاں حاصل کر کے اس کے قریب ہو جاتا اور قریب رہ کر زک دینا تو بہت آسان ہوتا ہے لیکن جب اسے معلوم ہوا کہ وہ غلط فہمی میں مبتلا تھا تو پھر وہاں ٹھہرنا ہی بیکار سمجھا ہو گا۔ ویسے اُسے یہ فکر ضرور تھی کہ آخر وہ کون تھا جس نے اس کی جان بچائی تھی۔"

"مگر آخر اس ہنگامے کی کیا ضرورت تھی۔" صفدر نے پوچھا "وہ خاموشی سے بھی اسے ختم کر سکتے تھے۔"

ایک میدان چھوڑ کر بھاگ جائے پہلے گروبر نے خاموشی ہی سے کام کیا تھا۔ مثلاً سانپ کاٹنے کی وارداتیں۔ لیکن سندرم اس کے مقابلے میں جما رہا! پھر گروبر نے کہا اچھا اب علانیہ بھری پڑی سڑکوں پر قتل ہوں گے! مقصد یہ تھا کہ سندرم دہشت زدہ ہو کر بھاگ نکلے ساتھ ہی گروبر یہ بھی چاہتا تھا کہ اصل معاملے کا علم پولیس کو نہ ہونے پائے! لہٰذا اس کے گروہ کی ایک عورت لڑکی سول ہسپتال سے متعلق ہو گئی تھی تاکہ اگر کوئی زخمی وہاں پہنچے تو پولیس کو بیان نہ دے سکے وہ اس سے پہلے ہی اُسے زہر دے دیتی تھی یا کوئی ایسی دوا جس سے اس کی ذہنی حالت ہی خراب ہو جاتے۔"

"مگر تم نقاب پوش کیسے بن بیٹھے تھے!" فیاض نے پوچھا۔

والٹن مجھے ایک وین میں لے گیا! اس کا دروازہ ایسا تھا کہ اندر سے بھی کھل سکتا تھا۔ جیسے ہی وین رُکی تھی میں اتر کر چٹانوں کی اوٹ میں ہو گیا تھا! پھر جب وہ سب لکڑی کے مکان کے اندر چلے گئے تو میں بھی باہر سے مکان کے اندر کا جائزہ لینے لگا! پوزیشن ایسی تھی کہ ایک تدبیر سوجھ ہی گئی۔ جیب سے نقاب نکالی اور شروع ہو گیا۔!"

"کچھ بھی ہو" فیاض مسکرایا "تم سے تو شیطان بھی پناہ مانگے گا۔"

پھر صفدر کی طرف دیکھ کر بولا "ارے کیا یہ کسی آدمی کا کام ہو سکتا ہے تنہا اتنے مجرموں سے نپٹنا . . . .

اور پھر ایسے حالات پیدا کرنا کہ وہ خود ہی اپنے سرغنہ کو پکڑ کر باندھ لیں۔ یہی نہیں بلکہ گرفتار ہونے کے لئے بھی خوشی خوشی اس کے ساتھ چلے آئیں۔

"کچھ بھی نہیں سوپر فیاض!" عمران مایوسانہ انداز میں سر ہلا کر بولا "یہ صرف ستاروں کے کھیل ہیں ورنہ بعض اوقات تو ایسی نا شر غلطیاں بھی ...

سوچ کر الجھن ہوتی ہے! مثلاً ایک بار ایک قسم کی گیس کے چکر میں پڑ کر بار
ہی بے دست و پا ہو گیا تھا اور ایک دوسرا آدمی صرف پندرہ منٹ تک سانس
روکے رکھنے کی بنا پر ماسٹر آف سچویشن بن گیا تھا! اب یہاں سانس روکنا تو کیا
ضرورت پڑنے پر اپنا معدہ بھی آنتوں سمیت کھینچ کر کاندھے پر لاد سکتا ہوں
مگر اسی وقت غفلت ہوگئی تھی! ذراسی لغزش جس نے مجھے خود اپنی نظروں
سے گرا دیا تھا۔"

"کیا قصہ تھا؟"

"قصہ سرکاری تھا ورنہ ضرور سنا دیا جاتا۔" عمران نے سر ہلا کر کہا
صفدر مسکرانے لگا! اور پھر وہ تینوں اٹھ کر ناشتے کے لئے ڈائننگ
ہال میں چلے گئے!

خـــتم شـــد

30۔ چار لکیریں

ابن صفی

اس وقت کیپٹن فیاض کی کھوپڑی ہوا میں اڑ گئی تھی۔ جب اس نے عمران کے ساتھ شہر کی ایک طوائف دیکھی۔ طوائف کو وہ اچھی طرح پہچانتا تھا کیونکہ ایک بار وہ منشیات کی تجارت کرنے والے ایک گروہ کے ساتھ پکڑی گئی تھی اور خود فیاض ہی نے اس کا بیان قلم بند کیا تھا۔

اب فیاض کو اپنی غلطی کا احساس ہوا مگر اب کیا ہو سکتا تھا۔ تیر کمان سے نکل چکا تھا۔ دعوت نامے پر مسٹر اور مسز عمران لکھ کر اس نے ایک بہت بڑی حماقت کا ثبوت دیا تھا۔ لکھا تھا یونہی مذاقاً اور اس خیال کے تحت کہ عمران اگر زیادہ موڈ میں ہوا تو روشی کو بھی ساتھ لیتا آئے گا۔ جس کی خوش مزاجی فیاض کو بے حد پسند تھی۔

دعوت نامے فیاض کی نگرانی میں بھجوائے گئے تھے اور عمران کے دعوت نامے پر اس کا نام اور پتہ فیاض ہی نے تحریر کیا تھا۔ یہ دعوت عمران اور فیاض کے مشترکہ دوست خان دلاور کی طرف سے دی گئی تھی۔

خان دلاور شہر کے بڑے سرمایہ داروں میں سے تھا اور زمانہ حصول علم کے چند سال اس نے عمران کے ساتھ انگلینڈ میں گزارے تھے اور اس کی باغ و بہار طبیعت کا بیحد مداح تھا۔

ہر سال وہ دسمبر کا مہینہ اپنی دیہی کوٹھی میں گزارتا تھا۔۔۔ تنہا نہیں بلکہ بے فکروں کی ایک بہت بڑی بھیڑ کے ساتھ۔۔۔۔ درجنوں دوست مدعو کئے جاتے جن کا قیام ایک مہنے تک اسی کوٹھی میں رہتا۔ مختلف اقسام کی تفریحات ہوتیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔ دن کا زیادہ حصہ سیر و سیاحت میں گزرتا

۔۔۔۔۔۔اور راتیں رانگ ورنگ کے لیے مخصوص ہوتیں۔شراب پانی کی طرح اٹھتی۔شہر کا سب سے مشہور آرکسٹرا ایک ماہ کے لیے انگیج کیا جاتا۔۔۔بہر حال سارا دسمبر کوکوٹھی کے اندر کا اکھاڑا بنی رہتی۔

02

خان دلاور تھا تو کنوارہ ہی مگر زندہ دل آدمی تھا۔خود بیوی نہیں رکھتا تھا۔مگر دوستوں اور ان کی بیویوں پر بے دریغ خرچ کرتا تھا۔اس بار جب وہ کوٹھی کے سالانہ جشن کے سلسلے میں دعوت نامے بجھوانے لگا تو فیاض نے عمران کا نام بھی لیا۔

"ارے۔۔۔یار وہ تو آتا ہی کب ہے،اس سے پہلے بھی کئی بار اسے مدعو کر چکا ہوں"؟۔خان دلاور نے جواب دیا تھا۔

"میرا خیال ہے کہ آج کل اسے فرصت ہے"۔

"اچھا تو پھر بھیجو۔مجھے تو اتنا پسند ہے کہ ہر وقت ساتھ رکھنے کو جی چاہتا ہے۔آہا بڑا لطف آئے گا۔اگر آجائے۔۔۔خواتین کے لیے کھلونا بن کر رہ جائے گا۔۔۔۔ہاہا۔۔۔۔۔۔۔کیا آدمی ہے ۔۔۔۔۔۔ارے یار۔۔۔۔فیاض۔۔۔لندن میں اکثر بڑی خوبصورت لڑکیاں اسے گھر چھوڑنے آیا کرتی تھیں۔۔۔۔۔۔ہم دونوں ایک ہی فلیٹ میں بہت دنوں تک رہے ہیں۔ایک بار کا لطیفہ سنو،ایک بار اسے ایک بہت ہی بھولی بھالی لڑکی گھر پہنچانے آئی تھی کہنے لگی کہ یہ راستہ بھول گئے تھے۔ایک جگہ کھڑے بچوں کی طرح رو رہے تھے۔بمشکل تمام انہیں اپنا پتہ یاد آیا تھا لیکن پھر بھی شبہ تھا کہ ہوسکتا ہے پتا انہیں غلط یاد آیا ہو۔میں نے اپنا سر پیٹ لیا۔لڑکی اس سے اتنی متاثر ہوئی تھی کہ اکثر اس کی خیریت پوچھنے گھر جاتی رہتی تھی۔۔۔اسے خود عورتوں میں دلچسپی تھی نہیں ۔۔۔۔یاروں کے مزے تھے۔۔۔کیا آدمی ہے۔۔۔۔

فیاض نے عمران کے لیے بھی دعوت نامہ بجھوا دیا اور لفافے پر تفریحاً مسٹر اینڈ مسز علی عمران لکھوا دیا۔ اور اب اس کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے تھے۔

عمران اس طوائف کے بازو میں ہاتھ ڈالے کھڑا گاڑی سے اپنا سامان اتار رہا تھا۔خان دلاور نے اس کا استقبال کیا۔

"ہیلو۔۔۔۔۔عمران پرجوش انداز میں اس سے مصافحہ کرتا ہوا بولا۔ "بہت بدل گئے ہو یار۔۔۔۔۔ اوہ۔۔۔۔ان سے ملو۔۔۔۔مسز عمران۔۔۔۔اور ڈارلنگ۔۔۔۔یہ ہیں دان خلاور ۔۔۔۔ میرے بہت ہی پرانے دوست"۔

03

خان دلاور نے طوائف سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔ "آپ تو عاجز ہوں گی اس سے۔۔۔۔اب دیکھیئے اس نے میرا نام ہی الٹ دیا۔میں خان دلاور ہوں"۔

"ہوہو،سوپر فیاض"۔عمران دانت پر دانت جما کر چیخا۔ "تم بھی ہو۔۔۔۔بیگم سے ملو۔۔۔۔ ڈارلنگ یہ ہیں سوپر فیاض"۔

طوائف نے اس کی طرف بھی مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھایا لیکن اس کا ہاتھ کانپ رہا تھا کیونکہ وہ بھی فیاض کو جانتی تھی۔فیاض کو بھی طوعاً وکرہاً خون کے گھونٹ پی کر اس سے مصافحہ کرنا ہی پڑا۔

" مگر یار۔۔۔۔بڑے بے مروت ہو"۔خان دلاور نے کہا۔ "چپکے چپکے شادی کر لی،کم از کم اطلاع تو دیتے مدعو نہ کرتے کوئی بات نہ تھی"۔

" کیا بتاؤ ڈیئر، یہ شادی بہت جلدی میں ہوئی ہے۔شادی سے دو گھنٹے پہلے بھی مجھے نہیں معلوم تھا کہ شادی ہو جائے گی۔سوپر فیاض جانتے ہیں"۔

"خیر۔۔۔۔۔چلو۔۔۔تم ہمیشہ کے بہانے ساز ہو،اچھی طرح نپٹوں گا تم سے"۔

مدعوئین کے لیے پہلے ہی سے کمرے درست کر دیئے گئے تھے۔شادی شدہ جوڑوں کے لیے کمرے مخصوص تھے۔

تھوڑی دیر بعد فیاض نے عمرنا کو بلیئر ڈ روم میں تنہا جا پکڑا۔اسے اس طوائف کی وجہ سے پریشانی تھی۔ وہ جانتا تھا کہ نہ جانے کتنوں کی پگڑیاں اچھلیں گی اس سلسلے میں۔۔۔۔۔۔۔"

"اسے تم کیوں لائے ہو"؟۔فیاض نے اس کا بازو جھنجھوڑ کر کہا۔
عمران ہکا بکا رہ گیا۔اس انداز میں بلا کی معصومیت تھی۔کچھ دیر تک وہ کھڑا پلکیں جھپکا تا رہا پھر بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "یار فیاض۔۔۔۔۔اب تم مجھے خود کشی پر مجبور کرو گے۔سمجھ میں نہیں آتا کہ کہاں سر پھوڑ لوں۔محض تمہاری وجہ سے کھڑے کھڑے شادی کرنی پڑی۔نہ سہرا نہ مقنع ،نہ دولہا، نہ بارات، دل کے ارمان دل ہی میں رہے۔۔۔۔اب تم کہہ رہے ہو، اسے کیوں لائے ہو"۔
"میں اسے جانتا ہوں۔وہ ایک سڑی ہوئی طوائف ہے"۔
"اچھا جی"۔عمران نے آنکھیں نکالیں چند لمحے دانت پیستا رہا اور پھر بولا۔ "اتنی جلدی میں کوہ قاف کی پری

کہاں سے بیاہ لاتا۔۔۔۔اب مجھے غصہ نہ دلاو۔ورنہ اچھا نہ ہوگا۔تمہارا دعوت نامہ ملتے ہی میں نے کوشش کی تھی کہ خان بہادر بلبل بخش کی صاحبزادی سے شادی ہو جائے مگر انہوں نے دھکے دلوا کر اپنی کمپاونڈ سے باہر نکلوا دیا۔پھر میں کیا کرتا۔
بے حیائی لاد کر ڈیڈی کے پاس بھی گیا تھا۔وہ میری خواہش سن کر ہکا بکا رہ گئے۔پھر شائد ان پر خوشی بھی ہوئی تھی۔لیکن کھڑے گھاٹ وہ بھی میری شادی نہ کرا سکے۔میں نے دعوت نامہ نکال کر دکھایا کہنے لگے غلطی سے مسٹر اینڈ مسز لکھ دیا گیا ہوگا۔میں نے کہا کچھ ہو تنہا نہیں جاوں گا۔پھر میں نے انہیں یاد دلایا کہ ایک بار ان کے ایک دوست نے انہیں ہرن کے شکار کے لیے دعوت نامہ بھیجا تھا۔ جس پر تحریر تھا۔
"مسٹر رحمان مع بندوق"۔
ان دونوں ان کی بندوق مرمت کے لیے گئی ہوئی تھی لیکن وہ خالی ہاتھ نہیں گئے تھے۔انگلی کی بندوق مانگ لی تھی۔پھر میں اکیلے کیسے جا سکتا ہوں اس پر وہ بہت خفا ہوئے اور مجھے بیوی اور بندوق کا فرق سمجھانے کی کوشش کرنے لگے۔میرے پلے کچھ بھی نہیں پڑا۔۔۔۔اب تم ہی بتاو سو پر فیاض پھر میں کیا

کرتا"؟۔

فیاض دانت پیستا رہا۔اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اب کیا کہے حماقت اسی سے سرزد ہوئی تھی۔

"دیکھو، عمران اگر اس طوائف کی وجہ سے یہاں کوئی بے ہودگی پھیلی تو مجھ سے برا کوئی نہ ہوگا"۔اس نے کہا۔

"سو پر فیاض۔ "بیہودگی اسی صورت میں پھیل سکتی ہے۔جب تم لوگوں کو بتاتے پھرو کہ وہ شہر کی ایک سڑی طوائف ہے"۔

"ہوسکتا ہے کچھ لوگ اسے جانتے بھی ہو"؟۔

"اس کی فکر نہ کرو۔آج کل میں سماج سدھار کے لیے بھی کام کر رہا ہوں"۔اس وقت بات اس سے آگے نہیں بڑھی تھی۔

------------------------*---------*

عمران کمرے میں آیا۔طوائف دونوں ہاتھوں سے سر تھامے فرش پر اکڑوں بیٹھی ہوئی تھی۔عمران کو دیکھتے ہی پھٹ پڑی۔

"یہ آپ نے کہاں لا پھنسایا جناب"؟۔

"ارے۔۔۔تم کیسی باتیں کر رہی ہو۔کیا یہاں خوش نہیں ہو۔اگر ہماری بیگم محترمہ ہمیں بتائے بغیر چپکے سے مر نہ گئی ہوتیں تو ہم تمہیں کیوں ساتھ لاتے۔۔۔۔تنہا تو نہیں آسکتے تھے کیونکہ دعوت نامہ تم دیکھ ہی چکی ہو، ایسی دعوتوں میں بیوی بہت ضروری ہوتی ہے اگر نہ ہو تو احباب کے چہروں پر پھٹکار برسنے لگتی ہے تمہیں آخر فکر کس بات کی ہے۔کھاو پیئو عیش کرو۔۔۔اور ہاں۔۔۔یہاں نہایت نفیس قسم کی اسکاچ۔۔۔اور پرتگالی شراب پانی کی طرح بہے گی"۔

طوائف اپنے ہونٹوں پر زبان پھیرنے لگی پھر بولی۔ " کہاں ہے، مجھے ابھی تک تو نہیں ملی"۔

"ملے گی۔۔۔۔ملے گی"۔

" مگر یہاں جو پولیس آفیسر ہے۔ مجھے بہت گھور گھور کر دیکھ رہا تھا۔اس سے ڈر لگتا ہے"۔

"ارے وہ تو اپنا یار ہے۔تم خواہ مخواہ مری جا رہی ہو۔اور دیکھو اٹھو اور کرسی پر بیٹھ جاو،اس طرح فرش پر اکڑوں بیٹھنے سے زکام ہو جاتا ہے"۔

"مجھے پہلے کبھی اکڑوں بیٹھنے سے زکام نہیں ہوا"۔

"نیچے قالین ہے نا،کشمیری قالین،آج کل سارا کشمیر برف سے ڈھکا ہوا ہوگا"۔

"ہٹیئے،آپ تو مذاح کرتے ہیں۔۔۔۔۔ "اس نے بڑے پوہڑ انداز میں لچک کر کہا۔

اور عمران آنکھیں بند کر کے بڑبڑایا۔ "یا مرشد"۔

"جی"۔

" کچھ نہیں"۔عمران آنکھیں کھول کر بولا۔ "ہمیں اپنی ریاست یاد آ گئی تھی"۔

" مگر نواب صاحب۔یہاں کا سارا کارخانہ انگریزی معلوم ہوتا ہے۔میں کیسے کیا کروں گی"؟۔

"س کی پرواہ مت کرو۔سب ٹھیک ہو جائے گا"۔

اتنے میں دوپہر کے کھانے کا گانگ بجا۔۔۔اور عمران نے اس سے کہا۔ "جلدی سے تیار ہو جاو۔اب ہم دوپہر کا کھانا کھائیں گے"۔

06

ڈائننگ ہال میں ستائیس آدمیوں کے لیے میزیں لگائی گئی تھیں۔تیرہ عورتیں اور تیرہ مرد۔۔۔خان دلاور کا جوڑا یوں پورا ہوا تھا کہ اس کی ایک دوست لیڈی ڈاکٹر جبین بھی یہاں موجود تھی۔اسکا پورا نام مہ جبین تھا۔لیکن وہ صرف ڈاکٹر جبین کہلاتی تھی۔عمر تیس سال سے زیادہ نہیں تھی۔۔۔۔۔خاصی دلکش عورت تھی۔کچھ تھوڑی بہت شاعری بھی لر لیتی تھی۔اور اکثر بڑے فخریہ انداز میں کہا کرتی تھی کہ اسکا سلسلہ نوابین اودھ تک جا پہنچتا ہے۔

ستائیسواں اداس آدمی کیپٹن فیاض تھا۔۔۔لنڈورا۔۔۔۔۔۔بے جوڑ۔اس کی بیوی پردے میں نہیں رہتی تھی لیکن اتنی آزاد خیال بھی نہیں تھی کہ اس قسم کی دعوتوں میں فیاض کے ساتھ حصہ لیتی۔۔۔

ویسے فیاض خود بھی نہیں چاہتا تھا کہ وہ ایسے مواقع پر بھی اس کی چھاتی پر سوار رہا کرے۔

اتفاق سے ڈاکٹر جبیں اور عمران کو ایک ساتھ ہی جگہ ملی۔ طوائف بھی اسی میز پر تھی۔ لیکن کیپٹن فیاض شائد اس وقت عمران سے دور ہی رہنا چاہتا تھا۔

عمران نے بھی اس کی طرف دھیان نہیں دیا۔ کھانے کے دوران میں طوائف سے بار بار غلطیاں سرزد ہوئیں ایک بار تو اس نے دانتوں میں پھنسا ہوا ریشہ فورک سے نکالنے کی کوشش کی تھی۔

ڈاکٹر جبین کبھی متحیرانہ نظروں سے عمران کی طرف دیکھتی اور کبھی طوائف کی طرف۔ عمران کے چہرے پر تو حماقت کے جلوے برس ہی رہے تھے۔

طوائف کو چمچے سے سوپ پینا گراں گزر رہا تھا اس لیے اس نے اسے خالی گلاس میں الٹ دیا۔

"ہائیں۔۔۔۔۔ یہ کیا"؟۔ دفعتا عمران نے آنکھیں نکال کر کہا۔

" گھر پر بھی تو میں ایسے ہی پیتی ہوں"۔ طوائف منمنائی۔

" گھر پر تو ہم بھی لوٹے کی ٹوٹنی سے سوپ پیتے ہیں"۔ عمران نے سمجھانے کے سے انداز میں کہا۔ مگر بیگم۔۔۔۔ یہ دعوت ہے۔۔۔۔ ہم گھر سے باہر ہے۔ خاندانی وقار کا خیال رکھو"۔

"جی بہت۔۔۔۔۔ اچھا۔۔۔۔۔ "وہ سعادت مندانہ انداز میں منمنائی اور سوپ کو پھر پلیٹ میں انڈیل دیا۔ ڈاکٹر جبین کو ہنسی آ گئی۔ لیکن عمران بے تکلفانہ انداز میں نوالے چباتا رہا۔۔۔۔ طوائف کو شائد اسکی ہنسی گراں گزری تھی۔ لہذا وہ ہاتھ روک کر بیٹھ گئی۔

عمران نے اس کی بھی پرواہ نہیں کی۔۔۔۔۔ ڈاکٹر جبین کے چہرے پر ندامت کے آثار صاف دیکھے جا سکتے تھے۔

دفعتا اس نے طوائف سے کہا۔ "آپ نے ہاتھ کیوں روک لیے"؟۔

"جی۔۔۔۔ بس کھا چکی۔۔۔۔۔ "طوائف نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

" کھاو کھاو۔۔۔۔۔ "عمران منہ چلاتا ہوا بولا۔ "اسی لیے ہم کہا کرتے تھے۔ بیگم کہ پردے کی بو

یو ہی رہنا ٹھیک نہیں ہے۔اب تم خود ہی دیکھو کہ تمہیں کیسی دشواریاں پیش آ رہی ہیں"۔

"جی میں۔۔۔۔۔کھا چکی ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔الاقسم"۔

"خیر خیر"۔عمرا سر ہلا کر بولا۔ "اب تم رات کا کھانا اپنے کمرے ہی میں کھاؤ گی"۔

"ارے ایسا بھی کیا"؟۔ڈاکٹر جبین بول پڑی۔

"پھر بتایئے ہم کیا کریں۔۔۔۔۔۔۔۔۔"؟عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

"یہ اجنبیوں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا نہیں کھا سکتیں اگر زبردستی کھانا ہی پڑے تو بوکھلاہٹ میں پلیٹیں تک چبا سکتیں ہیں"۔

"جی۔۔۔۔۔۔۔واہ۔۔۔۔۔۔بڑے آئے کہیں کے"۔طوائف منمنائی۔

"آپ زیادتی کر رہے ہیں جناب۔۔۔۔۔۔۔ڈاکٹر جبین نے کہا۔ "ایسا بھی کیا"؟۔

--------------------------*------------*

رات کا جشن بڑا شاندار تھا۔کوٹھی کا وسیع ہال بقعہ نور بنا ہوا تھا۔خان دلاور نے اس دیہی کوٹھی پر لاکھوں خرچ کئے تھے۔کوٹھی سے تقریباً چار فرلانگ کے فاصلے پر آئیل انجن سے بجلی فراہم کی جاتی تھی۔جسے وہاں سے تاروں کے ذریعے کوٹھی تک لایا گیا تھا۔اور کوٹھی میلوں دور سے جگمگاتی ہوئی نظر آئی تھی۔

بڑے ہال میں درجنوں برقی قمقمے روشنی بکھیر رہے تھے اور آرکسٹرا کی تیز آواز سے گویا چھت اڑی جار رہی تھی۔

رقص کا اہتمام تھا۔مگر ابھی تو شراب کی ٹرالیاں گردش کر رہی تھیں۔

طوائف نے عمران نے پوچھا۔ "تو پھر۔۔۔۔۔۔جی۔۔۔۔نواب صاحب میں بھی پیئوں نا۔۔۔۔۔"وہ ندیدی نظروں سے ٹرالیوں اور پینے والوں کی طرف دیکھ رہی تھی۔

"ضرور پیئو۔۔۔۔۔ "عمران نے کہا۔ " مگر اتنی زیادہ نہیں کہ ہمیں بھی مجرا شروع کرنا پڑے"۔

"اب دیکھئے، مجرے کا نام آپ ہی کی زبان سے نکلا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔میں تو کتنی احتیاط برت رہی ہوں"۔

"ٹھیک ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ٹھیک ہے"۔

دوسری طرف خان دلاور کیپٹن فیاض سے کہہ رہا تھا۔ "یار یہ عمران کی بیوی اپنی سمجھ میں نہیں آئی۔ ڈاکٹر جبین کہہ رہی تھی کہ اس نے گلاس میں سوپ انڈیل لیا تھا"؟۔

" بھئی، میں کیا بتاوں کچھ کہتے سنتے نہیں بن پڑتی"۔

" کیوں، کیا بات ہے"؟۔خان دلاور کا اشتیاق بڑھ گیا۔

"بس کیا بتاوں مجھ سے ایک حماقت ہوگئی تھی۔میں نے دعوت نامے پر مسٹر اور مسز عمران لکھ دیا تھا"۔

"تو پھر کیا ہوا"؟۔خان دلاور کے لہجے میں حیرت تھی۔

"بس کچھ نہ پوچھو، وہ مردود شہر سے ایک طوائف پکڑ لایا ہے"۔

خان دلاور بے ساختہ ہنس پڑا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔لیکن پھر یک بیک سنجیدگی سے بولا۔

"حرکت مضحکہ خیز ضرور ہے لیکن اگر مہمانوں میں سے کسی نے اعتراض کر دیا تو بری بات ہوگی"۔

"ابھی تک کسی نے اعتراض نہیں کیا"؟۔فیاض نے پوچھا۔

"نہیں، شاید کوئی اسے پہچانتا نہیں ہے"۔دلاور نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"پھر بتاو۔۔۔۔۔اب کیا کریں"؟۔

" کچھ نہیں چلنے دو"۔خان دلاور مسکرایا۔ "وہ کمبخت سب کی موجودگی میں بات بات پر اسے ٹوکتا بھی رہتا ہے"۔

"ڈاکٹر جبیں کہہ رہی تھی کہ شاید وہ اس سے پہلے پردے میں رہتی تھی۔پہلی بار ایسی دعوت میں شریک ہوئی

ہے۔۔۔۔۔۔۔۔لیکن اسے اس طرح سب کے سامنے شرمندہ نہ کرنا چاہیئے۔وہ تو یہ بھی کہہ رہی تھی کہ آپ نے کس گھامڑ آدمی کو بلا لیا ہے۔۔۔۔۔۔۔میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ آپ ایسے اوٹ پٹانگ دوست رکھتے ہوں گے۔مگر میں نے ہنس کر ٹال دیا تھا۔۔۔۔۔۔اس عمران میں ذرہ برابر بھی تبدیلی نہیں ہوئی،جیسا آج سے دس سال پہلے تھا ویسا ہی آج بھی ہے"۔

"اور نہ اب کسی تبدیلی کا امکان ہے"۔فیاض نے کہا۔

"اس سے زیادہ چالاک آدمی بھی آج تک میری نظروں سے نہیں گزرا"۔خان دلاور نے کہا۔

اچانک ڈاکٹر جبین ان کی میز پر آ گئی اور بیٹھتے ہی بولی۔ "بھئی خان صاحب یہ جوڑا مجھے دردِ سر میں مبتلا کر دے گا"۔

" کونسا جوڑا"؟۔

"وہی گھامڑ۔۔۔۔۔جوڑا۔۔۔۔۔۔۔۔"

" کیوں اب کیا۔۔۔۔۔ہوا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"؟۔

"وہ اسے پردے کی بو بو کہہ رہا تھا۔مگر اس نے پینے کے معاملے میں بہتیرے مردوں کی ناکیں اڑا دی ہیں۔عورتیں بیچاریاں کہاں ٹھہر سکیں گی"۔

فیاض نے ایک طویل سانس لی۔لیکن خان دلاور نے ہنس کر پوچھا۔ "اس گھامڑ کا کیا حال ہے"؟۔

"ارے۔۔۔۔۔وہ تو بڑے اللہ والوں کی باتیں کر رہا ہے۔محرم اور نامحرم کے قصے چھیڑ رکھے ہیں۔ کہتا ہے کہ عورتوں کو کلائیاں اور ٹخنوں تک اپنا جسم ڈھنکنا چاہیئے۔اور پتہ نہیں کیا کیا بک رہا ہے۔ادھر بیگم ہیں کہ اسکاچ میں سوڈا ملانے کی زحمت گوارا نہیں فرماتیں"۔

"وہ نہیں پی رہا"؟۔خان دلاور نے پوچھا۔

"ارے وہ تو شراب کے نام پر کان پکڑتا ہے اور منہ پیٹتا ہے۔بڑے بڑے ولیوں اور رسولوں کے حوالے سے شراب خانہ خراب ثابت کرتا ہے۔میں نے تو کہا تھا چل کر بیگم صاحبہ کو سنبھالے۔۔۔

کہنے لگا وہ فری تھنکر ہیں۔اس لیے ان کے معاملات میں دخل نہیں دیا جا سکتا"۔

10

فیاض اور خان دلاور دونوں ہنس پڑے۔۔۔۔۔۔اور پھر فیاض نے کہا۔

"ارے جناب یہ جوڑا تو آپ ہی لوگوں کی دلچسپی کے لیے پکڑوایا گیا ہے"۔

"آخر یہ لوگ ہیں کون"؟۔

"دوست ہیں بھئی"۔خان دلاور نے کہا۔ "تم آخر بور کیوں ہو رہی ہو"؟۔

"بور نہیں ہوتی بلکہ غصہ آتا ہے۔کوئی تک بھی ہے آخر۔اسی جگہ بیگم صاحبہ بیٹھی بلانوشی فرما رہی ہیں اور اسی جگہ آپ اللہ میاں کے ریڈیو اسٹیشن سے پیغامات نشر فرما رہے ہیں۔ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے بس کل ہی قیامت آ جائے گی۔ساری خواتین بے حد بور ہو رہی ہیں"۔

"ٹھہریئے، میں اس کی گوشمالی کیئے دیتا ہوں"۔فیاض اٹھ گیا۔

عمران بڑے مزے سے چہک رہا تھا۔ "روح کے سات رنگ ہیں۔زمین کے سات طبق ہیں اور آسمان بھی سات ہی ہیں۔۔۔۔۔۔۔یہ سات کا عدد بڑا شاندار ہے۔۔۔۔۔حالانکہ بیگم فری تھنکر ہیں لیکن سات عدد پر وہ بھی ایمان رکھتی ہیں۔۔۔۔۔۔۔یا سات گھونٹ۔۔۔۔۔۔یا سات پگ ۔۔۔۔۔۔یا سات بوتلیں۔۔۔۔۔۔۔"

"دو سات بیرل۔۔۔۔۔۔ "فیاض اس کے سر پر پہنچ کر غرایا۔۔۔۔عمران چونک کر مڑا اور قریب بیٹھنے والے ہنس پڑے۔

"اوہ سوپر فیاض۔۔۔۔۔۔فائن۔۔۔۔۔۔ویری فائن۔۔۔۔۔۔۔آو۔۔۔۔۔۔۔آو ۔۔۔۔۔۔۔یہ لوگ حیات و کائنات سے متعلق میرا نظریہ معلوم کرنا چاہتے ہیں"۔

"وہ پھر بتانا۔۔۔۔۔۔۔ذرا میری بھی تو سن لو۔۔۔۔۔۔۔۔ادھر آو۔۔۔۔۔۔ "فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا۔

عمران کچھ ایسے بوکھلائے ہوئے انداز میں اٹھا کہ اگر قریب کوئی میز بھی ہوتی تو اس سے الجھ کر یقینی طور

پر گرا ہوتا۔

فیاض اسے ایک گوشے میں لے جا کر بولا۔ "یہ کیا بے ہودگی پھیلا رکھی ہے تم نے"؟۔

"خدا سے ڈرو سوپر فیاض، میں تو انہیں سیدھی راہ پر چلنے کی ترغیب دے رہا تھا"۔

11

"دلاور۔۔۔۔۔۔۔۔۔کو گراں گزر رہی ہیں یہ باتیں"۔

" گزرنے دو۔ "سقراط کو لوگوں نے زہر پلایا تھا۔کنفیوشس۔۔۔۔۔"

" کنفیوشس کے بچے"۔

"نہیں میں تمہارے باس کا بچہ ہوں۔آخر تمہیں پریشانی کیوں ہے،سوپر فیاض۔پھر تم نے مجھے تنہا بھی نہیں بلایا تھا۔بیگم بھی ساتھ آئی ہیں۔اورتم ان کے سامنے مجھے ذلیل کرنا چاہتے ہو۔وہ کیا سوچیں گی کہ ان کے دوست کیسے نامعقول ہیں"۔

"اچھی بات ہے تب پھر یہ عورتیں ہی تمہیں راہ راست پر لائیں گی۔تم انہیں بہت زیادہ بور کر رہے ہو"۔

"اب میں سمجھا کہ ڈاکٹر چمپین ہمارے خلاف پروپیگنڈا کرتی پھر رہی ہے۔دوپہر کو بھی اس نے ہمیں کھانے کی میز پر بور کیا تھا۔بیگم فرما رہی تھیں کہ اگر اب وہ حرام کی جنی میری کسی بات پر ہنسی تو میں اس کا منہ نوچ لوں گا۔نواب صاحب کی جورواب کیا اتنا بھی نہیں کرسکتی"؟۔

فیاض سناٹے میں آگیا۔تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر عمرنا کا شانہ سہلا کر بولا۔ "دیکھو پیارے وہ بے تحاشہ پی رہی ہے۔مجھے ڈر ہے کہ کہیں نشے میں ہڑبونگ نہ مچائے"۔

"ارے نہیں"۔عمران نے اسے مطمئن کرنے کے سے انداز میں سر ہلا کر کہا۔ "وہ تو فرما رہی تھیں کہ یہ کیسی اسکاچ وسکاچ ہے اس سے نشہ ہی نہیں ہوتا۔یار سوپر فیاض، یہاں ٹھرا نہیں ملے گی۔۔۔۔بیگم دراصل اسی کی عادی ہیں"۔

"خدا کے لیے رحم کرو"۔

"آخر کیوں، تمہیں بیگم ہی کا پینا کیوں گراں گزر رہا ہے۔۔۔۔۔۔۔یہاں کئی خان بہادرنیاں اور کئی لیڈیاں بھی تو پی رہی ہیں۔۔۔۔۔۔۔وہ شیری پورٹ اور نہ جانے کیا کیا اڑا رہی ہیں لیکن ہماری بیگم کے لیے ٹھرا بھی نہیں مہیا کیا جا سکتا۔۔۔۔۔۔۔۔یہ ظلم ہے سوپر فیاض۔۔۔۔۔۔۔۔بہت بڑا ظلم ۔۔۔۔۔۔۔بلکہ میں تو ابھی خان دلاور سے کہتا ہوں۔اس بداخلاقی کو کسی طرح معاف نہیں کیا جا سکتا"۔

"اچھی بات ہے"۔فیاض غرایا۔تم خود ہی بھگتو گے۔میں خواہ مخواہ پریشان ہو رہا ہوں"۔

12

فیاض اسے وہیں چھوڑ کر آگے بڑھ گیا۔عمران کچھ دیر بعد طوائف کی طرف پلٹ آیا جو گلاس ہاتھ میں لیے جھوم رہی تھی اور اب اس کے قریب ایک متنفس بھی نہیں نظر آ رہا تھا۔

"بیگم اب ختم بھی کرو۔۔۔۔۔۔۔۔۔ "عمران نے کہا۔

"ارے جی بھر کر پی لینے دو یار۔۔۔۔۔۔۔۔۔ "وہ انگلی نچا کر بولی۔

"اچھی بات ہے، میں تو چلا۔۔۔۔۔۔وہ تھانیدار صاحب ہتھکڑیاں لینے گئے ہیں"۔

" کیوں ہتھکڑیاں کیوں"؟۔

"اب تو یہ تم جانو۔۔۔۔۔۔۔اس سے پہلے بھی تو کبھی تمہارے سلسلے میں پکڑ دھکڑ ہو چکی ہے"۔

"ارے توبہ۔۔۔۔میرے مولا۔تب تو چلو۔۔۔۔۔۔۔۔اٹھو یہاں سے"۔

عمران نے سہارا دے کر اسے اٹھایا۔۔۔۔۔۔۔اور وہ اس کمرے کی طرف چل پڑے جہاں انکا قیام تھا وہ ہولے ہولے گنگنا رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

"سونی پڑی ہیس جریا۔۔۔ہووووو۔بانکے سنوریا"۔

پھر آہستہ آہستہ اس کی آواز بلند ہونے لگی۔اور عمران بوکھلا کر بولا۔

"اے کبڈی بائی۔۔خدا کے لیے ذرا آہستہ گاو۔۔۔۔۔۔"

"مستوں پہ انگلیاں۔۔۔۔۔۔۔نہ اٹھاو۔۔۔۔۔۔۔بہار میں۔۔۔۔۔ "اس نے آواز کچھ اور

اونچی کر دی۔۔۔۔لیکن ٹھیک اسی وقت عمران نے چیخیں سنیں۔

"بچاو۔۔۔۔۔۔۔بچاو"۔

آواز ہال کی طرف سے ہی آئی تھی۔عمران سمجھا شاید اسی طوائف کی طرح کوئی شریف آدمی بہک گیا ہے۔لہذا وہ اس کی پرواہ کیئے بغیر طوائف کے کمرے میں پہنچانے میں کامیاب ہوا۔

"ڈھپالنگ۔۔۔۔۔۔۔ڈھپالنگ"۔وہ دونوں ہاتھ پھیلا کر عمران کی طرف بڑھی اس کی آنکھیں بند تھیں۔

"ہائیں۔۔۔۔۔۔کیا مطلب"؟۔عمران اچھل کر پیچھے ہٹ گیا۔

دروازے پر رستہ روک کر کھڑے ہوتے ہوئے اس نے کہا۔ "نہیں جانے دوں گی ۔۔۔۔۔۔۔۔ڈھپالنگ۔۔۔۔۔۔۔تمہیں نہیں جانے دوں گی"۔

عمران کمرے کے وسط میں کھڑا سر کجھا رہا تھا اور اس کے دیدے تیزی سے گردش کر رہے تھے۔

"نائیں۔۔۔۔۔۔جانے۔۔۔۔۔۔۔دوں۔۔۔۔۔۔۔۔گی۔۔۔۔۔۔ "وہ الفاظ کھینچ کر بولی۔

"تم۔۔۔۔۔میرے۔۔۔۔۔۔۔گڈے ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میرے ڈھپالنگ ہو۔۔۔۔۔۔۔"

"وہ تو ٹھیک ہے مگر یہ ڈھپالنگ کیا ہوتا ہے۔کبڈی بائی۔۔۔۔۔۔"؟۔عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"توم۔۔۔۔۔بھی تو۔۔۔۔۔۔۔۔۔کہتے ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔مجھے ڈھپالنگ۔۔۔۔۔"

"ہائے۔۔۔۔ "عمران دونوں ہاتھوں سے کلیجہ تھام کر کراہا، وہ ڈارلنگ ہے کبڈی بائی"۔

"کچھ بھی ہو۔۔۔۔۔۔نائیں۔۔۔۔۔۔۔تمہیں۔۔۔۔۔۔۔۔نائیں۔۔۔۔۔۔۔۔جانے ۔۔۔۔۔۔۔دوں گی، گڈے بالم"۔

" گڈے بالم۔۔۔۔عمران نے اس طرح سینے پر ہاتھ رکھ کر ہونٹ سکوڑے جیسے لوہے کا بہت بڑا گولا

حلق سے نیچے اتار گیا ہو۔دفعتا کوئی زور زور سے دروازہ پیٹنے لگا اور کیپٹن فیاض کی آواز آئی۔"

عمران۔۔۔۔دروازہ کھولو۔۔۔۔۔جلدی کرو"۔

" کیا بات ہے۔۔۔۔۔۔۔سوپر۔۔۔۔"؟ عمران نے کہا اور طوائف کی طرف دیکھنے لگا جواب بھی دروازے پر اس کا راستہ روکے کھڑی تھی۔عمران نے اپنے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔پھر آگے بڑھ کر آہستہ سے بولا۔ "وہی تھانیدار ہے"۔

"ارے میرے مولا۔۔۔۔۔ "طوائف کا نشہ ہرن ہوتا معلوم ہونے لگا۔

"جاو۔۔۔۔۔۔جلدی"۔عمران نے اشارے سے اسے بتایا کہ وہ مسہری کے نیچے گھس جائے۔

طوائف نے بغیر حیل وحجت اس کے مشورے پر عمل کیا۔۔۔۔۔۔۔اور مسہری کے نیچے اس طرح سر ڈال کر جا پڑی جیسے دم ہی نکل گیا ہو،عمران دروازہ کھول کر باہر آیا اور پھر اسے مقفل کر کے فیاض سے پوچھا۔ " کیا بات ہے"؟۔

"چلو۔۔۔چلو"۔فیاض اس کا ہاتھ پکڑ کر گھسیٹتا ہوا بولا۔۔۔۔۔ "چنگیزی مر گیا"۔

" کون چنگیزی"؟۔

عمران نے اپنی جگہ سے ملے بغیر پوچھا۔

"ارے وہ بھی مہمان تھا۔ایک دولت مند آدمی لوہے کی کئی کانوں کا مالک"۔

فیاض نے پھر اس کا ہاتھ کھینچا۔

"اوہو کیسے مر گیا۔اور میری کیا ضرورت ہے۔کیا تمہیں کفن دفن کرنا نہیں آتا"؟۔

"عمران، مذاق کسی دوسرے وقت پر اٹھا رکھو۔جلدی کرو اگر۔۔"

"دیکھو،سوپر۔۔۔۔۔۔ہوسکتا ہے کہ مجھے اچانک جائے واردات پر لیجا کر غلطی کر رہے ہو۔کیوں نہ مجھے یہیں بتا دو۔صرف اتنا کہ ان حالات میں اور کہاں مرا ہے۔۔۔۔۔تمہیں شائد علم نہ ہو کہ میں خان دلاور کی کسی دعوت نامے پر پہلی بار مدعو کیا گیا ہوں ویسے لندن میں ہمارے تعلقات بڑے

شاندار تھے"۔

"خیر۔۔۔۔۔۔۔۔۔خیر۔۔۔۔۔ "فیاض مضطربانہ انداز میں بولا۔ "وہ ہماری آنکھ کے سامنے ختم ہوا ہے اچانک۔ "بچاؤ بچاؤ "چیختا ہوا ہال میں داخل ہوا تھا پھر لڑکھڑا کر گر پڑا تھا۔لیکن دوبارہ نہیں اٹھ سکا وہیں تڑپ تڑپ کر مر گیا"۔

عمران کو یاد آیا کہ کمرے میں آتے وقت اس نے چیخیں سنی تھیں۔

" کیا اسے گولی ماردی گئی ہے"؟۔اس نے پوچھا۔

"نہیں"۔

"خنجر"؟۔

"یہ بھی نہیں،تمہیں کہیں خون کا ایک قطرہ بھی نہیں نظر آئے گا اور سب سے زیادہ حیرت انگیز بات یہ ہے کہ اس کی زبان سے صرف ایک ہی لفظ نکل رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔چوتھی لکیر۔۔۔۔۔۔۔۔چوتھی لکیر۔۔۔۔۔"

"ہاہا۔ "عمران بے اعتباری سے ہنسا اور پھر بولا۔ "ایک کاپی میرے لیے بھی خرید لینا"۔

" کیا مطلب"؟۔

" کسی جاسوسی ناول کا اشتہار ہو شائد"۔

"یقین کرو۔۔۔میں حقیقت بیان کررہا ہوں۔وہ تڑپ رہا تھا اور چوتھی لکیر کی گردان کررہا تھا"۔

"پھر وہ اسی حالت میں وہیں ٹھنڈا ہو گیا"۔

"ہاں،پھر وہاں سے اٹھ نہیں سکا تھا"۔

عمران نے غور کیا اب ہال سے آرکسٹرا کی آواز نہیں آرہی تھی۔پوری عمارت پر سکوت طاری تھا۔

"وہ تنہا تھا"۔

"نہیں بیوی بھی ساتھ آئی تھی۔وہ روتے روتے بے ہوش ہو گئی ہے"۔

"مرنے والا ہال میں موجود نہیں تھا"۔

"نہیں۔۔۔۔ہوسکتا ہے۔۔۔۔۔۔۔وہ اپنے کمرے سے آیا ہو"۔

"اچھا سوپر فیاض تم ہال میں چلو۔۔۔۔میں آرہا ہوں بس میں تمہارے پیچھے لگا رہوں گا۔تم سب کے سامنے اس مسلے پر مجھ سے گفتگو نہ کرنا ہاں ایک بات اور کیا یہاں سبھی تمہارے جانے پہچانے آدمی ہیں"۔

"نہیں کچھ ایسے بھی ہیں جنہیں میں نہیں جانتا"۔

"خیر۔۔۔۔۔جاو۔۔۔۔میں آرہا ہوں"۔

فیاض نے کمرے کا دروازہ کھول کر آہستہ سے کہا۔ "اے۔۔۔۔کبڑی بائی۔۔۔۔۔اب چپ چاپ سو جاو۔۔۔۔میں اس کے ساتھ تھانے جا رہا ہوں"۔

مگر کبڑی بائی شائد مسہری کے نیچے ہی سو گئی تھی۔اس نے جنبش تک نہیں کی۔

عمران ہال کی طرف روانہ ہو گیا۔دروازے ہی پر اسے مکھیوں کی سی بھنبھناہٹ سنادی۔لوگ بہت ہی اونچی آواز میں گفتگو کر رہے تھے۔اور ہال پہلے ہی کی طرح روشنی میں نہایا ہوا تھا۔

عمران نے ایک طرف ایک آدمی کو فرش پر پڑے دیکھا۔فیاض اس پر جھک ہوا تھا۔قریب ہی خان دلاور اور ڈاکٹر جبین بھی موجود تھے۔

عمران تیزی سے ان کے قریب پہنچا اور بوکھلائے ہوئے لہجے میں بولا۔ "یہ۔۔۔۔۔۔۔۔یہ۔۔۔۔۔۔۔کیا ہوا خان دلاور"؟۔

"ارے۔۔۔۔۔یار کیا بتاوں۔۔۔۔۔اب میں بھی پاگل ہو جاوں گا"۔

عمران فیاض کی طرف دیکھنے لگا۔فیاض نے سر اٹھا کر بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ "چنگیزی صاحب کا انتقال ہو گیا"۔

"چچ۔۔۔۔۔چچ۔۔۔۔۔۔عمران نے افسوس ظاہر کیا۔پھر بولا۔ "کیا ابھی تار آیا ہے"؟۔

"یہی تو ہیں"۔فیاض نے لاش کی طرف اشارہ کیا۔

عمران اس طرح اچھل کر پیچھے ہٹا جیسے وہیں کہیں موت اس کی بھی تاک میں ہو"۔

"آپ وہاں جا کر بیٹھئے تو بہتر ہے"۔ڈاکٹر جبین نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔لیکن عمران خوفزدہ نظروں سے چھت کی طرف دیکھنے لگا۔

"یہ چہرہ پر نشان کیسا ہے"؟۔دفعتاً فیاض نے خان دلاور کو مخاطب کیا۔مقصد شاید عمران کی توجہ اس کی طرف مبذول کرنا تھا۔

خان دلاور کے ساتھ ہی عمران بھی جھک پڑا۔۔۔۔۔۔۔بائیں گال پر چھوٹا سا سیاہ رنگ کا دھبہ تھا جلنے کا نشان ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے حال ہی میں کسی چیز سے جل گیا ہو۔

" کیا یہ نشان پہلے بھی تھا"؟۔فیاض نے خان دلاور سے پوچھا۔

"پتہ نہیں"۔وہ مضطربانہ انداز میں بولا۔ "یہ سب کچھ تو مسز ارشاد ہی بتا سکیں گی۔کیوں ڈاکٹر ابھی انہیں ہوش نہیں آیا"۔

"میں دیکھتی ہوں"۔ڈاکٹر جبین نے کہا اور عمران کو گھورتی ہوئی چلی گئی۔

کچھ دیر بعد اس نے واپس آ کر اطلاع دی کہ وہ بدستور بیہوش ہے۔

"تب تو پھر تم اس کے پاس ٹھہرو ڈاکٹر"۔فیاض نے کہا۔

ڈاکٹر جبین پھر وہاں سے چلی گئی۔عمران نے فیاض کو مرنے والے کے کمرے میں چلنے کا اشارہ کیا اور فیاض نے خان دلاور کو مخاطب کر کے کہا۔ "یہ کیسے معلوم ہو کہ یہ اس حال میں کہاں آئے تھے"۔

"ارے یار۔۔۔شائد پندرہ یا بیس منٹ پہلے اسے یہیں دیکھا تھا۔س کے بعد وہ چیخا ہوا نظر آیا۔ ہوسکتا ہے وہ کسی کام سے اپنے کمرے ہی میں گیا ہو"۔

"تب پھر تو دیکھنا ہی چاہئے"۔فیاض نے کہا۔

"چلو۔۔۔۔۔۔۔"

عمران بھی ان کے پیچھے چلتا رہا وہ کمرے میں آئے۔۔۔۔۔کمرے میں کسی قسم کی بھی بے ترتیبی نہیں نظر آئی۔مسہری پر شفاف بستر موجود تھا۔۔۔۔۔۔دفعتاً عمران نے فرش سے ایک مڑا تڑا کاغذ اٹھایا۔ اور اسے پھیلانے لگا۔دوسری طرف فیاض خان دلاور کو گھور رہا تھا۔جس کی نظر سامنے والی دیوار پر تھی۔جہاں تین مختلف رنگوں کی تین لکیر نظر آ رہی تھیں۔

وہ بڑبڑایا۔ "میں انہیں اتنا بدسلیقہ تو نہیں سمجھ سکتا"۔

" کیوں؟ کیا بات ہے"؟۔فیاض نے پوچھا۔

" کیا یہ بچوں کی سی حرکت نہیں ہے"؟۔اس نے دیوار کی طرف ہاتھ پھیلا کر کہا۔

"میں نہیں سمجھا"۔

"یہ لکیریں یہاں کس نے بنائی ہیں"؟۔خان دلاور نے کہا۔

اب عمران بھی ان کی طرف متوجہ ہو گیا تھا۔تین بڑی لکیریں سفید دیوار پر دور ہی سے دیکھی جا سکتی تھیں ۔۔۔۔۔۔تینوں متوازی تھیں اور ان کا درمیانی فاصلہ بمشکل تمام ایک انچ رہا ہو گا۔پہلی سبز تھی، دوسری سرخ اور تیسری سیاہ"۔

عمران انہیں قریب سے دیکھنے لگا۔فیاض کہہ رہا تھا۔ " کیا یہ مسٹر یا مسز چنگیزی کی حرکت ہو سکتی ہے"؟۔

"خدا جانے"۔دلاور اکتائے ہوئے لہجے میں بولا۔ "یہاں تو بچے بھی نہیں ہیں"۔

"ہو سکتا ہے کسی ملازم نے"؟۔

"شامت آئی ہے کسی ملازم کی۔۔۔۔۔کمال کرتے ہو یار۔۔۔۔۔۔ملازم ہی اس عمارت کی صفائی کے ذمہ دار ہیں"۔

فیاض کچھ سوچنے لگا پھر یک بیک چونک کر بولا۔ "چنگیزی کیا چیخ رہا تھا"؟۔

"وہ بھی عجیب چیز تھی"۔دلاور نے گہری سانس لے کر کہا۔

میرا خیال ہے کہ اس کی زبان سے چوتھی لکیر کے علاوہ اور کوئی تیسرا لفظ نہیں نکلا تھا۔ وہ اسی کی تکرار کئے جارہا تھا"۔

" مگر یہاں تو صرف تین ہی ہیں"۔ عمران نے کہا جو اب داخلے کے دروازے کے قریب کھڑا ان لکریروں کو دیکھ رہا تھا۔

" کیا مطلب"؟۔ خان دلاور اس کی طرف مڑا۔

"ایک بات کہی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مطلب وطلب میں کچھ نہیں جانتا"۔

"یار کیا مصیبت ہے کوئی کچھ جانتا ہی نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پھر میں پاگل کیوں نہ ہو جاوں"۔

"صبر سے کام لو"۔ فیاض ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "اگر تم تھکن محسوس کر رہے ہو تو جا کر آرام کرو۔ میں سب دیکھ لوں گا"۔

" بھئی مجھے تو چکر سے آرہے ہیں"۔

"بس پھر تم جا کر آرام کرو"۔

"ہاں۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہاں۔۔۔۔۔۔۔۔ بالکل۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ "عمران سر ہلا کر بولا۔

"آرام کیا کروں گا۔۔۔۔۔۔۔ چنگیزی کو وہاں سے اٹھواوں"۔

"ہرگز نہیں، میں نے ابھی ریلوے اسٹیشن سے ایک تار بھجوایا ہے۔ میرے محکمے سے ایکسپرٹ آئیں گے جب تک وہ جائزہ نہ لیں لاش جوں کی توں پڑی رہے گی"۔

"یہ اور بھی مصیبت ہے۔ کیسے آج ستارے گردش میں آئے ہیں"۔

"میں کہتا ہوں تم بالکل فکر نہ کرو۔ جاو آرام کرو۔ بس اس کی تاکید کر دو کہ نہ کوئی لاش کے قریب آئے اور نہ اسے ہاتھ لگائے۔۔۔۔۔۔۔ مسز چنگیزی کے لیے بھی کسی دوسرے کمرے کا انتظام کر دو اسے تو میں دیکھ ہی رہا ہوں"۔

"اچھی بات ہے"۔ خان دلاور نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا اور کمرے سے نکل گیا۔ جب قدموں کی آوازیں آنی بند ہو گئیں تو فیاض نے عمران سے کہا۔ "اب کیا خیال ہے"؟۔

"جہاں تک اس کی موت کا تعلق ہے اس پر میں ابھی اظہار خیال نہیں کر سکتا اس کے لیے پوسٹ مارٹم کی رپورٹ کا انتظار ہی بہتر ہو گا"۔

" کیا خیال ہے۔ یہاں سامان کی تلاشی لی جائے"؟۔

"میرا خیال ہے کہ ہم وقت برباد کریں گے"۔ عمران نے طویل سانس لے کر کہا۔ "میں ان لکیروں کو دیکھ رہا ہوں"۔

" کیا ہے۔۔۔۔۔۔ان لکیروں میں۔۔۔۔۔۔"؟۔

چوتھی لکیر کہاں ہے سوپر فیاض"؟۔

"تم اب لکیر کے پیچھے پڑ جاو گے۔۔۔۔۔۔۔۔" فیاض نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

"اس کی شروعات تو مرنے والے ہی نے کی تھی"۔

"تلاش کرو نا، میں ذرا اس کا سامان دیکھوں گا"۔

"اس سے بہتر یہ ہو گا سوپر فیاض کہ مسز چنگیزی سے دو باتیں کر لی جائیں"۔

"وہ ہوش میں کہاں ہے"؟۔

" کوشش تو ہونی ہی چاہیئے کہ وہ ہوش میں آ جائے کیونکہ وہ ہمیں بہتیری کام کی باتیں بتائے گی"۔

"تو پھر یہ کمرہ بند کر دیا جائے"؟۔

"فی الحال میرا یہی مشورہ ہے"۔

"چلو۔۔۔اسے بھی دیکھ لیں"۔

مگر اب میں سوچ رہا ہوں کہ خود مجھے بھی کچھ نہ کچھ کرنا ہی پڑے گا"۔

"تمہیں کس نے روکا ہے"؟۔

"وہ ڈاکٹر سکنجبین تو پیچھے پڑ جاتی ہے۔۔۔ایک لفظ نکلا میری زبان سے اور وہ کاٹنے دوڑی ہے"۔

"خود ہی عقل آ جائے گی اسے۔۔۔تم خواہ مخواہ فکر کرتے ہو۔۔۔" فیاض مسکرایا۔

"ہاں ٹھہرو۔ مجھے یہاں مدعو کرنے کی تجویز کس نے پیش کی تھی"؟۔ عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"میں نے۔۔ تم اس میں کسی سازش کے امکانات نہ تلاش کرو۔۔۔۔۔ میں نے اسے یاد دلایا تھا کہ تم بھی اس کے دوستوں میں سے ہو"۔

"بہت بہت شکریہ سوپر فیاض"۔ عمران خوش ہو کر بولا۔

"تو چل رہے ہو۔ یہاں سے"؟۔

"چلو"۔ عمران کمرے سے نکل آیا۔

وہ کمرہ مقفل کر کے ہال میں آئے تو مسز چنگیزی کو ہوش آ چکا تھا لیکن ابھی حالت نہیں سنبھلی تھی اور کچھ لوگ اسے وہاں سے ہٹا کر غالباً کسی کمرے میں لے جا رہے تھے۔

"ٹھہرو۔۔۔۔۔" عمران نے فیاض کو روک کر کہا۔ "تم اس ڈاکٹر چھوچھو سے کئی طرح کی معلومات حاصل کر سکتے ہو۔ کیونکہ اسے ہر ایک کو سونگھتے پھرنے کی عادت ہے"۔

"مثلاً۔۔۔۔"؟

"کیا یہاں کوئی عورت چنگیزی سے بہت زیادہ قریب رہی ہے یا اسے اس انداز میں ٹریٹ کرتی رہی ہے جیسے اس سے قریب ہونا چاہتی ہو"۔

"کیا قصہ ہے"؟۔

"کچھ نہیں، بس معلوم کرو اس سے"۔

فیاض کچھ نہ بولا۔۔۔۔۔ مسز چنگیزی ہال سے چلی گئی۔ ڈاکٹر مہ جبین بھی اس کے ساتھ ہی گئی تھی۔

فیاض تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر وہ بھی اسی دروازے کی طرف بڑھ گیا جس سے گزر کر مسز چنگیزی ہال سے باہر گئی تھی۔

عمران ایک گوشے میں ٹھہر گیا۔ مگر وہ لاش سے کافی فاصلہ پر تھا۔ ہال میں کچھ لوگ اور بھی تھے جو دو دو تین تین ٹولیوں میں ادھر ادھر کھڑے گفتگو کر رہے تھے۔

عمران کے قریب والے تین آدمیوں میں سے ایک کہہ رہا تھا۔ "وہ کل ہی سے کچھ پریشان سا نظر آ رہا تھا۔ میں نے اس کے بارے میں پوچھا بھی تھا مگر اس نے نہیں بتایا۔۔۔۔ پچھلی شام تم نے دیکھا ہوگا کہ اس کے گلے

میں دوربین لٹک رہی تھی۔ اور اس نے تاریکی پھیلنے تک اپنا سارا وقت چھت پر گزارا تھا۔ میں بھی اس کے ساتھ تھا۔ مسز چنگیزی نہیں تھی۔ وہ دوربین لگائے چاروں طرف دیکھ رہا تھا جیسے اسے کسی چیز کی تلاش ہو۔ اس نے ایک بار مجھے بھی دوربین دے کر کہا تھا۔۔۔۔ ذرا دیکھنا اس درخت پر کچھ نظر آ رہا ہے۔۔۔۔ میں نے دوربین لے کر دیکھا۔۔۔۔ کچھ تو تھا درخت پر مگر صاف نہیں نظر آ رہا تھا۔۔۔ پھر اچانک ایک گدھ اسی درخت سے اڑا تھا اور اس نے کہا تھا لاحول ولا قوۃ یہ تو گدھ تھا ۔۔۔۔ میں نے پوچھا کوئی خاص چیز کی تلاش ہے اس پر وہ چونک پڑا تھا۔۔۔۔ کیا بتاؤں کچھ عجیب تھا چونکنے کا انداز۔۔۔۔ بہرحال میرا خیال ہے کہ اس کے بعد وہ زبردستی مسکرایا تھا اور کہا تھا۔ نہیں تو۔۔۔ بس مجھے دوربین سے افق میں دیکھنے کا خبط ہے"۔

"آج بھی وہ بے حد پریشان نظر آ رہا تھا"۔ دوسرا بولا۔

"آج تو وہ بے حد خوش تھے آپ قطعی غلط کہہ رہے ہیں۔ عمران دخل دے بیٹھا۔ وہ سب یک بیک اس کی طرف مڑے اور ان کے منہ بگڑ گئے۔

"آپ مجھ سے زیادہ نہیں جانتے"۔ ایک نے غصیلے لہجے میں کہا۔ "آپ چنگیزی کو کیا جانیں۔ میرا خیال ہے کہ میں نے آپ کو یہاں پہلے پہل دیکھا ہے"؟۔

"لیکن۔۔۔ لیکن۔۔۔۔ اس سے کیا ہوتا ہے"؟۔ عمران احمقانہ انداز میں بولا۔ ہنستے ہوئے آدمی کو خوش کہیں گے اور بسورتے ہوئے آدمی کو مغموم۔ میں نے انہیں کئی بار ہنستے ہوئے دیکھا تھا"۔

" کیوں وقت برباد کر رہے ہو"۔ دوسرے آدمی نے اس سے کہا جو عمران سے بحث کرنے پر آمادہ نظر آ رہا تھا"۔

"آپ کا کیا بگڑتا ہے جناب، آپ اپنا وقت سنبھالے رکھئے"۔عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔ "میں آپ سے تو گفتگو نہیں کر رہا"۔

"آپ اپنی چونچ بند رکھیں تو بہتر ہے"۔اس آدمی نے آنکھیں نکال کر کہا۔

"آپ میری توہین کر رہے ہیں"۔عمران ہاتھ ہلا کر بولا۔

"جاو یار بور نہ کرو۔تیسرا آدمی بولا جو ابھی تک خاموش رہا تھا۔

"خدا غارت کرے"۔عمران دوسری طرف مڑتا ہوا بولا۔ "یہ سبھی میری توہین کرنے پر تل گئے ہیں"۔

وہ جانتا تھا کہ اب شائد ہی رات کے کھانے کا تذکرہ بھی آئے۔۔۔اس لیے اس نے نہایت اطمینان سے باورچی خانے کا رخ کیا جہاں تک پہنچنے کے لیے پورچ سے تقریباً آدھے فرلانگ کا فاصلہ طے کرنا پڑتا تھا۔باورچیوں نے اسے وہاں دیکھ کر ہاتھ روک لیے اور اسے حیرت سے دیکھنے لگے۔حادثے کی اطلاع انہیں مل چکی تھی۔لیکن وہ پھر بھی اپنے کام میں مصروف تھے۔ویسے انہیں یقین ہو رہا ہوگا کہ اس وقت میز نہیں لگائی جائے گی بلکہ اکا دکا لوگ موقع پا کر باورچی خانے ہی کا رخ کرتے رہیں گے۔بیرے نے ایک چھوٹی میز کھڑکی کے قریب کھسکا دی اور اس کے قریب کرسی رکھتا ہوا بولا۔ "تشریف رکھئے جناب"۔

عمران چپ چاپ بیٹھ گیا۔اس وقت وہ مغموم نظر آ رہا تھا۔چہرے پر حماقت کے آثار اگر تھوڑے بہت تھے بھی تو ان پر غمزدگی کی تہیں چڑھ گئی تھیں۔

" کیا حاضر کروں جناب"؟۔بیرے نے ادب سے پوچھا۔

"اوہ۔۔۔کچھ نہیں۔صرف کافی اور چند سلائیس،اف فوہ۔ایسے کسی خوفناک حادثے کے بعد بھوک کہاں لگتی ہے۔غالباً تم لوگوں کو تو علم ہی ہو چکا ہوگا"؟۔

"جی ہاں۔جناب۔خدا ہمارے مالک کو محفوظ رکھے"۔

"اچھی خاصی محفل ویران ہوگئی"۔

"جی جناب"۔

"مسٹر چنگیزی بڑے اچھے آدمی تھے۔غالباً پچھلے سال بھی وہ یہاں ضرور آئے ہوں گے"؟۔

"نہیں جناب میں نے اس سے پہلے انہیں یہاں کبھی نہیں دیکھا"۔بیرے نے کہا اور دوسروں کی طرف اس انداز سے دیکھا جیسے اپنے بیان کی تائید یا تردید چاہتا ہو۔

کوئی کچھ نہ بولا۔

عمران نے ایک طویل سانس لی۔ٹھنڈی ہوا کے جھونکے اس کے چہرے کے مسامات میں گھسے جارہے تھے۔

وہ بڑی دیر تک ان سے گفتگو کرتا رہا لیکن کوئی کام کی بات نہ معلوم ہوسکی۔پھر وہ عمارت میں واپس آ گیا ۔یہاں کیپٹن فیاض اس کا منتظر تھا۔

"اس کی حالت اچھی نہیں ہے"۔اس نے کہا۔

"کیا تم اس سے گفتگو کرنے میں کامیاب نہیں ہوسکے"؟۔عمران نے پوچھا۔

"میں نے اس سے کافی دیر تک گفتگو کی ہے"۔

"آہا تو پھر حالت اچھی نہ ہونے کا کیا مطلب ہوسکتا ہے"؟۔

"اس کی آنکھیں بالکل خشک ہیں اور آواز میں غم کا شائبہ تک نہیں ہے۔لہذا ایسی صورت میں اس کے علاوہ اور کیا کہا جاسکتا ہے کہ اس کی ذہنی حالت قابل اطمینان نہیں ہے"؟۔

"اور ڈاکٹر صاحب، میں گفتگو سننا چاہتا ہوں۔اس کے دل پر کیا گزری ہے اس سے تمہیں کوئی سروکار نہ ہونا چاہیئے"۔

"اتنے حیوان نہ بنو"۔

"اب تم معلم الاخلاق بھی بننے کی کوشش کررہے ہو۔یہ بہت بری بات ہے سوپر فیاض"۔

فیاض نے بہت برا سا منہ بنایا پھر تھوڑی دیر خاموش رہ کر بولا۔ "اس کا بیان ہے کہ وہ دونوں چھ بجے کمرے سے نکل آئے تھے اس کے بعد اسے نہیں معلوم کہ چنگیزی کب اور کس لیے دوبارہ کمرے میں گیا تھا۔ چھ بجے جب وہ کمرے سے نکلے تھے اس وقت دیواریں بالکل صاف تھیں۔اور انہوں نے اس کمرے میں قیام کرنے کے بعد سے آج 6 بجے تک کسی دیوار پر رنگین لکیریں نہیں دیکھی تھیں۔

" کسی عورت کے بارے میں پوچھا تھا"؟۔

"ہاں لیکن وہ اس کے متعلق کچھ نہیں بتا سکی۔اتنا ضرور کہا تھا کہ چنگیزی کے تعلقات دوسری عورتوں سے کبھی نہیں رہے۔۔۔اور نہ اس نے ان دنوں میں کوئی ایسی بات مارک کی تھی جس سے یہاں ایسی کسی عورت کی موجودگی کا شبہ ہوتا۔۔۔۔مگر تم آخر کسی عورت کا تذکرہ کیوں کر بیٹھے تھے"؟۔

عمران نے کاغذ کا ایک ٹکڑا نکالا اور فیاض کی طرف بڑھا دیا۔کاغذ پر تحریر تھا۔

"میں ساڑھے تین بجے تمہارے کمرے میں تمہارا انتظار کروں گی"۔

" تمہیں کہاں ملا تھا"۔فیاض نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"چنگیزی کے کمرے میں۔۔۔"

" بکواس مت کرو"۔فیاض کو غصہ آ گیا۔

"خیریت۔۔۔۔۔۔آخر اس میں خفا ہونے کی کیا بات ہے"؟۔

"میں ایسی بے تکلفی پسند نہیں کرتا"۔فیاض کا غصہ بڑھ رہا تھا۔

گھاس تو نہیں کھا گئے۔میں کہہ رہا ہوں کہ یہ پرچہ مجھے چنگیزی کے کمرے میں ملا تھا اور تم کہہ رہے ہو کہ میں ایسی بے تکلفی پسند نہیں کرتا"؟۔

"تم نے یہ پرچہ میری جیب سے نکالا ہے"؟۔

"اے سبحان اللہ۔کیا تم ہی مسز چنگیزی ہو۔پیارے تمہاری ذہنی حالت"۔

فیاض کے موڈ سے تو یہی معلوم ہو رہا تھا کہ دونوں میں اسی وقت بہت شدید جھڑپ ہو جائے گی۔لیکن

پھر وہ آہستہ آہستہ ٹھنڈا پڑ گیا۔

"دیکھو"۔اس نے نرم لہجے میں کہا۔ "یہ پرچہ میری جیب میں تھا۔آخر اس کے کمرے میں کیسے پہنچا"؟۔

" کس وقت تمہاری جیب سے غائب ہوا تھا"؟۔

"پتہ نہیں۔لیکن تھوڑی دیر پہلے جب مجھے اس کا خیال آیا تھا۔میری جیب میں موجود نہیں تھا"۔

"تمہارے پاس کب اور کیسے آیا تھا"؟۔

"اس کے متعلق بھی میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔کیونکہ یہ میری جیب ہی سے برآمد ہوا تھا۔میں نہیں جانتا کہ جیب میں کیسے پہنچا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔ٹھیک سات بجے مجھے اس کا خیال آیا میں نے جیب میں ہاتھ ڈالا لیکن وہ غائب تھا"۔

" مگر تم ساڑھے سات بجے اپنے کمرے میں ضرور گئے ہوگے"؟۔عمران بائیں آنکھ دبا کر مسکرایا۔

"او کمبخت تمہیں اس کا بھی خیال نہیں ہے کہ یہاں ایک لاش پڑی ہوئی ہے"؟۔فیاض پھر جھنجھلا گیا۔

" فکر مت کرو۔اس نے اتنا سرمایہ چھوڑا ہے کہ اس کے بال بچے زندگی بھر عیش کریں گے۔۔پھر پریشانی کس بات کی اگر تم دو چار کروڑ کا بیلنس چھوڑ کر مر جاو تو میں تمہاری بیوی کی کمر میں ہاتھ ڈال کر تمہاری لاش ہی پر رمبا

ناچ سکتا ہوں"۔

"شٹ اپ"۔فیاض بڑی تیزی سے دوسری طرف مڑ گیا۔

--------------------------*-----------*

دوسری صبح تک کوٹھی میں ہیجانی سی کیفیت نظر آتی رہی۔فیاض کے محکمے کے لوگ لاش سے متعلق

ضروری کارروائی مکمل کر لینے کے بعد اسے پوسٹ مارٹم کے لیے اٹھوا لے گئے تھے۔لیکن کیپٹن فیاض وہیں موجود تھا۔

البتہ اس کا ڈرائیور عمران کی "بیگم " کو شہر واپس لے گیا تھا۔

کئی مہمان بھی چلے گئے تھے۔۔۔۔خان دلاور یا فیاض نے انہیں روکا نہیں تھا۔بیگم چنگیزی وہیں تھی۔ لیکن وہ ایک متحرک بت سے زیادہ نہیں معلوم ہوتی تھی۔اس کے ہونٹ اتنے مضبوطی سے بند ہوتے کہ جبڑوں کی رگیں ابھری ہوئی سی نظر آتیں۔۔۔۔آنکھیں ویران اور پتھرائی ہوئی سی۔اگر کبھی کوئی اسے مخاطب کرتا تو اس طرح چونک پڑتی جیسے اونگھتی رہی ہو۔

ڈاکٹر مہ جبین ہر وقت اس کے ساتھ دیکھی جاتی تھی۔

فیاض عمران کو نظر انداز کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔مگر صرف اس حادثے کی حد تک۔ویسے ان دونوں میں خوشگوار ہی قسم کی گفتگو ہوتی تھی۔فیاض ہی نے رائے دی تھی کہ اب اسے اس طوائف کو شہر بھجوا دینا چاہئے۔کیونکہ محفل طرب ماتم کدہ بن چکی ہے۔عمران نے بے چون و چرا اس کے مشورے پر عمل کیا تھا لیکن اس سے یہ نہیں پوچھا تھا کہ وہ اس کیس کے سلسلے میں کیا کر رہا ہے۔

لیکن اس کے ذہن میں وہ تحریر کافی ہنگامے برپا کر رہی تھی۔جو کیپٹن فیاض کی جیب سے ہوتی ہوئی مرنے والے کے کمرے تک پہنچی تھی۔

فیاض کا ایک اسسٹنٹ انسپکٹر زاہد بھی وہیں رہ گیا تھا۔وہ اور فیاض مختلف مہمانوں سے مرنے والے کے متعلق پوچھ گچھ کرتے پھر رہے تھے۔جو مہمان واپس جا چکے تھے ان کی لسٹ فیاض نے اپنے دوسرے اسسٹنٹ کو دے

کر شہر روانہ کر دیا تھا تا کہ ان سے معلومات فراہم کر سکے۔

عمران صبح سے اس آدمی کے چکر میں تھا۔جس نے پچھلی رات چنگیزی کے متعلق بہت سی باتیں کی تھیں۔اس کا نام نجیب تھا۔یہ بھی شہر کے اچھے خاصے خوشحال لوگوں میں شمار کیا جاتا تھا۔۔۔۔۔۔۔

عمران کی معلومات کے مطابق اس کے چنگیزی سے تعلقات بھی تھے۔

وہ صبح سے اب تک کئی بار کوشش کر چکا تھا کہ مسز چنگیزی کے دل کا غبار نکل جائے۔ عمران اسے برابر دیکھتا رہا تھا۔ ڈاکٹر جبین کی بھی یہی کوشش تھی کہ وہ کسی طرح رو پڑے۔ لیکن نہ تو نجیب کو کامیابی ہو سکی تھی اور نہ ڈاکٹر جبین ہی اس کا ذہنی جمود ختم کرنے میں کامیاب ہو سکتی تھی۔

دوپہر تک فیاض نے نہ جانے کیسے ضبط کیا۔ عمران سے اس حادثے یا اپنی تفشیش کے متعلق کوئی گفتگو نہیں کی۔ لیکن پھر اس کے بعد اسے عمران کو گھیرنا ہی پڑا کیونکہ وہ تحریر اس کے لیے بھی الجھن کا باعث بن گئی تھی"۔

" کیوں؟۔ تم اس تحریر کے بارے میں کس نتیجے پر پہنچے ہو۔"؟۔ اس نے عمران سے پوچھا۔

"میں کیا بتاوں سوپر فیاض، تحریر تمہاری جیب میں پہنچی تھی تم ساڑھے سات بجے اپنے کمرے میں پہنچے تھے لیکن اس وقت وہ کاغذ تمہاری جیب میں نہیں تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پھر وہ ٹکڑا ملا بھی تو کہاں ۔۔۔۔۔۔ ایک ایسے آدمی کے کمرے میں جس کی لاش ہال میں پڑی ہوئی تھی"۔

"آخر یہ چکر ہے کیا"؟۔ فیاض اپنی پیشانی رگڑتا ہوا بولا۔

" کچھ بھی ہو لیکن وہ ساڑھے سات بجے تمہیں تمہارے کمرے میں نہیں ملی تھی۔۔۔۔۔ آہا تو پھر تم خود ہی پہنچے تھے ہال میں یا کوئی بلانے آیا تھا"؟۔

"میں کمرے ہی میں تھا۔۔۔۔۔ ڈاکٹر جبین نے مجھے حادثے کی اطلاع دی تھی"۔

"تم نے یہ سب کچھ پہلے ہی کیوں نہ بتایا تھا"؟۔

"تم میرا مذاق کیوں اڑا رہے ہو"؟۔ فیاض پھر جھلا گیا۔ "میں کہتا ہوں اگر تمہیں کوئی ایسی تحریر ملتی تو تم کیا کرتے"؟۔

"ارے میں تو اس عورت کے ننہال تک دوڑتا چلا جاتا۔۔۔ سرپٹ۔۔۔ ہاں"۔ عمران نے سنجیدگی سے کہا۔ "

ہام، ٹھہرو، تو گویا، وہ عورت تمہیں اور چنگیزی کو بیک وقت اپنے کمروں میں بھیجنا چاہتی تھی۔۔۔۔
چنگیزی ختم ہو گیا لیکن تمہاری بیوی بڑی بدقسمت معلوم ہوتی ہے۔ زحل ستارہ ہو گا"۔

فیاض کچھ نہ بولا، وہ سگرٹ سلگا رہا تھا۔

" مگر فیاض، کیا تم پہلی بار خان دلاور کی دعوت میں شریک ہوئے ہو"؟۔ عمران نے پوچھا۔

" نہیں، اب سے پانچ سال پہلے بھی اتفاق ہو چکا ہے۔ ویسے وہ مجھے ہر سال مدعو کرتا ہے۔ اس بار تو خاص طور سے۔۔۔۔ مطلب یہ کہ اس دعوت کے سلسلے میں مہمانوں کے متعلق بھی اس نے مجھ سے مشورے لیے تھے"۔

"چنگیزی تو شاید پہلی بار اس دعوت میں شریک ہوا تھا"۔

" یہ تمہیں کیسے معلوم ہوا"؟۔

" پتہ نہیں۔۔۔۔ میرا خیال ہے"۔

"میں نے اس کے متعلق خان دلاور سے نہیں پوچھا۔

" مجھے علم ہے کہ وہ اس سے پہلے کبھی اس دعوت میں شریک نہیں ہوا"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ تو تم خان دلاور پر شبہ کر رہے ہو"؟۔

"میں اپنے باپ پر بھی شبہ کر سکتا ہوں تم اس کی پرواہ مت کرو"۔

تھوڑی دیر تک خاموشی رہی پھر فیاض نے کہا۔ "میرا خیال ہے کہ تم بھی ابھی تک کسی خاص نتیجے پر نہیں پہنچ سکے"؟۔

"مشکل کام ہے سوپر فیاض، لیکن ہو سکتا ہے کہ پوسٹ مارٹم کی رپورٹ دیکھ کر میں کوئی راہ نکال سکوں۔ بڑی مصیبت تو یہ ہے کہ اس کے کمرے میں ان تینوں لکیروں کے علاوہ اور کچھ نہ مل سکا۔ یا پھر یہ پرچہ جو تمہارے جیب میں بھی رہ چکا ہے۔ پھر تم سے ایک غلطی بھی سرزد ہوئی ہے۔ آخر تم نے ان مہمانوں کو جانے کیوں دیا۔ کم از کم تین چار دن تو روکنا ہی تھا"۔

" بھئی خان دلاور نے مجھے مجبور کیا ہے کہ جو جانا چاہیں انہیں نہ روکوں"۔

"شاید خان دلاور ہی اب تمہارے محکمے کا ڈائریکٹر جنرل بنایا جائیگا"۔عمران کا لہجہ ناخوشگوار تھا۔

"اسی صورت میں جب تم یتیم ہوجاو"۔فیاض کا جواب تھا۔

عمران کچھ کہنے ہی والا تھا کہ نجیب آ گیا۔فیاض ہی نے اسے اشارے سے بلایا تھا۔

" کہئے اب کیا حال ہے"؟۔فیاض نے اس سے پوچھا۔

" کوئی تبدیلی نہیں ہوئی، مجھے ڈر ہے کہ کہیں مسز چنگیزی اپنا ذہنی توازن نہ کھو بیٹھیں۔ایک آنسو نہیں نکلا"۔

"آہا۔۔۔۔۔۔ "عمران اپنے دیدے نچا کر بولا۔ "آپ تو وہی معلوم ہوتے ہیں۔دوربین والے۔۔۔ہیں ناں"۔

" کپتان صاحب"۔دفعتا نجیب اکھڑ گیا۔ "میں کہتا ہوں انہیں سمجھائیے یہ خواہ مخواہ ہر معاملے میں اپنی ٹانگ نہ اڑایا کریں"۔

"بری بات ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔مسٹر"۔فیاض نے عمران کی طرف دیکھے بغیر رواداری میں کہا اور پھر نجیب سے بولا۔ " کیا یہاں کوئی ایسی عورت تھی جو مسز چنگیزی سے ملتی رہی ہو"؟۔

"نو نو۔۔۔۔۔۔۔۔ ہرگز نہیں"۔نجیب سر ہلا کر بولا۔ "چنگیزی ایسا آدمی نہیں تھا۔میں اسے بہت دنوں سے جانتا ہوں۔آپ کو اس کا خیال کیسے آیا کپتان صاحب"؟۔

" کچھ نہیں، یونہی بر سبیل تذکرہ پوچھ لیا ہے"۔

عمران نے محسوس کیا کہ اس جواب سے نجیب کی تشفی نہیں ہوئی۔لیکن پھر اس نے اس موضوع کو آگے نہیں بڑھایا۔فیاض اب اس سے دوسری باتیں پوچھ رہا تھا۔جن کے جواب سے عمران نے اندازہ لگایا کہ چنگیزی کا حلقہ احباب محدود تھا۔اور وہ ایسا آدمی بھی نہیں تھا جسے عیاش کہا جا سکتا۔عورتوں سے دوستی کے معاملے میں وہ محتاط تھا۔خان دلاور کی اس دعوت میں حقیقتا پہلی بار شریک ہوا تھا۔ویسے ان دونوں کی دوستی پرانی تھی۔اپنی بیوی سے وہ بہت محبت کرتا تھا۔دونوں کی شادی رومان کا نتیجہ تھی۔وہ اس کے

بغیر ایک دن بھی نہیں گزار سکتا تھا۔

ابھی یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ ڈاکٹر جبین آ پہنچی۔عمران نے اسے بڑے ادب سے سلام کیا جس کا جواب نہیں ملا۔

"میں تھک گئی ہوں، فیاض صاحب۔ "اس نے کہا۔ "لیکن مسز چنگیزی کو رلانے میں کامیاب نہیں ہوسکی"۔

" کیا سب پاگل ہوگئے ہیں"؟۔عمران احمقانہ انداز میں بولا۔ "آخر کسی اچھے بھلے آدمی کو رولانے سے کیا

فائدہ"؟۔

"آپ اپنی جہالت سمیت خاموش ہی رہا کیجئے تو بہتر ہوگا"۔ڈاکٹر جبین کو غصہ آ گیا۔

"میں برا نہیں مانتا، عورتیں مجھے عموماً چھیڑتی رہتی ہے"۔عمران نے ہنس کر کہا۔

"مت بکواس کرو۔۔۔۔۔۔ "نجیب ڈاکٹر جبین کی حمایت میں مارنے مرنے پر آمادہ نظر آنے لگا۔

"اچھی بات ہے اب نہیں کروں گا"۔عمران نے بڑے سعادت مندانہ انداز میں کہا اور احمقوں کی طرح ادھر ادھر دیکھنے لگا۔فیاض بھی عمران کو گھور رہا تھا مگر اس نے زبان سے کچھ نہیں کہا۔

دونوں فیاض سے بیگم چنگیزی ہی کے متعلق گفتگو کرتے رہے۔عمران وہاں سے ہٹ آیا۔یہ کیس اسے اپنی طرف کھینچ رہا تھا۔تھوڑی دیر بعد وہ پھر کیپٹن فیاض سے ملا۔

"میں شہر جا رہا ہوں"۔اس نے کہا۔

" کیوں"؟۔

"مرغیوں کی دیکھ بھال کے لیے۔۔۔۔۔اس بار منار کا انڈوں پر بیٹھی ہے"۔

"شام سے پہلے تمہاری واپسی ضروری ہے"۔فیاض بولا۔

"لیکن اگر کسی مرغی پر اختلاج قلب کے دورے پڑ رہے ہوں گے تو میں مجبور ہو جاؤں گا"۔

"میرا خیال ہے کہ تم اس صورت میں مرغ ہو جاو گے "۔فیاض نے کہا جو اچھے ہی موڈ میں تھا۔

"ہاہا،سوپر فیاض بہت اچھے "۔عمران خوش ہو کر بولا۔ " کیا یہاں کسی سے ناک لڑ گئی ہے، بہت خوش ہو"۔

"بس جاو۔۔۔۔۔۔۔۔۔چار بجے سے پہلے واپسی ورنہ۔۔۔۔۔۔ "فیاض نے ہاتھ ہلا کر کہا۔

کچھ دیر بعد عمران کی ٹو سیٹر شہر کی طرف جا رہی تھی۔۔۔۔۔گھر تک پہنچنے میں آدھے گھنٹے سے زیادہ نہیں صرف ہوئے۔

سلیمان کی مزاج پرسی کر کے وہ سیدھا اس کمرے میں گیا جہاں پرائیویٹ فون رہتا تھا۔اس نے جولیا فٹز واٹر کے نمبر ڈائیل ملا۔

"اتنی دیر، جولیا"۔عمران ایکس ٹو کی آواز میں غرایا۔

"میں باتھ روم میں تھی جناب،معافی چاہتی ہوں جناب"۔

"سنو، میں مسٹر چنگیزی کے متعلق معلومات چاہتا ہوں۔کیا تم نے کسی اخبار کا ضمیمہ دیکھا ہے"؟۔

"جی ہاں،اور وہ چنگیزی کی موت ہی کے سلسلے میں شائع ہوئے ہیں۔۔۔"۔

" کیا وہ اتنا ہی اہم آدمی تھا"؟۔

"یقیناً جناب۔کیا آپ کی نظروں سے کوئی ضمیمہ نہیں گزرا"؟۔

"میری بات کا جواب دو"؟۔عمران غرایا۔ "مجھ سے غیر ضروری گفتگو نہ کیا کرو"۔

"اوہ۔۔۔۔۔مم۔۔۔۔۔۔۔۔۔معاف فرمائیے جناب، جی ہاں وہ کسی حد تک اہم آدمی تھا کیونکہ بیرونی ممالک سے جتنی بھی مشینری درآمد ہوتی ہے وہ سب اسی کے توسط سے ہوتی تھی اس بار وہ الیکشن میں بھی کھڑا ہونے والا تھا"۔

"یہ باتیں اتنی اہم نہیں ہے جن کے لیے اخبارات کے ضمیمے نکالے جائیں"۔

"اوہ ٹھیک یاد آیا جناب،اس نے شہر کے روزناموں کے لیے ایک ٹرسٹ قائم کیا تھا جس سے ان روز

ناموں کو ضرورت پڑنے پر مالی امداد ملتی تھی"۔

"ہاں، اب تم نے کام کی بات کی ہے۔۔۔۔۔ "عمران نے طویل سانس لے کر کہا۔ اسے دو تین کھانسیاں آئیں اور پھر اس نے کہا۔ "جولیا، اس چنگیزی کے متعلق یہ معلوم کرنا ہے کہ اس کی شادی کب اور کن حالات میں ہوئی تھی۔ وہ خود کس قسم کا آدمی تھا۔ اس کے مخصوص دوستوں کے بار میں تفصیل، گھریلو زندگی کیسی تھی۔ کیا وہ شہر کے کسی خاص روزنامے میں بہت زیادہ دلچسپی لیتا تھا۔ بیوی سے اس کے تعلقات ان دنوں کیسے تھے۔۔۔۔ اگر کوئی عورت اس کے قریبی دوستوں میں مل سکے تو اس کا خاص طور پر خیال رکھو یہ ساری اطلاعات تم زیرو زیرو سکس ٹرانسمیٹر پر عمران کو دو گی۔۔۔۔ ٹھیک ساڑھے تین بجے۔۔۔۔ اور پھر وہ جو کچھ کہے اس پر عمل کرنا"۔ عمران پھر کھانسنے لگا۔۔۔۔۔ خواہ مخواہ کھانس رہا تھا۔۔۔۔۔ اور اب وہ کھانستا ہوا بولا۔ "میں بیمار ہوں۔۔۔۔۔ اس لیے یہ کیس کلی طور پر عمران کے سپرد کر رہا ہوں تم لوگوں کو چاہیئے کہ اس سے پورا پورا تعاون کرو۔ بار بار مجھے تکلیف دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ میں نے فی الحال یہی سوچا ہے۔ کہ کسی ہسپتال میں داخل ہو

جاوں"۔

"کاش آپ مجھے اپنی خدمت کا موقع دے سکتے"۔ جولیا کی آواز میں بڑا درد تھا۔

"جولیا"۔

"جناب عالی"۔

"غیر ضروری گفتگو سے احتراز کرو"۔ عمران نے غصیلے لہجے میں کہا اور سلسلہ منقطع کر دیا۔

شائد وہ صرف اتنے ہی کے لیے یہاں آیا تھا۔ اس نے ٹرانسمیٹر نکال کر گلے میں لٹکا اور سلیمان کو گھریلو معاملات کے متعلق ہدایات دیتا ہوا باہر نکل آیا زیرو سکس کا ٹرانسمیٹر فولڈنگ کیمرہ بھی تھا اور ٹرانسمیٹر بھی۔ پچاس میل کے رقبے میں اسے بہ آسانی استعمال کیا جا سکتا تھا۔ ایک مختصر سی بیٹری اسے اڑتالیس گھنٹے تک کار آمد رکھ سکتی تھی۔

وہ کچھ دیر تک شہر کی سڑکوں پر چکراتا رہا کیونکہ اس وقت جولیا کا پیغام راستے ہی میں کہیں سننا چاہتا تھا پھر خان دلاور کی دیہی کوٹھی کی طرف روانہ ہوگیا۔ گاڑی کی رفتار یونہی سی رکھی تھی۔ جیسے تفریحاً کھیتوں اور سرسبز میدانوں کی طرف نکل آیا ہو۔ وہ بار بار گھڑی کی طرف دیکھتا جارہا تھا۔ ساڑھے تین بج گئے لیکن ٹرانسمیٹر پر اشارہ نہیں موصول ہوا۔ پانچ منٹ اور گزر گئے۔ عمران کا منہ بگڑ گیا۔ لیکن ٹھیک اسی وقت اشارہ موصول ہوا اور دوسری طرف سے جولیا کی آواز آئی۔

"ہلو۔۔۔۔۔۔ہو۔۔۔۔ بلاک ہیڈ۔۔۔۔۔۔۔۔ہلو۔۔۔۔۔۔۔۔ہلو۔۔۔۔۔۔۔۔۔ بلاک ہیڈ پلیز۔۔۔۔۔"

"ہلو۔۔۔۔ "عمران نے اپنے مخصوص انداز میں قلقاری لگائی۔۔۔۔۔۔ "اب چھوٹے بچے کی کیسی طبیعت ہے محترمہ نصیبن"۔

"کیا بکواس شروع کردی تم نے"؟۔

"ہام، اب تم بتاؤ۔ چوہے نے مجھے بتایا ہے کہ تم کچھ دنوں تک میرے کان کھاؤگی"۔

"کام کی بات کرو۔ میں غیر ضروری گفتگو نہیں پسند کرتی"۔

عمران بائیں آنکھ دبا کر مسکرایا اور بولا۔۔۔۔ "چنگیزی سے متعلق رپورٹ"۔

"اس کی شادی دو سال پہلے ہوئی تھی۔ پہلے دونوں میں محبت ہوئی تھی"۔

"ضرور ہوئی ہوگی، کیونکہ دو سال پہلے اس کا رواج تھا۔ خیر۔۔۔۔۔ دونوں کے تعلقات آج کل کیسے تھے"؟۔

"بہت اچھے تھے۔۔۔۔ کسی ملازم کو یاد نہیں کہ ان میں کبھی جھگڑا ہوا ہو"۔

"مسز چنگیزی کا کوئی مرد دوست"؟۔

"کوئی بھی نہیں، مطلب یہ کہ۔۔۔۔۔۔۔۔ مگر ٹھہرو، اس کے بارے میں کیا کہا جاسکتا ہے"؟۔

"کیوں"؟۔

"ظاہر ہے کہ چنگیزی کے دوست اس کے بھی دوست رہے ہوں گے"۔

" کوئی ایسا جس سے چنگیز بھی واقف نہ رہا ہو"؟۔

"اس سے تو دنیا کی کوئی طاقت واقف نہیں ہوسکتی"۔عمران کیا تم بالکل ہی ڈفر ہو گئے ہو"؟۔

"وہ تو میں پہلے بھی تھا"۔عمران خوش ہوکر بولا۔ "اچھا کیا مسز چنگیزی کسی مشہور خاندان سے تعلق رکھتی ہے"؟۔

"نہیں،متوسط طبقے کے ایک معروف گھرانے سے تعلق رکھتی ہے۔شادی سے پہلے گورنمنٹ گرلز اسکول میں ٹیچر تھی"۔

" کیرکٹر"؟۔

"یہ لغوترین لفظ کم ازکم میرے سامنے نہ دہرایا کرو"۔جولیا نے کہا۔ " کیونکہ میں اس کا مفہوم آج تک نہیں سمجھ سکی"۔

"پھر تم نے اسے لغو کیسے کہہ دیا"؟۔

"میں اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتی۔اس کے کیریکٹر کے بارے میں کچھ نہ بتا سکوں گی کیونکہ اس کے متعلق معلومات ہی نہیں حاصل کرسکی"۔

"بہتر ہے کہ اب تم کسی اوپیرا میں ملازمت کرلو ورنہ ایکس ٹو کا محکمہ تمہارے لیے بہت تکلیف دہ ثابت ہوگا"۔

"ختم کرو۔اس سلسلے میں ایک عجیب بات معلوم ہوئی ہے"۔جولیا نے کہا۔

"بیان جاری رکھو،جہاں ضرورت ہوگی ٹوک دوں گا"۔

"وہ پچھلے ایک ماہ سے بیحد پریشان نظر آرہا تھا۔اور اپنا زیادہ تر وقت کوٹھی کی چھت پر گزارتا تھا"۔ ایسے موقع پر اس کے گلے میں دوربین بھی ہوتی تھی۔اور وہ دیر تک چاروں طرف اس سے دیکھتا رہتا تھا۔کوٹھی کی پشت پر ایک بہت بڑا باغ ہے اکثر اس کے ہاتھوں میں رائفل بھی دیکھی جاتی تھی۔

"اس کی وجہ معلوم ہو سکی"۔

"نہیں، اس نے کبھی کسی کو وجہ نہیں بتائی"۔

"تم اتنے یقین کے ساتھ کوئی بات نہ کہا کرو، میرے پیٹ میں درد ہونے لگتا ہے"۔

"تم جہنم میں جاو"۔ جولیا چڑ کر بولی۔

"جہنم میں چورن نہیں ملتا۔ خیر۔۔۔ تم یہ کیسے کہہ سکتی ہو کہ اس نے اس کی وجہ مسسز چنگیزی کو بھی نہ بتائی ہوگی"۔

"ارے، تو کیوں جھک مار رہے ہو اسی سے پوچھ لو نا، تم بھی شاید وہیں ہو، تم سے خدا سمجھے، تم آئے دن ہمارے لیے کوئی نہ کوئی مصیبت ڈھونڈ لاتے ہو"۔

" گورنمنٹ گرلز ہائی سکول میں کوئی ایسی استانی تلاش کرو جس کے مسسز چنگیزی سے گہرے تعلقات رہے ہوں۔ اگر ایسی کوئی عورت مل سکے تو رات کو ٹھیک نو بجے مجھے اطلاع دو"۔

جولیا نے گفتگو ختم کر دی۔ شائد وہ پوری رپورٹ دے چکی تھی۔

عمران نے ٹرانسمیٹر بند کر کے کار کی رفتار تیز کر دی۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔*۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔*

اسی رات کو ڈاکٹر جبین مسسز چنگیزی کو رلا دینے میں کامیاب ہوگئی۔ یہ ڈاکٹر جبین کا دعوی تھا مگر حقیقت یہ تھی کہ اس کا سہرا بھی عمران ہی کے سر رہا تھا۔ اس نے گھسی پٹی عورت کے سے انداز میں مسٹر چنگیزی کے لاولد مر جانے کا

تذکرہ چھیڑا تھا۔ بس پھر وہ بے ساختہ رو پڑی تھی۔ اس کے بعد فیاض اور عمران وہاں سے ہٹ آئے تھے۔

اس وقت فیاض سے پیچھا چھڑا لینا آسان کام نہیں تھا۔ کیونکہ شائد فیاض کو یقین ہو گیا تھا کہ عمران کسی خاص نتیجے پر پہنچ چکا ہے۔

عمران اسے جھکائیاں دیتا۔ اور پھر نو بجنے میں صرف دس منٹ باقی رہ گئے تھے۔۔۔۔ اسے توقع تھی کہ ٹھیک نو بجے ٹرانسمیٹر پر جولیا کا پیغام آئے گا۔

کسی نہ کسی طرح فیاض کو ڈاج دے کر وہ عمارت سے نکل آیا۔ عقبی پارک ہی ایسی سکون کی جگہ ہو سکتی تھی جہاں اس کے پیغام کا انتظار کر سکتا تھا۔

وہ عقبی پارک پہنچ کر کوئی ایسا مقام تلاش کرنے لگا جہاں سے اس کا سایہ تک کسی کو نظر نہ آ سکے۔ ورنہ تاروں کی چھاوں میں تو وہ بہ آسانی دیکھ لیا جاتا۔ وہاں کیپٹن فیاض بھی تو موجود تھا جو اس سے کام بھی لیتا تھا اور اس پر نظر بھی رکھنے کی کوشش کرتا تھا۔

وہ ایک چھوٹے سے ٹیکرے اور جو ہی جھاڑی کے درمیان بیٹھ گیا۔ پھر ٹرانسمیٹر سنبھالا۔ لیکن دوسرے ہی لمحے میں اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ ٹرانسمیٹر پر آواز آ رہی تھی لیکن بولنے والی کوئی عورت نہیں تھی بلکہ مرد تھا جو کہہ رہا تھا۔ "ابھی تک حالات میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی لیکن اب وہ رو پڑی ہے"۔

" فکر مت کرو"۔ دوسری آواز آئی۔ "مجھے یقین ہے کہ وہ اس کے متعلق کچھ بھی نہ جانتی ہوگی۔ وہ بہت محتاط تھا۔۔۔۔ اور کچھ کہنا ہے تمہیں"؟۔

"ایک بیوقوف سا آدمی میری الجھن کا باعث بنا ہوا ہے کل سے کوشش کی جا رہی تھی کہ وہ رو پڑے لیکن کسی کو بھی کامیابی نہیں ہوئی آج اس احمق نے اسے چٹکی بجاتے رلا دیا"۔

"تم اس سے بھی زیادہ احمق معلوم ہوتے ہو"۔ دوسری آواز آئی۔

"اتنے میں ٹرانسمیٹر سے ایک تیسری آواز ابھی۔۔۔۔۔ ہلو۔۔۔۔ ہلو۔۔۔۔ ڈیوک آف ڈھمپ ۔۔۔۔۔ "ہلو۔۔۔۔ "یہ جولیا کی آواز تھی۔

عمران فوراً بول پڑا۔ " کاشن۔۔۔۔ موقع نہیں ہے"۔

جولیا کی آواز آنی بند ہوگئی۔ دوسرے بولنے والے تو پہلے ہی خاموش ہو گئے تھے لیکن عمران پھر بھی کچھ دیر تک منتظر رہا۔

مگر اسے حیرت تھی کہ آخر جولیا اسی وقت کیسے بول پڑی تھی جب وہ دونوں بول رہے تھے

۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ اتنی احمق تو نہیں ہو سکتی تھی۔۔۔۔ پھر کیا اس کے سیٹ نے ان دونوں کی آوازیں نہیں ریسیو کی تھیں؟۔ دوسری ہی بات ممکن تھی۔ گفتگو سن لینے کا موقع دیتی۔ اور پھر اسے یاد آیا تھا کہ جولیا کی آواز نسبتاً دور کی آواز معلوم ہوتی تھی۔ تب پھر یہ دونوں بولنے والے قریب ہی کے ہو سکتے تھے۔ اور ان میں سے ایک یقینی طور پر کوٹھی ہی میں مقیم تھا۔ اور ان کے ٹرانسمیٹر کو کمتر فریکوینسی کے ہو سکتے تھے۔ ورنہ جولیا نے بھی ان کی گفتگو ضرور سنی ہوتی اور خود بولنے سے احتراز کیا ہوتا۔۔۔۔

عمران نے بہت احتیاط سے چاروں طرف نظریں دوڑائی۔ عقبی پارک سنسان پڑا تھا۔ اور جھینگروں کی جھائیں جھائیں بھی سناٹے ہی کا جزو معلوم ہو رہی تھی۔

وہ درختوں کی اوٹ لیتا ہوا چلنے لگا۔ اب اسے بہت محتاط ہو کر کام کرنا تھا ظاہر ہے کہ جولیا کے لیے اس کا کاشن ان دونوں آدمیوں نے بھی سنا ہو گا جن میں سے ایک لازما کوٹھی ہی میں مقیم تھا۔ پورچ کے قریب پہنچ کر وہ لنگڑانے لگا اور ایک ہی جھٹکے میں گریبان پھٹتا چلا گیا۔ آدھی سے زیادہ قمیض پتلون سے باہر آ گئی۔۔۔۔ وحشیانہ انداز میں بال بکھیر لیے۔

یہ سب کچھ اسے پورچ کے قریب ہی آ کر سوجھی تھی۔ لیکن اگر یہاں آس پاس کوئی موجود ہوتا تو شائد اس کی یہ نئی اسکیم ذہن ہی میں گھٹ کر رہ جاتی۔ ظاہر ہے کہ کسی کی موجودگی میں وہ خود ہی اپنا حلیہ نہ بگاڑ سکتا۔

"لعنت ہے"۔ وہ برآمدے میں داخل ہوتے ہی کراہا۔ ایک ستون سے ٹک کر بلند آواز میں بڑبڑانے لگا۔ "میں پاگل ہو جاوں گا، آخر یہاں کیا ہو رہا ہے"؟۔

دفعتاً دو ملازم ایک کمرے سے نکل کر اس کی طرف جھپٹے۔

عمران ستون سے لگا کھڑا اس طرح جھوم رہا تھا جیسے اب گرا اور تب گرا۔

" کیا ہوا جناب "؟۔نوکروں نے اسے سنبھالتے ہوئے کہا۔

"ہوا کیا۔۔۔۔"؟ عمران غصیلی آواز میں بولا۔ "ایک کل مرا تھا اور دوسرا آج مرجاتا"۔

"بتائیے بھی تو سرکار"؟۔

"مجھے اندر لے چلو"۔

ان دونوں نے اس کے بازو پکڑ لیے اور وہ لنگڑاتا ہوا چلنے لگا۔

ہال میں روشنی تھی۔بہتیرے لوگ وہاں موجود تھے لیکن آج آرکسٹرا خاموش تھا۔ویسے شراب کی ٹرالیاں آج بھی گردش کر رہی تھیں۔

فیاض بھی ہال ہی میں موجود تھا۔عمران کو اس حال میں دیکھ کر اسکی طرف جھپٹا۔

"یہ کیا ہوا"؟۔

"صرف دس منٹ اور گزرنے پر تم میری زبان سے ایک لفظ بھی نہ سن سکتے"۔عمران ہانپتا ہوا بولا۔

" کیا ہوا۔۔۔۔۔کیا ہوا"؟۔کئی آوازیں آئیں سارے ہی لوگ اس کے گرد جمع ہو گئے تھے۔

عمران نے دونوں ہاتھوں سے اپنے کان پکڑ لیے اور بولا۔ "خواہ مخواہ کتے کو بھی نہ مارو۔۔۔۔۔۔یہ نصیحت آج ہی سمجھ میں آئی ہے۔۔۔۔۔۔"

"ارے کچھ بکو گے بھی"۔فیاض پھر دھاڑا۔

"اس قبرستان سے اکتا کر عقبی پارک میں چلا گیا تھا۔وہاں ایک کتے کو پتھر مار دیا۔پتھر مارنا ہی تھا کہ کتا دو ٹانگوں پر کھڑا ہو کر دوڑنے لگا"۔

"آدمیوں کی طرح گفتگو کرو عمران"۔

"آدمی ہی تھا"۔عمران سر ہلا کر بولا۔ "یہ بات تو پٹ جانے کے بعد ہی سمجھ میں آئی تھی کہ وہ کتوں کی طرح چل رہا تھا۔۔یعنی گھٹنوں کے بل۔پتھر لگتے ہی اٹھ کر بھاگا لیکن پھر پلٹ پڑا۔۔۔۔میں

ٹھوکر کھا کر گر پڑا اس نے کچل کر رکھ دیا"۔

فیاض اسے تیکھی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

" مگر آپ اس وقت عقب میں کیا کر رہے تھے"؟۔ڈاکٹر جبین نے پوچھا۔

"میں پوچھتا ہوں آپ اس وقت یہاں کیا کر رہی ہیں، آپ کو تو عقبی پارک میں ہونا چاہیے"؟۔

" کیا بکواس ہے"؟۔

" بکواس نہیں بلکہ مشورہ۔کیونکہ اسے ایک ڈاکٹر کی ضرورت ہے"۔

"کسے ڈاکٹر کی ضرورت ہے"۔فیاض غرایا۔

"جسے میں کچل کر ڈال آیا ہوں۔۔۔۔۔۔جب دیکھا کہ کسی طرح چھوڑتا ہی نہیں تو اس کا سر ایک درخت سے ٹکرا دیا۔۔۔۔کبھی ناریل پھوٹنے کی آواز سنی ہے کپتان صاحب"؟۔

"اوہ۔۔۔کہاں۔۔۔کدھر"؟۔ایک آدمی دروازے کی طرف جھپٹا۔

لیکن بقیہ لوگ وہیں کھڑے رہے۔۔۔اور پھر وہ آدمی بھی دروازے تک جا کر پلٹ آیا۔اس نے پہلے وہاں رک کر چندھیائی ہوئی نظروں سے دوسروں کو دیکھا تھا۔اسے شاید توقع تھی کہ اس کے پیچھے کچھ اور لوگ بھی بڑھیں گے۔

"ہی ہی۔۔۔۔ہی ہی۔۔۔وہ قریب آ کر خفت آمیز انداز میں ہنستا ہوا بولا۔

" کون جانے یہ بات ان حضرات نے کہی ہے، ہوسکتا ہے وہ اس سے لڑتے رہے ہوں"۔

"آپ مجھے جھوٹا نہیں کہہ سکتے مسٹر غریب"۔عمران بولا۔

"میرا نام نجیب ہے"۔نجیب غرایا۔ "آپ یہ بتائیے کہ آپ اس وقت عقبی پارک میں کیوں گئے تھے"؟۔

"مجھے کسی نے منع نہیں کیا تھا کہ رات کو عقبی پارک میں نہ جاوں"۔

میرے ساتھ آو۔۔۔ "فیاض دروازے کی جانب بڑھتا ہوا بولا۔

"آوں یا لنگڑاوں تمہارے ساتھ۔۔۔۔۔" عمران نے مردہ سی آواز میں کہا اور سب بے ساختہ ہنس پڑے۔

"چلو"۔ فیاض نے پلٹ کر اس کا بازو پکڑ لیا۔ اور پھر وہ ساری بھیڑ ان کے پیچھے چل پڑی۔ خان دلاور بھی آ گیا تھا۔

خواتین ہال میں رک گئیں۔۔۔۔۔ اس وقت عمران کے پاس کیمرہ نما ٹرانسمیٹر نہیں تھا۔ لیکن چھپاتے وقت اس کے ذہن میں کوئی اسکیم نہیں تھی۔ وہ تو اس نے اس لیے چھپایا تھا کہ اندھیری رات میں کیمرہ لیے پھرنے کی کوئی

تک نہیں تھی اور پھر وہ ایسی صورت میں جب کہ اس کے علاوہ بھی کوٹھی میں کوئی ایسا آدمی مقیم تھا جس کے پاس ٹرانسمیٹر موجود تھا۔ وہ اپنے خلاف اس کے شبہات میں اضافی کیسے کرتا۔ ٹرانسمیٹر پر اس آدمی کی گفتگو ویسے ہی ظاہر کر چکی تھی کہ وہ عمران کو اچھی نظروں سے نہیں دیکھتا اس کے متعلق الجھن میں ہے۔

" کہا جھگڑا ہوا تھا"؟۔ فیاض نے عقبی پارک پہنچ کر عمران سے پوچھا۔

"اوہ۔۔۔۔اوہ۔۔۔۔تھوڑا آگے آو"۔ عمران انہیں تھوڑی دور لے جا کر رک گیا۔ کئی ٹارچوں کی روشنیاں چاروں طرف چکرانے لگیں۔

"وہ کہاں ہے جسے تم نے مارا تھا"؟۔ فیاض نے غصیلی آواز میں کہا۔

"یہیں تو تھا"۔ عمران کے لہجے میں حیرت تھی اور اس کے دیدے گردش کر رہے تھے۔

"میں نہ کہتا تھا"۔ نجیب چہکا۔ مگر ان سے اس حرکت کا مقصد ضرور پوچھیئے کپتان صاحب۔ ایسا بھی کیا مذاق اور پھر ایسی صورت میں چپ کر پچھلی ہی رات کو ایک حادثہ ہو چکا ہے"۔

عمران سوچ رہا تھا کیا اس نے ٹرانسمیٹر میں نجیب کی آواز بھی سنی تھی مگر وہ فیصلہ نہ کر سکا کیونکہ اس کا لب ولہجہ اور آواز پر دھیان دینے کی فرصت ہی نہیں ملی تھی۔ اس کا ذہن تو اس خدشے میں الجھ کر رہ گیا تھا کہ

کہیں اسی وقت جولیا بھی نہ بول پڑے۔۔۔۔اس وقت عمران نے یہ جال دراصل اسی لیے بچھایا تھا کہ کوٹھی کے حالات سے متعلق ٹرانسمیٹر پر گفتگو کرنے والا سامنے آ جائے۔

کیا اسے کامیابی ہوئی تھی۔ابھی تک عمران اس کا بھی فیصلہ نہیں کر سکا تھا۔اچانک اسے اپنا ٹرانسمیٹر یاد آ گیا اور پھر اس کے ذہن میں ایک نئی سکیم کروٹیں لینے لگی۔

روشنی کے دائرے اب بھی عقبی پارک کے اندھیرے میں گردش کر رہے تھے۔اور عمران جھاڑیوں میں جھانکتا پھر رہا تھا۔دفعتاً اس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ "ارے بھئی یہ کیمرہ کس کا ہے"؟۔

کیپٹن فیاض قریب ہی تھا۔عمران نے کیمرے کا تسمہ پکڑ کر جھلاتے ہوئے کہا۔ "یہ اس جھاڑی میں پڑا ہوا تھا"۔

لوگ پھر اس کے گرد اکٹھے ہو گئے۔۔۔۔۔۔کیمرے کا ایک بھی دعویدار نہ نکلا۔۔۔۔لیکن عمران نے ٹارچ کی

روشنی میں ایک آدمی کے چہرے پر حیرت کے بہت زیادہ آثار پائے۔۔۔۔۔یہ چنگیزی کا دوست نجیب تھا۔

فیاض نے کیمرہ اس کے ہاتھ سے لے لیا اور کچھ دیر بعد وہ پھر کوٹھی میں واپس آ گئے۔

کچھ لوگوں کو عمران کے بیان پر یقین آ گیا تھا اور کچھ ابھی تک شبہے میں مبتلا تھے۔لیکن شاید ان میں سے کسی کی بھی سمجھ میں نہ آ سکا کہ آخر ایسا مذاق ہی کیوں؟۔

وہ لوگ ہال ہی میں ٹھہرے رہے کیونکہ اس غیر ضروری دوڑ دھوپ کے بعد شراب کی ٹرالیوں کو گردش میں آنا ہی چاہیئے تھا۔۔۔۔البتہ عمران اپنے کمرے کی طرف چلا گیا۔تھوڑی دیر بعد کیپٹن فیاض بھی وہاں موجود تھا۔

"اب تم یہ کہو گے کہ یہ کیمرہ نہیں ٹرانسمیٹر ہے"؟۔عمران اسے آنکھ مار کر بولا۔

" کیا تم نے جو کچھ بھی کہا تھا سچ تھا"؟۔

"دیر کی بات ہوئی سوپر فیاض۔اب یہ سوچنا پڑے گا کہ میں نے سچ کہا تھا یا غلط"؟۔عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ "لیکن اب یہ کیمرہ مجھے واپس کر دو"۔

" کیا مطلب"؟۔

"یہ میرا ہے"۔

" بکواس مت کرو۔ یہ سرکاری تحویل میں جائے گا"۔

"اس صورت میں تمہیں زیادہ شرمندگی اٹھانی پڑے گی، میں وزارت خارجہ کے سیکرٹری کی خدمت میں درخواست پیش کروں گا کہ سرکار کے بھتیجے فیاض نے مار پیٹ کر میرا ٹرانسمیٹر چھین لیا۔ یہ رہا اس ٹرانسمیٹر کا پرمٹ جو مجھے دفتر خارجہ سے ملا تھا"۔

فیاض اسے بڑی زہریلی نظروں سے دیکھ رہا تھا اس نے ہاتھ بڑھا کر پرمٹ اس سے لیا۔

"اچھی بات ہے"۔اس نے کچھ دیر بعد طویل سانس لے کر کہا۔ "تو تم نے کھیل شروع کر دیا لیکن مجھے اس سے الگ رکھنا چاہتے ہو"؟۔

" کچھ نہیں سوپر فیاض۔۔۔۔یار میں پھر کیا کرتا بات تو بنانی ہی تھی کیونکہ ایک ملازم نے مجھے پھٹے حالوں میں دیکھ لیا تھا۔۔۔ورنہ میرا سارا ارادہ تو یہ تھا کہ چپ چاپ جا کر اپنے کمرے میں کپڑے تبدیل کر لوں گا۔مگر نوکر

نے دیکھ ہی لیا۔۔۔۔۔۔میں نے سوچا اب کوئی کہانی تخلیق کرنی پڑے گی۔اس لیے ٹرانسمیٹر وہیں پھینکا۔اگر ایسا نہ کرتا تو خواہ مخواہ۔۔۔۔۔۔"

" مگر پھر کیا بات تھی"؟۔

"وہ کوئی عورت تھی سوپر فیاض"۔عمران نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے آہستہ سے کہا۔

"نئی بکواس"۔فیاض برا سا منہ بنا کر بولا۔

"اس نے کسی بھوکی بلی کی طرح مجھ پر حملہ کیا تھا اور نوچ کھسوٹ کر چلتی بنی تھی"۔

"خیر تم کرتے رہو بکواس۔ یقین کسے آئے گا۔ مگر تمہاری اس حرکت سے میں دشواری میں پڑ گیا ہوں"۔

"یعنی"؟۔

"ابھی ابھی خان دلاور نے مہمانوں سے درخواست کی ہے کہ وہ رخصت ہو جائیں کیونکہ اب وہ کسی نئے صدمے سے دوچار نہیں ہونا چاہتا تھا"۔

"تو کل صبح یہ سب چلے جائیں گے"؟۔

" قطعی طور پر۔۔۔۔ ظاہر ہے کہ درخواست خان کی طرف سے پیش کی گئی ہے"۔ فیاض نے کہا۔

عمران کچھ نہ بولا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ واقعی یہ تو بہت برا ہوا۔۔۔۔۔۔۔ اس نے اس پہلو پر غور ہی نہیں کیا تھا۔ یہ بھی حقیقت تھی کہ وہ دو ایک دن ان مہمانوں کو وہاں مزید روکنا چاہتا تھا کیونکہ ٹرانسمیٹر نے وہاں کسی ایسے آدمی کی موجودگی ثابت کر دی تھی جو چنگیزی کے قصے سے کسی نہ کسی طرح متعلق تھا۔ یہاں سے شہر پہنچ جانے کے بعد اسے یقینی طور پر بہت زیادہ تگ و دو کرنی پڑتی۔

"تم انہیں روک سکتے ہو سوپر فیاض"؟۔ عمران نے تھوڑی دیر بعد کہا۔

"ناممکن۔۔۔۔ میں نہیں چاہتا کہ میرے اور دلاور کے درمیان بدمزگی ہو جائے"۔

"امے۔۔۔۔ تم پولیس آفیسر ہو یا شیخ تجمل حسین"؟۔

" کچھ بھی ہو۔۔۔۔۔۔۔ "فیاض کچھ سوچتا ہوا بولا۔ "میرے بس سے باہر ہے۔ میں خان دلاور کو بور نہیں کرنا چاہتا۔۔۔۔ آ ہا ٹھہرو۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پوسٹ مارٹم کی رپورٹ آ گئی ہے۔ مگر پہلے تم ۔۔۔۔ اس خط کا

معاملہ صاف کرنے کی کوشش کرو۔ جو تمہیں چنگیزی کے کمرے میں ملا تھا"۔

"تم ہی صاف کرنے کی کوشش کرو سوپر فیاض۔ کیونکہ وہ خط سب سے پہلے تمہیں ملا تھا"۔

"مقصد یہ تھا کہ میں اپنے کمرے میں چلا جاؤں۔۔۔ کیوں"؟۔

"ہاں، غالباً میں نے یہی سوچا تھا"۔

"پھر؟۔اس سے کیا ہوتا ہے؟ کیا ہال میں میری موجودگی اسے مرنے سے بچا لیتی"؟۔فیاض نے عمران کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

"اسی قسم کی کوئی چیز ہو سکتی تھی ورنہ تمہیں ہال سے الگ رہنے کا کیا فائدہ"؟۔

"وہ کمرے سے ہال میں پہنچ کر مرا تھا"۔فیاض نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ "تمہارا خیال صحیح ہے۔ شاید میں اسے بچا ہی لیتا۔اوہ میرے خدا اگر اس حادثے میں کسی آدمی کا ہاتھ تھا تو وہ میرے بارے میں بہت کچھ جانتا ہے۔۔۔۔۔۔بہت کچھ عمران اسی لیے اس نے مجھے ہال سے الگ رکھنے کی کوشش کی تھی"۔

"بہت اچھے جا رہے ہو سوپر فیاض"۔عمران نے متحیرانہ انداز میں کہا۔

"جانتے ہو پوسٹ مارٹم کی رپورٹ کیا کہتی ہے۔۔۔۔۔۔"؟ فیاض کا لہجہ فخر سے لبریز تھا۔عمران نے نفی میں سر ہلا دیا۔

"رپورٹ کہتی ہے کہ وہ الیکٹرک شاک سے مرا ہے"۔

"نہیں"۔عمران کی آنکھیں سچ مچ حیرت سے پھیل گئیں"۔

"الیکٹرک شاک۔۔۔۔۔۔ہاں شائد مجرم جانتا تھا کہ علامات سے اندازہ کر لوں گا کہ وہ بجلی کا شکار ہوا ہے۔۔۔۔۔۔۔پھر تھوڑی سی ضروری تدابیر اسے موت سے بچا لیتیں۔جو شخص الیکٹرک شاک لگنے کے بعد ذرا سی دیر بھی زندہ رہ سکے اسے بچا لیا جا سکتا ہے"۔

"شائد میں نے بھی چوتھی جماعت میں یہی پڑھا تھا"۔عمران نے سر ہلا کر اس کے بیان کی تصدیق کی۔

"بکواس مت کرو۔میں نے اس موضوع پر ریسرچ کی ہے"۔فیاض اکڑ کر بولا۔

"لیکن سوپر فیاض، یہ چوتھی لکیر کیا بلا تھی"؟۔عمران نے خشک لہجے میں پوچھا۔

"ہوسکتا ہے کہ اس نے چوتھی لکیر کی بجائے کچھ اور کہا ہو، سننے والے نہ سمجھ سکے ہوں"۔

"اور وہ تین لکیریں سوپر فیاض جو اس کے کمرے کی دیوار پر ملی تھیں"؟۔

"تم خواہ مخواہ لکیریں پیٹ رہے ہو"۔فیاض نے مضحکہ اڑانے والے انداز میں کہا۔ "اپنی وہی کھوپڑی استعمال کرو جو پہلے بہت تیز چلا کرتی تھی"۔

"ناریل کے تیل نے اسے تباہ کر دیا سوپر"۔فیاض مغموم لہجے میں بولا۔۔۔۔۔۔۔ "لیکن تم لکیروں کے بارے میں سنجیدہ کیوں نہیں ہو"؟۔

" کیونکہ وہ محض چوتھی لکیر کی بنا پر اس کے مر جانے کے بعد وجود میں آئی تھیں۔۔۔۔۔۔۔چنگیزی ہال کے ایک دروازے کے پردے سے الجھ کر گرا تھا اور اس کا سرا سی پردے میں لپٹ کر رہ گیا تھا۔اس کی آواز بھرائی ہوئی سی تھی وہ کچھ کہہ رہا تھا جیسے "چوتھی لکیر " سمجھا گیا۔مجرم یہیں موجود تھا اس نے سوچا سنسنی پھیلانے اور پولیس کو گمراہ کرنے کے لیے ایک اسٹنٹ اور سہی"۔

"مجرم کی بات کیوں سوچ رہے ہو۔ہوسکتا ہے اس کی ہی کسی غلطی کی بنا پر الیکٹرک شاک لگا ہو"؟۔

"اس خط کو بھی ذہن میں رکھو۔جو میری جیب سے گزر کر اس کے کمرے میں پہنچا تھا"؟۔

"اگر وہ عمران کی حرکت رہی ہو تو"؟۔عمران نے اپنی بائیں آنکھ دبائی۔

"اس صورت میں عمران کو گولی ماردی جائے گی"۔فیاض کا لہجہ تلخ تھا۔

عمران احمقانہ انداز میں ہنسنے لگا پھر اس نے کہا۔ "اچھی بات ہے سوپر فیاض۔پہلے مجھے وہ بندوق تو تلاش کر لینے دو جس سے افیون کی گولی نکلتی ہے"۔

"اوہ ختم کرو۔فیاض میز پر گھونسہ مار کر بولا۔ "میں تم سے پوچھتا ہوں کہ اس وقت تم نے یہ ہنگامہ کیوں برپا کیا تھا"؟۔

"دل ہی تو ہے۔اب مجھے بور نہ کرو۔۔۔۔۔۔۔۔نیند آرہی ہے"۔

ٹھیک اسی وقت کسی نے دروازے پر دستک دی۔عمران نے ہانک لگائی۔

"آجاو"۔

ور نجیب دروزہ کھول کراندر داخل ہوا پہلے تو اس کی آنکھوں میں حیرت نظر آئی۔ پھر اس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ " کیا آپ اس وقت مسز چنگیزی سے ملنا پسند کریں گے"؟۔

" کیوں؟ کیا بات ہے"؟۔فیاض نے اپنے لہجے میں بھاری پن پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہوئے پوچھا۔

"وہ اسی وقت آپ سے گفتگو کرنا چاہتی ہیں"۔

"چلیئے۔۔۔۔ "فیاض اٹھ گیا۔اس کے ساتھ عمران بھی اٹھ گیا۔لیکن نہ جانے کیوں نجیب کی پیشانی پر سلوٹیں نظر آنے لگیں۔

"اس نے کہا۔۔۔۔۔۔۔۔۔کیا آپ بھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔"؟

فیاض عمران کی طرف مڑا اور عمران گڑگڑانے لگا۔ "خدا کے لیے کپتان صاحب مجھے تنہا نہ چھوڑیئے میں آپ کے ساتھ رہنا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔میں آج رات تنہا نہیں رہ سکتا"۔

"چلیئے۔۔۔۔آئیے۔۔۔۔۔شاید آج آپ میرے ہی کمرے میں ڈیرہ جمائیں گے"۔فیاض نے کہا۔

نجیب اپنا نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا کر رہ گیا۔

پھر وہ کمرے سے نکلے ہی تھے کہ خان دلاور کے سیکرٹری نے مسز چنگیزی کے اچانک بیہوش ہو جانے کی اطلاع دی۔

"ارے باپ رے"۔عمران بڑبڑایا۔۔۔۔۔ "اب میں کہاں جاوں، پتہ نہیں کب اس بھوت خانے سے چھٹکارا نصیب ہوگا"۔

"آپ کو کس نے روکا ہے جناب"؟۔نجیب بول پڑا۔اور فیاض نے اسے اس طرح گھور کر دیکھا جیسے کچا ہی چبا جائے گا۔دلاور کے سیکرٹری ضغیم نے یہ بھی بتایا کہ خان دلاور مسز چنگیزی کے کمرے میں موجود ہے۔یہ ضغیم بڑا خوش شکل اور خوش لباس نوجوان تھا۔صحت بھی اچھی تھی۔لوگوں کا خیال تھا کہ

دلاور اسے اپنے سارے آدمیوں پر فوقیت دیتا ہے"۔

"آپ ان کے کمرے سے کب آئے ہیں"؟۔فیاض نے نجیب سے پوچھا۔

"مشکل سے پانچ منٹ یا چھ منٹ گزرے ہوں گے۔مگر ان کی حالت سے یہ نہیں معلوم ہوتا تھا کہ وہ کسی قسم کی

کمزوری محسوس کر رہی ہیں۔اب اس طرح بیہوش ہو جانا میری سمجھ میں تو نہیں آتا"۔

"جو سمجھ میں نہ آئے اسے فوراً ذہن سے دھکا دیجئے"۔عمران سر ہلا کر بولا۔اور نجیب کا موڈ پھر بگڑ گیا ۔۔۔۔۔مگر کچھ بولا نہیں۔

"ان کے کمرے میں اور کون تھا"؟۔فیاض نے نجیب سے پوچھا۔

"جب میں آپکے پاس آیا ہوں س وقت تو کوئی بھی نہیں تھا"۔

خان دلاور بعد ہی میں آئے ہوں گے۔میں نے مسسز چنگیزی کو تنہا چھوڑا تھا۔

دفعتاً عمران نے محسوس کیا کہ دلاور کا سیکرٹری ضغیم نجیب کو خونخوار نظروں سے گھور رہا ہے۔لیکن بظاہر عمران نے اس کی طرف زیادہ توجہ نہیں دی۔وہ اپنا بے تعلقانہ انداز برقرار رکھنا چاہتا تھا۔

پھر وہ مسسز چنگیزی کے کمرے کی طرف آئے دروازہ کھلا ہوا تھا اور خان دلاور دروازے ہی پر موجود تھا۔ان کی آمد پر اس نے مڑ کر کمرے کے اندر دیکھا۔مسسز چنگیزی مسہری پر پڑی تھی۔

"میں جب یہاں آیا تو دروازہ اسی طرح کھلا ہوا تھا"۔خان دلاور نے کہا۔

فیاض کمرے میں داخل ہوتا ہوا بڑبڑایا۔ "اب کوئی نئی مصیبت"۔

پھر نجیب کی طرف مڑ کر پوچھا۔

"کیا آپ نے دروازہ بند کیا تھا"؟۔

"اوہ۔۔۔یہ تو مجھے یاد نہیں کہ میں نے دروازہ بند کیا تھا یا کھلا چھوڑ گیا تھا۔مگر یہ مسہری پر نہیں اس آرام کرسی پر تھیں"۔

"بے ہوش ہونے سے پہلے لیٹ جانا بہت ضروری ہوتا ہے نقیب"۔عمران نے کہا۔
"میرا نام نجیب ہے"۔وہ دانت پیس کر بولا۔اور پھر بیہوش عورت کی طرف متوجہ ہو گیا۔
عمران بنظر غائر چاروں طرف دیکھ رہا تھا۔دفعتاً اس کی نظر مسہری کے نیچے پڑی ہوئی انجکشن لگانے والی سرینج پر پڑی۔لیکن اس نے بڑی تیزی سے اس پر سے نظر ہٹالی۔اب وہ احمقانہ انداز میں فیاض کی شکل دیکھ رہا تھا۔
پھر فیاض نے بھی کسی نہ کسی طرح اسے دیکھ ہی لیا اور وہ ڈاکٹر جبین کی سرینج ثابت ہوئی۔خود ڈاکٹر جبین نے اس کا اعتراف کیا۔ لیکن یہ نہ بتا سکی کہ وہاں اس کا پایا جانا کیا معنی رکھتا ہے۔
فیاض نے سرینج پر قبضہ کر لیا اس میں کسی سیال کی قلیل مقدار اب بھی موجود تھی۔
ڈاکٹر جبین نے پریشان ہو کر اتنا ضرور کہا تھا کہ اب کوئی اسے پھنسانے کی کوشش کر رہا ہے۔عمران نے اس موقع پر رائے زنی نہیں کی۔وہ اس مسلے پر کچھ سوچ ہی نہیں رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔اس کے ذہن میں تو صرف دو ہی چیزیں تھیں چوتھی لکیر اور الیکٹرک شاک۔
اس کا ذہن متواتر چوتھی لکیر اور الیکٹرک شاک کی گردان کئے جا رہا تھا اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے اس نے چوتھی لکیر اور الیکٹرک شاک کے متعلق پہلے بھی کہیں کچھ سنا یا پڑھا ہو۔
اس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ اسی وقت شہر واپس جائے گا۔

*______________*______________*______________*

وہ کیپٹن فیاض کو الجھن میں چھوڑ گیا۔اس نے اسے روکنے کی کوشش کی تھی مگر کون سنتا ہے۔بس فیاض اپنی بوٹیاں نوچتا رہ گیا۔
مسز چنگیزی اب بھی بے ہوش تھی اور فیاض ڈاکٹر جبین سے سرینج کے متعلق بہتیرے سوالات کر چکا تھا۔

لیکن وہ اس سے زیادہ نہیں معلوم کر سکا کہ سیرنج وہاں ڈاکٹر جبین کی لاعلمی میں پہنچی تھی۔

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کیا قصہ ہے"۔ نجیب بڑبڑایا۔

" کچھ بھی نہیں معاملہ صاف ظاہر ہے۔ مسٹر چنگیزی کی موت قدرتی نہیں تھی۔ ان کی موت کے بعد مسنز چنگیزی ذہنی طور پر بیکار ہوگئی تھی۔ ان سے کسی قسم کی بھی گفتگو نتیجہ خیز ثابت نہ ہوسکی۔ پھر وہ اس ذہنی دور سے گزر گئیں اور کسی نے سوچا کہ اب وہ مطلب کی گفتگو کرسکیں گی۔ ہوسکتا ہے کہ کوئی ایسی بات کہہ جائیں جو کسی کو پھانسی کے تختے تک پہنچا دے"۔

"تو کیا ڈاکٹر جبین"؟۔

" نہیں، وہ اتنی احمق نہیں ہوسکتی کہ اپنی سرنج وہاں چھوڑ جاتی"۔

فیاض نے کہا تھوڑی دیر تک خاموش رہا اور پھر مسکرا کر بولا۔ "اب اس معاملے کو پیچیدہ بنانے کی کوشش کی جارہی ہے"۔

"فیاض کی مسکراہٹ معنی خیز تھی اور وہ نجیب کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔ نجیب سٹپٹا گیا لیکن فوراً ہی اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آئی اور اس نے کہا۔ "تب تو یہ حرکت میں نے ہی کی ہوگی"؟۔

" کیا مطلب"؟۔ فیاض کی بھنویں تن گئیں اسے شبہ ہوا تھا کہ شاید وہ اس کا مضحکہ اڑانے کی کوشش کر رہا ہے۔

"جبین کے متعلق آپ سوچ ہی نہیں سکتے۔ خان دلاور کا بھی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ کیونکہ جبین ہی والی منطق یہاں بھی موجود ہے۔ جبین اتنی احمق نہیں ہوسکتی کہ وہاں سرنج چھوڑ جاتی اور خان دلاور بھلا ایسی حرکت کیسے کرسکتا تھا کہ اسے مدعو کرکے اپنے ہی گھر میں ختم کردیتا جب کہ ختم کرنے کے لیے اسے اس سے بھی بہتر مواقع ہاتھ آسکتے تھے۔۔۔۔۔۔بس تو پھر جب بیگم چنگیزی نے خیال ظاہر کیا کہ وہ آپ سے گفتگو کریں گی تو میں نے۔۔۔۔۔۔۔۔"

"شکریہ"۔ فیاض ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "میرا خیال ہے کہ میں نے آپ کو اس مسلے پر بحث کی دعوت نہیں

دی"۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔*۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔*

دوسرے دن عمران نے اپنے فلیٹ سے جولیا کو فون کیا۔

دوسری طرف تازہ ترین اطلاعات تیار تھیں۔ جولیا نے اسے بتایا کہ مسز چنگیزی اپنی شہری قیام گاہ میں واپس آ گئی ہے۔ اس کے ساتھ ایک عورت ڈاکٹر جبین بھی ہے اور ایک مسٹر نجیب"۔

"یہ دونوں اسی کی قیام گاہ پر ہیں"؟۔ عمران نے پوچھا۔

"ہاں۔۔۔۔۔۔۔۔۔مگر تم اس چکر میں کیوں پڑ گئے۔ کیا اس کیس کا تعلق ہمارے محکمے سے ہے"؟۔

"نہیں آج کل تمہارا چوہا مجھ پر زیادہ مہربان ہو گیا ہے"۔

"کیا مطلب"؟۔

"مسلسل زور دے رہا ہے کہ میں شادی کر لوں"۔

"بکواس، میں اس کیس کے متعلق گفتگو کر رہی تھی"۔

"مجھے افسوس ہے کہ یہ ابھی تک کیس بن ہی نہیں سکا ہے"۔

"تم جھک مار رہے ہو"؟۔

"جب مکھیاں نہیں ملتیں تو میں جھک ہی مارتا ہوں شغل کے طور پر کچھ نہ کچھ تو ہونا ہی چاہئے۔ ویسے آج شام کی تفریح کے متعلق کیا کہتی ہو"؟۔

"آہا۔۔۔۔کیا آج کل تمہیں ہری گھاس نصیب ہو رہی ہے"۔ جولیا ہنس پڑی۔

"بے تحاشہ۔۔۔۔۔مگر شام کی تفریح"؟۔

"قصہ کیا ہے"؟۔

"بس ایک جگہ چلیں گے۔۔۔۔میرا ذمہ ہے کہ تم بور نہیں ہوگی"۔

تھوڑے توقف کے ساتھ جولیا نے کہا۔ "اچھی بات ہے لیکن تم ٹکنی کلر سوٹ میں نہیں ہوگے"۔

"بہترین ایوننگ سوٹ میں"۔عمران نے اسے یقین دلایا۔

دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہوگیا۔پھر شام کو پانچ بجے جولیا عمران کی کار میں نظر آئی۔۔۔۔

عمران اس وقت وعدے کے مطابق شرافت ہی کے جامے میں تھا اس نے شوخ رنگوں کے کپڑے نہیں پہنے تھے رکھ رکھاو سے بھی ایک با سلیقہ آدمی معلوم ہو رہا تھا۔جولیا کو اس تبدیلی پر بڑی حیرت ہوئی۔ لیکن اس نے اس موضوع پر بھی گفتگو نہیں چھیڑی وہ جانتی تھی کہ اکثر عمران لوگوں کو چڑانے کے لیے آدمیت کے حدود سے تجاوز کر جاتا ہے۔

"ہم کہاں چل رہے ہیں"؟۔جولیا نے پوچھا۔

"ڈاکٹر سیفی کا نام سنا ہے کبھی"؟۔

"نہیں، میں اسے نہیں جانتی"؟۔

"آہا۔۔۔ابھی پچھلے ہی دونوں کی بات ہے کہ شہر کے سارے اخبارات نے اس میں دلچسپی لینی شروع کر دی تھی۔۔۔۔وہ ڈیڑھ ہزار سال پرانی کتاب والا قصہ"؟۔

"اوہ۔۔۔وہ۔۔۔کیا تم وہیں جا رہے ہو۔مگر میں نے تو سنا ہے کہ وہ بہت بداخلاق آدمی ہے کسی سے ملتا جلتا نہیں"۔

"اسی لیے تو تمہیں لے جا رہا ہوں"۔

"کیا مطلب"؟۔

"مسٹر اور مسز ڈھمپ سے ضرور ملے گا۔ہاں اگر مسٹر ڈھمپ تنہا آئے ہوتے تو دوسری بات تھی۔وہ شاید ان کا کارڈ بھی دیکھنا پسند نہ کرتا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ارے۔۔۔۔۔ارے تم منہ کیوں بنا رہی

ہو۔میں نے لوگوں سے سنا ہے کہ تم بہت خوبصورت ہو اس لیے میرا خیال ہے کہ ہم اس کی کوٹھی میں داخل ہو سکیں گے"۔

"مجھے اتار دو"۔جولیا غرائی۔

"اگر اس نے تمہیں فرائینگ پین میں تل کر کھانے کی کوشش کی تو میں اسے گولی مار دوں گا۔وعدہ کرتا ہوں دوسری صورت میں شائد تمہیں ایکس ٹو کے عتاب کا شکار بننا پڑے یہ اسی کی ہدایت ہے۔۔۔۔۔۔کہ میں ڈاکٹر سیفی سے ملوں"۔

"میں سمجھتی ہوں"۔اس نے کچھ دیر بعد کہا۔ "یہ غالبا چنگیزی ہی کے سلسلے کی کوئی کڑی ہے۔لیکن یہ بتاؤ کہ تم نے کل رات مجھے ٹرانسمیٹر پر کاشن کیوں دیا تھا"؟۔

"آہاں۔خوب یاد آیا۔۔۔۔۔کیا تم نے اس کاشن کے علاوہ بھی کچھ اور سنا تھا"؟۔

"نہیں کچھ بھی نہیں۔لیکن تمہاری آواز عجیب سی لگتی تھی۔مگر تم نے گفتگو سے روکا کیوں تھا"؟۔

"قریب ہی دو بلیاں لڑ رہی تھیں۔میں نے سوچا کہیں تم انکی آوں میاں سے بور نہ ہو جاو"۔

"بکواس،پھر تم نے مسز چنگیزی اور اس کے ملنے جلنے والوں سے متعلق بھی کچھ نہیں پوچھا"؟۔

"اب ضرورت نہیں۔کیس کے متعلق ایکس ٹو نے اپنے نظریات بدل دیئے ہیں"۔عمران نے لاپرواہی سے کہا اور پھر مسکرا کر بولا۔

"میں نے لوگوں کو کہتے سنا ہے کہ تم آج کل واقعی بہت اچھی لگتی ہو"۔

"بے تکی باتیں مت کرو۔تم اکثر بہت تکلیف دہ ہو جاتے ہو"۔

"ممی بھی یہی کہتی ہیں"۔عمران نے ٹھنڈی سانس لی۔

"ممی کے بچے خاموش ہی رہا کرو تو بہتر ہے"۔جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

عمران نے کچھ کہنے کے لیے منہ کھولا لیکن پھر کار ایک عمارت کے پھاٹک میں موڑ دی۔۔۔۔یہی ڈاکٹر سیفی کی کوٹھی تھی۔پائیں باغ ویران پڑا تھا کہیں کہیں خود جھاڑیوں کی ہریالی نظر آ رہی تھی۔

اس نے کار پورچ میں کھڑی کردی اور دونوں نیچے اتر آئے۔ برآمدے میں بھی کوئی نہیں تھا۔ سارے دروازے بند نظر آرہے تھے۔

"میرا خیال ہے کہ اس عمارت میں کوئی نہیں رہتا"۔ جولیا پلکیں جھپکاتی ہوئی بولی۔

"پرواہ مت کرو"۔ عمران نے خوشدلی کا مظاہرہ کیا۔ "میں نے دوسروں سے سنا ہے کہ تم بہت خوبصورت ہو اپنی ذاتی رائے نہیں رکھتا"۔

"میں تمہاری ناک توڑ دوں گی"۔ جولیا بھپر گئی۔

عمران سوئچ بورڈ پر گھنٹی کا بٹن دبانے لگا۔ تھوڑی دیر بعد اندر قدموں کی آہٹ ہوئی اور صدر دروازہ کھلا ۔۔۔۔۔ ایک بہت دبلا پتلا اور مجہول سا آدمی باہر آیا۔ اس کی عمر پچاس اور ساٹھ کے درمیان رہی ہوگی۔ شیو بڑھا ہوا تھا سر کے بال الجھے ہوئے تھے اور بال بالکل خشک تھے آنکھوں سے وحشت جھانک رہی تھی۔

"ہم ڈاکٹر سیفی سے ملنا چاہتے ہیں"؟۔ عمران نے کہا۔

"کارڈ۔۔۔۔۔۔۔"؟ اس نے خشک لہجے میں مطالبہ کیا۔

"اوہ کارڈ۔۔۔۔۔ "عمران جیبیں ٹٹولنے لگا۔ پھر چہرے پر خفت کے آثار پیدا کرکے بولا۔ "کارڈ تو ہم بھول آئے بہرحال تم مسٹر اور مسز ڈھمپ کے نام کا اعلان کرسکتے ہو۔ ہم دراصل ڈاکٹر کی لائبریری دیکھنا چاہتے ہیں"۔

:اس سے پہلے بھی کبھی آپ ڈاکٹر سے مل چکے ہیں"؟۔

" کبھی نہیں۔ پہلا اتفاق ہے"۔

"ٹھہرئیے۔۔۔۔۔۔۔۔ "وہ دروازہ بند کرکے واپس چلا گیا۔

"اگر اس عمارت میں کوئی رہتا بھی ہے تو وہ یقیناً بھوت ہوگا"۔ جولیا نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

عمران کچھ نہ بولا، شاید اس کے کان آہٹ پر لگے ہوئے تھے۔

تھوڑی دیر بعد پھر وہی دروازہ کھلا اور وہی آدمی ایک طرف ہٹتا ہوا بولا۔ "تشریف لے چلئے جناب"۔

نہ جانے کیوں جولیا اندر قدم رکھتے ہوئے ہچکچا رہی تھی۔ عمران نے اس کا بازو پکڑ کر کہا۔ "چلو"۔

وہ آدمی ان کی راہبری کرر ہا تھا آخر اس نے ایک جگہ رک کر ایک کمرے کی طرف اشارہ کیا۔ عمران اور جولیا اس میں داخل ہوئے۔ وہ انہیں سیدھا لائبریری ہی میں لایا تھا۔ یہ ایک خاصا بڑا ہال تھا۔ چاروں طرف بے شمار بڑی بڑی الماریاں کتابوں سے بھری نظر آ رہی تھیں۔

"واہ"۔ عمران سر ہلا کر بولا۔ "کتنی شاندار لائبریری ہے"۔

پھر بوڑھے کی طرف دیکھے بغیر پوچھا۔ "ڈاکٹر کہاں ہیں"؟۔

"بہت بڑی آنکھ چاہئے، ڈاکٹر کو دیکھنے کے لیے"۔ اس نے کہا۔

"افسوس"۔ عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "ہم سے بڑی غلطی ہوئی کہ ہم بیل کے دیدے فٹ کرا کے نہیں آئے۔۔۔۔۔۔آئندہ سہی"۔

لیکن وہ یک بیک چونک پڑا اور ایک پل کے لیے اس کی آنکھوں میں حیرت کی لہر نظر آئی اور پھر پہلے ہی کی طرح احمق دکھائی دینے لگا۔

بوڑھا جولیا کو ایسی نظروں سے دیکھ رہا تھا جیسے تلے بغیر ہی کھا جائے گا۔ نہ جانے جالیا کو کیا سوجھی کہ وہ بھی اسے کسی بھوکی شیرنی کی طرح گھورنے لگی۔

اچانک بوڑھا ہنس پڑا اور جولیا کا داہنا ہاتھ بے اختیار ہینڈ بیگ میں چلا گیا۔

"اوہم۔۔۔۔" عمران بوکھلائے ہوئے انداز میں جولیا کا شانہ تھپتھپا کر بولا۔ "سب ٹھیک ہے ۔۔۔۔۔سب ٹھیک ہے یہ ڈاکٹر سیفی ہی معلوم ہوتے ہیں"۔

"ہاہا"۔ بوڑھے نے پھر قہقہہ لگایا اور دیوانوں کے انداز میں بولا۔ "تم دونوں مسٹر اینڈ مسز ڈھمپ ہونے کے باوجود بھی اچھے لگ رہے ہو"۔

"ہے نا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہلو۔۔۔ڈاکٹر"۔عمران آگے بڑھ کر بڑی گرمجوشی سے مصافحہ کرتا ہوا بولا۔"
سب سے پہلے تو میں وہ ڈیڑھ ہزار سال پرانی کتاب دیکھوں گا جو کیلے کے پتوں پر تحریر کی گئی تھی"۔
"بھوج پتر کہتے ہیں اسے، کیلے کے پتہ پر نہیں ہے۔۔۔۔۔۔۔۔آو۔۔۔۔۔۔۔تم دونوں آو
۔۔۔۔۔۔۔میں تمہیں دکھاوں۔۔۔۔حالانکہ اسے دیکھنے کے لیے روزانہ درجنوں آتے ہیں لیکن
کسی کو بھی رسائی اس تک نہیں ہوتی۔تم دونوں خوش قسمت ہو مسز ڈھمپ مجھے سوئیس معلوم ہوتی
ہیں"؟۔

"اوہ ڈاکٹر۔۔۔۔۔۔۔۔آپ قیافے کے بھی بادشاہ ہیں"۔عمران نے خوش ہو کر کہا۔
" مگر تم دیسی ہی ہو۔حالانکہ اپنے لہجے میں اجنبیت پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہو۔اوہو
۔۔۔۔۔۔۔۔نہیں، میں ہر گز نہیں پوچھونگا کہ ایسا کیوں ہے"۔
انہوں نے ڈیڑھ ہزار پرانی کتاب دیکھی جو بھوج پتر پر لکھی گئی تھی۔
جولیا متحیر تھی کہ آخر عمران یہاں کیوں آیا ہے۔عمران جو ڈاکٹر کی تعریف وتوصیف میں زمین وآسمان
کے قلابے ملا رہا تھا دفعتا موضوع بدل کر بولا "میرے ایک دوست کو مچھلیاں پالنے کا شوق ہے"۔
"تو پھر میں اس سلسلے میں کیا کر سکتا ہوں"؟۔ڈاکٹر نے حیرت سے کہا۔
"لاحول ولا۔۔۔۔۔شاید میں اونگھ رہا ہوں"۔عمران اپنی آنکھ ملتا ہوا بولا۔ "میں دراصل کچھ اور کہنا
چاہتا تھا۔ہاں ڈاکٹر شاید انیسویں صدی کے اوائل میں ایک جرمن محقق شوبرٹ نے تبخیی کی کتاب پر
تبصرہ لکھا تھا۔میرا خیال ہے اس کا پہلا ایڈیشن آپ کے پاس بھی نہ ہوگا۔اس شہر میں تو کسی کے پاس
نہیں ہے"؟۔
" کیا کہا۔میرے پاس بھی نہ ہوگا"؟۔ڈاکٹر کے لہجے میں غصہ بھی تھا اور حیرت بھی تھی۔
"آہا۔۔۔۔۔اگر آپ کے پاس ہے تو میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ آپ واقعی بہت بڑے
آدمی ہیں"۔

"ٹھہرو۔۔۔۔۔۔میں تمہیں بتاتا ہوں"۔ڈاکٹر نے ایک الماری کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔پھر کر کرعمران کی طرف مڑا اور مسکرا کر بولا۔ "کیا تم میری یاداشت کو بھی داد نہیں دو گے۔میں جانتا ہوں کہ ان ہزاروں کتابوں میں سے کونسی کتاب کہاں ملے گی۔۔۔۔۔۔آہا کیا مسز ڈھمپ کو بولنا نہیں آتا"؟۔

52

"میں خوب بولتی ہوں ڈاکٹر۔مگر فی الحال تم وہ کتاب تلاش کرو"۔

"ابھی لو۔۔۔۔۔۔سیکنڈ کے سیکنڈ لگیں گے۔ڈاکٹر ایک الماری کی طرف بڑھ گیا اور عمران جولیا کو آنکھ مار کر مسکرایا اور جولیا اسے گھونسہ دکھانے لگی۔

ڈاکٹر جلد ہی ایک کتاب ہاتھ میں دبائے ہوئے واپس آ گیا۔عمران نے اسے لیتے وقت ایک طویل سانس لی اور بولا۔ "اچھا ڈاکٹر اب آپ دونوں ذرا دیر مچھلیوں کی اقسام پر گفتگو کیجئے۔میں اس کتاب پر ایک نظر ڈالوں گا"۔

"میں نہیں سمجھ سکتا آخر تم پر مچھلیاں کیوں سوار ہیں"؟۔

" کچی مچھلیاں چبانا ان کی ہوبی ہے"۔جولیا مسکرا کر بولی۔

عمران کتاب سنبھال کر ایک کرسی پر بیٹھ چکا تھا۔

" تمہیں کتابوں سے دلچسپی نہیں ہے"؟۔ڈاکٹر نے جولیا سے پوچھا۔

" قطعی نہیں۔میرا بس چلے تو دنیا بھر کی لائبریری میں آگ لگا دوں"۔

"اتنی بیدردی سے اس کا تذکرہ نہ کرو"۔ڈاکٹر نے سسکاری سی لی۔

" کیا ہوتا ہے کتابوں میں۔۔۔۔۔۔۔۔۔نا کارہ لوگوں کی نا کارہ باتیں جو ایک گوشے میں پڑے قلم گھسا کرتے ہیں"۔

"اگر یہ نا کارہ لوگ نہ ہوتے تو سورج سیاہ ہو جاتا اور چاند سے آگ برستی،تارے چنگاریوں کی پھوار چھوڑتے"۔

"تم تو شاعری کرنے لگے ڈاکٹر"۔ جولیا ہنس پڑی۔

دفعتاً عمران اٹھ کر ان کے قریب آ گیا۔

"یہ کتاب تو نامکمل ہے۔۔۔۔۔۔۔ڈاکٹر"؟۔ اس نے کہا۔

" کیا بکواس کرتے ہو"؟۔

"پورے آٹھ صفحات غائب ہیں"۔

"نہیں"۔ ڈاکٹر اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ وہ بہت زیادہ متحیر نظر آ رہا تھا۔

عمران نے کتاب اسے دکھائی۔ صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ درمیان کے اوراق پھاڑ گئے ہیں۔

"میرے خدا"۔ ڈاکٹر بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "یہ کیونکر ہوا۔۔۔۔۔ ارے یہ کتاب کا پہلا ایڈیشن تھا۔ بڑی دقتوں سے یہ مجھے ڈھائی ہزار میں ملی تھی"۔

"اکثر لوگ آپ کی لائبریری دیکھنے کے لیے آتے رہتے ہوں گے"؟۔ عمران نے پوچھا۔

"مجھے افسوس ہے کہ میں اب آپ سے اجازت چاہوں گا"۔ ڈاکٹر نے گلوگیر آواز میں کہا۔ "اس نقصان پر میرا ذہنی توازن بگڑ گیا ہے"۔

"ان آٹھ صفحوں میں کیا تھا ڈاکٹر"؟۔ عمران نے پوچھا۔

"ارے کیا میں ان ہزاروں کتابوں کا حافظ ہوں"؟۔ ڈاکٹر جھلا کر چیخ اٹھا۔

"آؤ۔۔۔۔۔ چلیں ڈیئر۔۔۔۔ "عمران نے جولیا سے کہا اور وہ اٹھ گئی۔ ڈاکٹر انہیں رخصت کرنے کے لیے صدر دروازے تک نہیں آیا تھا۔

"پتہ نہیں تم کس لیے آئے تھے اور کیا کر کے جا رہے ہو"؟۔ جولیا نے کہا۔

"کیا بتاؤں جو صفحے میرے کام کے تھے وہی غائب تھے۔ پھر میں کیوں نہ یقین کر لوں کہ میں نے غلط راستہ نہیں اختیار کیا"۔

"تمہیں کیا دیکھنا تھا۔۔۔۔۔۔"؟ جولیا نے پوچھا۔ لیکن عمران نے کوئی جواب نہ دیا۔ کار کمپاونڈ

سے باہر نکل رہی تھی۔

اچانک عمران نے پورے بریک لگائے۔گاڑی چرچراہٹ کے ساتھ رک گئی۔اگر اس طرح بریک نہ لگاتا تو اس آدمی کا کار کی لپیٹ میں آجانا یقینی تھا۔جو بائیں طرف سے غیر متوقع طور پر سامنے آ گیا تھا۔

"آہام۔۔۔۔۔ "عمران نے پلکیں جھپکائیں۔۔۔۔کیونکہ یہاں اس وقت اس آدمی کی موجودگی بھی غیر متوقع تھی۔عمران سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ یہاں ڈاکٹر سیفی کی کوٹھی کے پاس نجیب سے اس طرح ملاقات ہو جائے گی۔نجیب جس پر عمران کسی حد تک شبہ کر رہا تھا۔

"آپ نے ختم ہی کر دیا تھا مسٹر"۔نجیب زبردستی مسکرایا۔

"اوہو۔۔۔۔مسٹر رقیب"۔عمران خوش ہو کر بولا۔

"نجیب، یہ بہت بری بات ہے کہ آپ میرا نام بھول جاتے ہیں"۔اس نے کہا اور کنکھیوں سے جولیا کو دیکھتا ہوا بولا۔ "مجھے حیرت ہے کہ بیگم صاحبہ ساتھ نہیں ہیں"۔

عمران انجن بند کر کے نیچے اتر آیا۔۔۔۔اور آہستہ سے بولا۔ "یہ بھی بیگم ہی تو ہیں۔ساڑھے سات بیویاں رکھتا ہوں جناب"۔

"ساڑھے سات کیا بات ہوئی"؟۔

"سات لمبی ہیں اور ایک ساڑھے چار فٹ سے زیادہ اونچی نہیں ہے۔پھر آپ کیا کہیں گے۔۔۔۔دنیا آٹھ کہے گی مگر میں تو نہیں کہہ سکتا"۔

"خیر۔۔۔۔خیر۔۔۔۔ "نجیب ہنستا ہوا بولا۔ "آپ یہاں کہاں"؟۔

"بھوس پتر پر لکھی ہوئی کتاب دیکھنے آئے تھے"۔

"خدا کی پناہ آپ کتنا بھولے ہیں جناب، بھوس نہیں بھوج پتر"۔

"ہاں ہاں۔۔۔۔کیا آپ بھی وہی دیکھنے آئے تھے"۔

"نہیں، میری ہزاروں بار کی دیکھی ہوئی ہے۔ ویسے میں پروفیسر ہی کے پاس جا رہا تھا۔ اس کی لائبریری میں بڑا سکون ملتا ہے۔ میری ہزاروں بار کی دیکھی ہوئی ہے۔ میں یہاں اکثر آتا ہوں"۔

" مگر وہ تو بڑا بدد ماغ آدمی ثابت ہوا۔۔۔۔ "عمران نے برا سا منہ بنا کر کہا"۔

"ہوسکتا ہے۔۔۔۔۔۔لیکن پڑوسیوں کے ساتھ اس کا برتاو برا نہیں ہے"۔

نجیب مسکرا کر بولا۔ "میں بھی ڈاکٹر کا پڑوسی ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔وہ۔۔۔۔اس عمارت کے بعد والی عمارت۔۔۔۔۔۔۔کبھی ہمارے ساتھ بھی آیئے"۔

"ضرور۔۔۔۔۔۔۔ضرور۔۔۔۔۔۔۔۔ "عمران اس سے مصافحہ ہے کہ میں بہت حسین ہوں۔ لیکن ابھی تک کسی دوسرے سے اس کی اطلاع نہیں ملی۔

"آہا۔۔۔۔ٹھہرو۔۔۔۔۔۔۔۔۔صرف تین منٹ، میں سامنے والے بوتھ سے ذرا سلیمان کو فون کروں گا۔

55

ورنہ وہ کم بخت رات کے کھانے میں مونگ کی دال پکا کر رکھ دے گا۔۔۔الو کہیں کا۔۔۔۔۔۔۔"

عمران نے یہاں صفدر کے نمبر ڈائیل کیئے اور جواب ملنے پر ایکس ٹو کی مخصوص آواز میں بولا۔

"ڈاکٹر سیفی کو جانتے ہو"؟۔

"ڈاکٹر سیفی جی ہاں۔۔۔۔۔۔۔۔وہی جس کے پاس ڈیڑھ ہزار سال پرانی کتاب ہے"۔

"ہاں وہی۔۔۔۔۔۔۔۔تمہیں اس کی نگرانی کرنی ہے"۔

"وہ تو گھر سے باہر نکلتا ہی نہیں۔۔۔۔۔میں نے یہی سنا ہے"۔

"میں نے بھی یہی سنا ہے۔ تم اس کے گھر کی نگرانی کرو، تمہیں اس کے یہاں آنے والوں کی لسٹ مرتب کرنی ہے"۔

"بہت بہتر جناب"۔

"ابھی اور اسی وقت روانہ ہو جاو۔ فی الحال ایک آدمی نجیب ڈاکٹر کے مکان میں موجود ہے۔ وہ وہیں

پیلے رنگ کی کوٹھی میں رہتا ہے۔ چوہان سے کہو کہ وہ اس کی نگرانی کرے"۔

"بہت بہتر جناب"۔

"اوور۔۔۔۔۔ "عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا۔

جولیا کار میں بیٹھی بور ہو رہی تھی۔ عمران کار کے قریب پہنچ کر بڑبڑانے لگا۔ "میں اسے گولی کیوں نہ ماروں"۔

"کسے"؟۔ جولیا چونک پڑی۔

اسی سلیمان کے بچے کو۔ خواہ مخواہ بحث کرنے لگا۔ کہتا ہے کہ مونگ کی دال پسند کرنے والے لوگ سسرال میں قدر کی نگاہوں سے دیکھے جاتے ہیں"۔

"تم نے اس نوکر کو بھی بہت سر چڑھایا ہے"۔ جولیا برا سا منہ بنا کر بولی۔

"ہا۔۔۔آ۔۔۔ونولیا۔۔۔موری جولیا۔۔۔۔کاش تم ایک شعر کی داد دے سکو۔

دو دن کی یہ محفل ساقی رندوں سے ہنس بول کے کاٹ

ہم بھی راہ لگیں گے اپنی تیرا ہمارا ناتا کیا۔

"اب یہی دیکھو کہ یہ لفظ ناتا ہے لیکن اردو کا کوئی منشی فاضل کاتب اسے نانا بھی بنا سکتا ہے"۔

"پتہ نہیں کیا بکواس شروع کر دی تم نے۔ ارے اف فوہ۔ تم دراصل مجھے باتوں میں ٹالنے کی کوشش کر رہے ہو۔ بتاؤ یہ کیا قصہ ہے"؟۔

"اچھی بات ہے سنو"۔ عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "تم اس سلسلے میں کافی کام کر سکتی تھیں مگر افسوس کہ اس وقت اس آدمی نے تمہیں میرے ساتھ دیکھ لیا۔ یہ مسٹر چنگیزی کے دوستوں میں سے ہے۔ میں نے سوچا تھا کہ تم مسز چنگیزی سے رسم و راہ پیدا کرو گی"۔

"چنگیزی کی موت سے ڈاکٹر سیفی کا کیا تعلق ہے"؟۔

"کچھ بھی نہیں"۔

"پھر یہاں کیوں آئے تھے"؟۔

"ٹھہرو۔تمہیں چنگیزی کے قتل کے متعلق کچھ بھی نہیں معلوم۔میں اسے قتل ہی کہوں گا۔مجھے یقین ہے کہ وہ خود اپنی موت کا ذمہ دار نہیں تھا"۔

عمران نے شروع سے اب تک کے واقعات دہرائے اور یہ بتایا کہ پوسٹ مارٹم کی رپورٹ کے مطابق اس کی کیا وجہ تھی"۔

"تو تم اس آدمی نجیب پر شبہ کر رہے ہو"؟۔جولیا نے کہا۔

"ہاں فی الحال میں اسی پر نظر رکھنے کی کوشش کر رہا ہو"۔

" مگر اس قتل کا مقصد کیا ہو سکتا ہے"؟۔

"اب چنگیزی کی ملکیت اس کی بیوی کے نام منتقل ہو جائے گی کیونکہ اس کا کوئی قریبی عزیز موجود نہیں ہے۔وہ جوان بھی ہے اور حسین بھی۔اگر میں اس سے شادی کر لوں تو میری کیا پوزیشن ہو گی"؟۔

"چھوٹے چھوٹے فلیٹوں میں نہ سڑتے پھرو گے"۔جولیا مسکرائی۔

"بس تو پھر کیا قتل کا یہی مقصد نہیں ہو سکتا"؟۔

" مگر اس کا ہمارے محکمے سے کیا تعلق"؟۔

"میں تفریحاً اس کیس میں دلچسپی لے رہا ہوں۔چونکہ یہ حادثہ میرے ایک دوست کے مکان پر پیش آیا تھا اس

لیے میرا فرض ہے کہ میں مجرم یا مجرموں کو پکڑ کر قانون کے حوالے کر دوں"۔

"ٹھہرو، میری بھی ایک بات سن لو"۔

"تم ایک نہیں چار سناو، کان دبا کر سنوں گا"۔

"تم اس ٹرانسمیٹر کے واقعے کو کیوں نظر انداز کر رہے ہو۔تم نے ٹرانسمیٹر پر دو آدمیوں کی گفتگو سنی تھی۔لیکن اسے ہمیشہ یاد رکھو کہ اس قسم کے قتل کے سلسلے میں کوئی بھی کسی کو اپنا راز دار نہیں بنا سکتا"۔

"پھر تم کیا کہنا چاہتی ہو"؟۔

"ہوسکتا ہے یہ ہمارے ہی محکمے کا کیس ہو"؟۔

"اچھا اگر وہ الیکٹرک شاک ہی تھا تو تم اسے قتل کیونکر کہہ سکتے ہو"؟۔

"اس عمارت میں کنسیلڈ وائرنگ کی گئی ہے۔ کسی جگہ بھی تار کھلے ہوئے نہیں ہیں۔۔اور یہ ممکن نہیں ہے کہ سوئچ میں کرنٹ آ جائے"۔

"پھر"؟۔

"اس لیے ایکس ٹو نے مجھے ڈاکٹر سیفی کی لائبریری میں بھیجا تھا"۔

" کیا مطلب"؟۔

"ایک کتاب اس مسلے پر روشنی ڈال سکتی تھی لیکن افسوس کہ اس میں وہی صفحات غائب تھے، جن سے یہ مسلہ حل ہوسکتا تھا"۔

"اب میں کیا کروں، جب وہ صفحات ہی نہیں ملے وہ سب کچھ انہیں آٹھ صفحات میں تھا"۔

" کیا تھا"؟۔

"یہی کہ تاروں کو چھوئے بغیر بھی الیکٹرک شک کیسے لگ سکتا ہے"۔

"اتنی سی بات کے لیے تم کتابیں کھنگالتے پھر رہے ہو"؟۔جولیا کے لہجے میں حقارت تھی۔

"اچھا تم ہی میری مشکل آسان کردو"؟۔عمران نے بے بسی سے کہا۔

"تم نے سائنس میں ڈاکٹریٹ لی تھی"؟۔

"رشوت دے کر لی تھی۔۔۔۔ورنہ میں تو اس زمانے میں ٹیلر ماسٹر تھا"۔

" بکواس مت کرو۔۔۔۔کوئی اور ہی بات تھی تم بتانا نہیں چاہتے"۔

"نہیں ونولیا۔سوئٹ۔۔۔۔وہ ایک ایسے مادے کی کہانی تھی جسے محض انگلی سے مس کرنے کی بنا پر آدمی مر سکتا ہے"۔

"اوہ۔۔۔۔اور موت کی وجہ برقی رو کا جھٹکا ہوگا"؟۔

"یقیناً، کم ازکم پوسٹ مارٹم تو الیکٹرک شاک ہی کی کہانی سنائے گی"۔

" کیا وہ کتاب اور کہیں نہ مل سکے گی"؟۔

"مشکل ہے۔ ایکس ٹو نے بھی محض قیاسانہ خیال ظاہر کیا تھا کہ وہ کتاب سیفی کے کتب خانے میں ہو سکتی ہے۔ کیونکہ اسے ہر کتاب کا پہلا ایڈیشن رکھنے کا خبط ہے"۔

" کیا وہ صفحات صرف پہلے ہی ایڈیشن میں مل سکتے ہیں"؟۔

" قطعی۔۔۔ بعد کے ایڈیشنوں میں بہتیری چیزیں نہیں آنے پائیں۔ حکومت نے انہیں غیر قانونی قرار دے دیا تھا۔ کیونکہ لوگ ان کا غلط استعمال کر سکتے تھے۔ پہلا ایڈیشن شائع ہونے کے بعد اس کا غلط استعمال بھی ہوا تھا۔ بعض لوگوں نے بالکل اسی طرح کئی جانیں لی تھیں"۔

"تمہارا اشارہ چنگیزی کی طرف ہے"؟۔ جولیا نے پوچھا۔

"ہاں۔۔۔۔ چنگیزی اس مادے کا شکار ہوا ہے جس کا تذکرہ ان صفحات میں تھا"۔

"ایکس ٹو کتنی پتے کی باتیں بتاتا ہے"۔ جولیا کے لہجے میں حیرت تھی۔

عمران کچھ نہ بولا۔ کار تیزی سے سڑک پر دوڑتی رہی۔

-------------------------*-----------*

عمران اپنے فلیٹ میں سونے کی تیاری کر رہا تھا کہ ایکس ٹو کے پرائیویٹ فون کی گھنٹی بجی۔ وہ اس کمرے میں آیا جہاں فون رہتا تھا۔

"اٹ از جولیا سر"۔ دوسری طرف سے آواز آئی۔

" کیا خبر ہے"؟۔

"صفدر زخمی ہو گیا ہے"۔

" کس طرح"؟۔

"وہ سیفی کے مکان کی نگرانی کر رہا تھا کہ اچانک اس عمارت میں کسی کے چیخنے کی آوازیں سنیں۔ وہ سوچ ہی رہا تھا کہ اسے کیا کرنا چاہئے کہ اسے ایک آدمی نظر آیا جو دوڑتا ہوا عقبی پارک کی طرف جا رہا تھا۔ صفدر بھی اس کے پیچھے دوڑ پڑا۔۔۔ عقبی پارک سے تھوڑے فاصلہ پر پی روڈ گزرتی ہے۔ وہاں صفدر نے اسے ایک کار میں بیٹھتے دیکھا اور پھر دوڑ کر اپنی موٹر سائیکل تک آیا۔۔۔ جب وہ دوبارہ پی روڈ پر پہنچا تو وہ کار بہت دور نکل چکی تھی۔ اس کے عقبی سرخ روشنی نظر آ رہی تھی۔ صفدر نے اس کے پیچھے موٹر سائیکل ڈال دی۔۔ سڑک سنسان پڑی تھی"۔

"منظر کشی کی ضرورت نہیں"۔ عمران غرایا۔

"کار جنگل میں پہنچ کر ایک کچے راستے پر مڑ گئی اور کار سے فائر ہوئے صفدر نے موٹر سائیکل وہیں چھوڑ دی اور پیدل ہی دوڑتا ہوا کار کا تعاقب کرنے لگا۔ زمین ناہموار تھی اسی لیے کار کی رفتار اتنی کم ہو گئی تھی کہ وہ دوڑ کر اس کا تعاقب کر سکتا تھا۔۔ کار سے فائر ہو رہے تھے اور صفدر خود کو بچاتا ہوا تعاقب کرتا رہا۔ پھر وہ کار ایک چھوٹے سے کچے مکان کے سامنے رک گئی اور پھر اسے اندھیرے میں کچھ نہیں دکھائی دیا"۔

"ختم کرو"۔ عمران نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ "صفدر اس وقت کہاں ہے"؟۔

"اسی گرد و نواح میں جہاں وہ زخمی ہوا تھا۔ اس نے ٹرانسمیٹر پر یہ اطلاع مجھے دی ہے۔ اور اس نے وہ نشانات بتائے ہیں جن کی بنا پر اس تک پہنچنا ممکن ہے"۔

"جلدی کرو جولیا۔ نشانات بتاو"؟۔

جولیا بولتی رہی اور عمران کاغذ پر آڑی ترچھی لکیریں دائرے کراس اور مثلث بناتا رہا۔ پھر بولا۔

"تمہیں یقین ہے کہ تم سے کوئی غلطی نہیں ہوئی"؟۔

"میں نے اس کی نشاندہی کے مطابق آپ کے قاعدے سے نقشہ بنایا تھا"۔

"نقشہ دہراو"؟۔

" کراس۔۔۔۔۔لائن مغرب کی طرف۔۔۔۔۔۔۔دائرہ۔۔۔۔۔۔۔پھر لائین جنوب مغرب کی طرف۔۔۔۔۔۔دو مثلث۔۔۔۔۔۔۔۔تین کراس۔۔۔۔۔۔پھر لائن شمال کی جانب۔۔۔۔دائرہ۔۔۔۔۔۔۔۔لائن شمال مشرق۔۔۔۔دو دائرے اور ایک مربع"۔

"ٹھیک ہے۔اسے ٹرانسمیٹر پر اطلاع دو۔وہ اس مکان پر نظر رکھے۔۔۔۔عمران پہنچ رہا ہے"۔عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا۔

اس کے بعد اس نے سیٹنگ روم میں آکر کیپٹن فیاض کے گھر کے نمبر ڈائیل کئے اتفاق سے وہ گھر ہی پر مل گیا۔

"سوپر۔۔۔۔میں عمران ہوں،ڈاکٹر سیفی کو جانتے ہونا۔۔۔۔۔وہی ڈیڑھ ہزار کی پرانی کتاب والا۔۔۔۔۔۔دیکھواسے کوئی حادثہ پیش آیا ہے۔فوراً اس کی کوٹھی پر پہنچو۔اور تم نجیب کو سختی سے چیک کر سکتے ہو جو اس کے قریب ہی زرد رنگ کی کوٹھی میں رہتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔دیر نہ کرنا۔۔۔۔یہ چنگیزی ہی کے سلسلے کی ایک کڑی ہوسکتی ہے۔تفصیل میں جانے کا وقت نہیں ہے۔۔۔۔۔میں رات ہی کو کسی وقت تم سے ملوں گا"۔

عمران نے فیاض کا جواب سنے بغیر ریسیور رکھ دیا۔اور پانچ منٹ کے اندر ہی اندر اس کی کار شہر کی سڑکوں پر فراٹے بھر رہی تھی۔پھر تھوڑی دیر بعد جنگل کی ایک سنسان روشنی میں نہا گئی۔

وہ دیوانوں کی طرح ڈرائیو کر رہا تھا اسپیڈ میٹر کی سوئی اسی اور نوے کے درمیان جھول رہی تھی۔اچانک ایک جگہ اس نے رفتار سست کر دی۔اور پھر گاڑی روک کر انجن بند کیا اور نیچے اتر آیا۔اب وہ شاید سمتوں کا اندازہ کر رہا تھا۔

شمال مشرق کا تعین کر کے وہ سڑک کے نیچے اترنے لگا۔زمین ناہموار تھی لیکن اتنی بھی نہیں کہ ٹارچ روشن کئے بغیر چلنے میں دشواری ہوتی۔

اس کے قدم تیزی سے اٹھتے رہے۔۔۔۔۔۔پھر ایک جگہ رک کر اس نے محدود روشنی کی چھوٹی سی ٹارچ نکالی اور سینے کے بل زمین پر لیٹ گیا۔اب وہ رینگتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا اور ٹارچ کی پوزیشن

ایسی تھی کہ کہ روشنی دو تین بالشت سے آگے نہیں پھیل رہی تھی۔

61

دفعتاً بائیں جانب سے سیٹی کی ہلکی سی آواز آئی۔عمران نے ٹارچ بجھا دی اور رک گیا۔

سیٹی صفدر ہی نے بجائی تھی۔یہ سیکرٹ سروس والوں کا مخصوص اشارہ تھا۔صفدر نے بھی ٹارچ کی مخصوص جنبشوں کی بنا پر پہچان لیا تھا کہ وہ ایکسٹو ہی کے محکمے کا کوئی آدمی ہوسکتا ہے۔

سیٹی کی آواز پھر آئی اور عمران اسی جانب رینگنے لگا۔اور پھر وہ صفدر کے قریب پہنچ گیا جو دو پتھروں کے درمیان اوندھا پڑا ہوا تھا۔

"میرا بازو زخمی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔اچھا ہوا کہ آپ جلد پہنچ گئے عمران صاحب"۔

اس نے کمزور سی آواز میں کہا۔میرا خیال ہے کہ ہڈی پر ضرب نہیں آئی۔گولی گوشت پھاڑ کر دوسری طرف نکل گئی ہے۔میں نہیں کہہ سکتا کہ کتنا خون نکل چکا ہے۔زخم پتھر ہو رہا ہے۔سردیوں کے دن نہ ہوتے تو شائد ابھی خون بھی جاری ہی رہتا۔اب۔۔۔۔مم۔۔۔۔میرا۔۔۔سس۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سر چکرا رہا ہے"۔

"اب تم آرام کرو پیارے"۔عمران اس کا شانہ تھپتھپاتا ہوا بولا۔ "یعنی اگر بے ہوش ہونا چاہو تو شوق سے ہوسکتے ہو۔میں سب دیکھ لوں گا۔آہم ٹھہرو۔وہ مکان کس سمت ہے"؟۔

"میں نہیں کہہ سکتا کہ اب وہاں کوئی ہوگا بھی یا نہیں"۔

" کیا تم نے کار اسٹارٹ ہونے کی آواز سنی تھی"؟۔

" نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔اندھیرا تھا۔بائیں جانب کی ڈھلان میں اتر جائیے۔سامنے ہی کچھ دور پر وہ چھوٹا سا مکان نظر آئے گا۔ہوسکتا ہے کہ اس کی کسی کھڑکی میں کیروسین لیمپ کی روشنی ہو یا نہ ہو۔

عمران بائیں جانب نشیب میں رینگ گیا۔ہر طرف تاریکی کی حکمرانی تھی۔

وہ تھوڑی دیر تک تاریکی میں آنکھیں پھاڑ تا رہا اور پھر آگے بڑھ گیا۔فضا ہلکی سی کہر میں لپٹی ہوئی تھی اور سردی کہہ رہی تھی کہ آج ہی ورنہ کبھی نہیں۔

کچھ دور چلنے پر اسے ہلکی سرخ روشنی کا ایک مستطیل سا دکھائی دیا۔ غالباً یہ اسی کچے مکان کی کوئی کھڑکی تھی۔ عمران بڑھتا ہی رہا۔ حتی کہ اس بڑے سائے کے قریب پہنچ گیا جو بعد کو کار آمد ثابت ہوا تھا۔ پھر وہ اسی طرح رینگتا ہوا مکان کی دیوار سے آ لگا۔

اس وقت اس کے داہنے ہاتھ میں ریوالور تھا اور بائیں ہاتھ میں ٹارچ۔

تقریباً پندرہ منٹ تک وہ دیوار کی جڑ سے چپکا رہا مگر نزدیک یا دور سے کسی قسم کی آواز نہیں آئی۔ اس کے بعد وہ مکان کا دروازہ تلاش کرنے لگا۔

پشت پر دروازہ کھلا ہوا ملا۔ جس کی اونچائی پانچ فٹ سے زیادہ نہیں تھی۔ عمران نے ایک طویل سانس لی اور سوچنے لگا کہ مکان خالی ہی معلوم ہوتا ہے۔

احتیاطاً اس نے ایک بڑا پتھر اندر پھینکا اور کچھ دیر تک دیوار سے چپکا کسی وقوعے کا انتظار کرتا رہا۔ لیکن حالات میں کسی قسم کی تبدیلی نہ ہوئی۔

پھر وہ مکان میں داخل ہو گیا۔ مکان کیا بس ایک بے ڈھنگا سا کمرہ تھا جس میں صرف یہی ایک دروازہ تھا اور دوسری طرف دو کھڑکیاں۔ یہاں کیروسین کی لیمپ کی مدھم سی سرخ روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ اور اسی روشنی میں عمران کو دنیا کا آٹھواں عجوبہ نظر آیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ایک بندر۔۔۔۔۔۔۔ جس کے ہاتھ میں پستول تھا۔ اس نے عمران کی طرف پستول اٹھایا اور ٹریگر بھی دبا دیا۔۔۔۔ لیکن فائر نہ ہوا۔ پستول خالی تھا۔ بندر نے پھر سیفٹی کیس کھینچا۔۔۔۔۔ عمران تیزی سے باہر نکل آیا۔۔۔۔ اس نے سوچا ممکن ہے اسے پھانسنے کے لیے کسی قسم کا جال بچھایا گیا ہو۔۔ پھر پندرہ منٹ گزر گئے۔۔۔۔۔۔۔ اب عمران نے ریوالور نکالا اور پے درپے دو تین ہوائی فائر کئے۔۔۔۔۔۔۔ اور اس کے بعد دیوار سے آ لگا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پندرہ منٹ گزر گئے لیکن آس پاس زندگی کے آثار نہیں معلوم ہوئے۔

اب وہ پھر اس مکان میں داخل ہوا اس بار اس نے دروازہ بھیڑ کر کنڈی چڑھا دی تھی۔ لیکن بندر کا کہیں پتہ نہ تھا۔ غالباً وہ کھڑکی سے باہر نکل گیا تھا۔ عمران نے کھڑکیاں بھی بند کر دیں اور کمرے کا جائزہ لینے

لگا۔ وہ پستول زمین پر پڑا نظر آیا جو کچھ دیر پہلے اس نے بندر کے ہاتھ میں دیکھا تھا ایک طرف آدھ جلی سگرٹوں کے آٹھ دس ٹکڑے پڑے نظر آئے اور عمران بے اختیار ان پر جھک پڑا۔۔۔۔۔۔ان میں سے ایک اٹھا کر تھوڑی دیر دیکھتے رہنے کے بعد پھر زمین پر ڈال دیا۔ کمرے کا فرش بھی کچا ہی تھا۔ مٹی نرم تھی جس پر پیروں کے نشانات صاف نظر آ رہے تھے۔۔۔۔عمران بہت احتیاط سے ان کا جائزہ لینے لگا۔ ایک تنکا اٹھا کر کران کی پیمائش۔ اور پھر کچھ دیر بعد بڑبڑایا۔

"قطعی طور پر۔۔۔۔دو آدمی"۔

اس کی آنکھوں میں عجیب سی چمک لہرا رہی تھی۔ اور ہونٹوں پر ایک شیریری سی مسکراہٹ۔

تقریباً بیس منٹ بعد وہ پھر صفدر کے پاس تھا۔ صفدر پر سچ مچ غشی طاری ہوگئی تھی۔ عمران نے اپنا کوٹ بھی اتار کر اس پر ڈال دیا اور اس کی جیبیں ٹٹولنے لگا۔ پھر فولڈنگ کیمرہ نما ٹرانسمیٹر ڈھونڈ نکالنے میں دیر نہیں لگی۔ دوسرے ہی لمحے وہ جولیا کے لیے پیغام نشر کر رہا تھا۔

"ہیلو جولی۔۔۔۔۔۔ڈھمپ اسپیکنگ"۔

" کیا تم وہاں پہنچ گئے ہو"؟۔ دوسری طرف سے جولیا کی آواز آئی۔

"بالکل۔۔بالکل۔۔۔۔۔۔کیپٹن خاور کو فوراً بھیج دو۔ اس سے کہہ دو۔ کہ فنگر فرنٹ کے سامان سے لیس ہو کر آئے۔ راستے کا نقشہ اچھی طرح ذہن نشین کرا دینا۔ میری کار سڑک ہی پر کھڑی ملے گی"۔

"صفدر کہاں ہے"؟۔

"وقت برباد نہ کرو"۔ عمران نے ٹرانسمیٹر کو بند کر کے صفدر کے نیچے دبا دیا۔

------------------------*----------*

" تقریباً تین بجے شہر کے ایک ٹیلیفون بوتھ سے اس نے کیپٹن فیاض کو فون کیا۔ لیکن گھر سے ایک ملازم کو جسے غالباً عمران ہی کی کال کا انتظار تھا۔ اسے بتایا کہ فیاض ابھی تک ڈاکٹر سیفی ہی کی کوٹھی میں ہے۔

عمران نے معنی خیز انداز میں اپنے سر کو جنبش دی اور بوتھ سے نکل کر سیفی کی کوٹھی کی طرف روانہ ہو گیا۔
کوٹھی کے باہر ایک دو نہیں تقریباً درجن پولیس کاریں موجود تھیں۔اور پھاٹک پر ایک مسلح کانسٹیبل پہرہ دے رہا تھا۔
" کیپٹن فیاض سے ملنا چاہتا ہوں"۔عمران نے کانسٹیبل سے کہا
اچانک پھاٹک کی دوسری جانب سے کسی نے اس کے چہرے پر ٹارچ کی روشنی ڈال اور اس کا نام پوچھا۔

"علی عمران"؟۔
"اندر تشریف لائیے جناب۔کپتان صاحب۔آپ کے منتظر ہیں"۔
اور پھر اندر پہنچ کر اس نے ڈاکٹر سیفی کی لاش دیکھی۔کیپٹن فیاض کے علاوہ کئی بڑے آفیسر وہاں موجود تھے۔انہوں نے عمران کو گھور کر دیکھا اور عمران کے چہرے پر حماقت کے آثار نمایاں ہونے لگے۔اب وہ سوچ رہا تھا کہ اس سے حقیقتاً حماقت سرزد ہوئی ہے اسے تو اس وقت اپنے فلیٹ میں ہونا چاہئے تھا۔فیاض کو ضرورت ہوتی تو خود ہی دوڑ آتا۔اب اس وقت یہاں وہ ان پولیس آفیسروں کی موجودگی میں گن گن کر بدلے چکا سکتا تھا۔
مگر خلاف توقع فیاض نے اس سے صرف اتنا ہی پوچھا کہ وہ شام کو یہاں کس لیے آیا تھا۔عمران نے اس پر ڈیڑھ سال پرانی کتاب کی کہانی چھیڑ دی۔۔۔۔۔۔اور اسے بتایا کہ جب وہ واپس جا رہا تھا اسے نجیب بھی ملا تھا۔
" کیا آپ بتا سکیں گے کہ آپ کے ساتھ کون عورت تھی"؟۔
"یہ تو بار بار یاد کرنے پر بھی نہ بتا سکوں گا کہ ایک گھنٹہ پہلے کون عورت میرے ساتھ تھی۔اس وقت سے اب تک تقریباً ستائیس عورتیں میری گاڑی میں بیٹھ چکی ہیں"۔
"آپ ہوش میں ہیں یا نہیں"؟۔ایک آفیسر نے اسے للکارا۔

"ہوسکتا ہے کہ عورتوں کی صحیح تعداد مجھے یاد نہ ہو۔ ویسے تو ہوش ہی میں ہوں"۔ عمران نے اندازہ کر لیا تھا کہ فیاض نے ابھی تک اس آدمی کا نام نہیں ظاہر کیا جس نے اسے ڈاکٹر سیفی کے متعلق اطلاع دی تھی۔

پولیس آفیسروں نے اس کے اس بے تکے جواب پر ایک دوسرے کی طرف معنی خیز نظروں سے دیکھا۔

اور فیاض فوراً ہی بول پڑا۔ "آپ ڈائریکٹر جنرل رحمان صاحب کے صاحبزادے ہیں"۔

پولیس آفیسر صرف سر ہلا کر رہ گئے انہیں عمران کی دھج پسند نہیں آئی تھی۔

"اچھا جناب۔ آپ تشریف لے جا سکتے ہیں۔ لیکن کل صبح ٹھیک نو بجے میرے دفتر میں پہنچ جائیے گا"۔

"نو بجے"؟ ۔عمران نے حیرت سے کہا۔ "نو بجے تو آفیسروں کے لیے نور کا تڑکا ہوتا ہے۔۔۔۔ آپ بھول رہے ہیں۔ غالباً آپ انیس بجے کہنا چاہتے تھے"۔ پھر وہ بڑی تیزی سے دروازے کی طرف مڑ گیا۔

ساڑھے تین بج رہے تھے لیکن نیند آفیسروں کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی کیونکہ یہ ڈاکٹر سیفی کے قتل کا معاملہ تھا۔

جو کبھی آکسفورڈ یونیورسٹی کا فیلو اور ایک مقامی یونیورسٹی کا وائس چانسلر بھی رہ چکا تھا۔ ویسے یہ اور بات ہے کہ آزادی کے دور میں عسرت کی وجہ سے وہ ایک ملازم کا بار بھی نہ برداشت کر سکتا رہا ہو۔ دوسری صبح خود فیاض ہی عمران کے فلیٹ میں پہنچ گیا۔ نیند کے دباؤ سے اس کا حلیہ بگڑ کر رہ گیا تھا شائد پچھلی رات سے اب تک اسے ایک گھنٹے کی بھی نیند میسر نہیں ہوئی تھی۔ عمران ابھی تک سو رہا تھا۔ خود فیاض ہی نے اسے جگایا سلیمان کو تو ہمت ہی نہیں پڑی تھی"۔

"تم سے کس گدھے نے کہا تھا کہ تم کوٹھی میں دوڑے آؤ"؟ ۔ فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"آہا۔۔۔۔۔ مگر سوپر تمہارے نوکر نے اس کے متعلق کچھ نہیں کہا تھا"۔

"تمہیں تو عقل استعمال کرنی چاہیئے تھی۔ خیر اب بتاؤ کہ تم ڈاکٹر سیفی سے کیوں ملے تھے"؟ ۔عمران

تھوڑی دیر کچھ سوچتا رہا پھر سر ہلا کر بولا۔

"الیکٹرک شاک کا چکر تھا"۔

"وہ اس سلسلے میں کیا بتا سکتا"؟۔فیاض نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

عمران اس وقت بے حد سنجیدہ نظر آ رہا تھا۔اس نے کہا۔ "سوپر فیاض صرف دو دن اور ٹھہر جاؤ میں مجرم تمہارے حوالے کر دوں گا، ہاں نجیب سے کیا رہی"؟۔

"وہ تمہاری واپسی کے بعد تقریباً آدھے گھنٹے تک ڈاکٹر سیفی کے پاس ٹھہرا تھا۔اس کا بیان ہے کہ ڈاکٹر تمہاری آمد کے سلسلے میں بہت پریشان تھا۔بار بار کہہ رہا تھا کہ وہ چالاک آدمی مجھے قتل کر گیا۔کیا تم دونوں نے اپنا نام مسٹر اور مسز ڈھمپ بتایا تھا"؟۔

"ہاں یہ درست ہے"۔

"اس سے کوئی کتاب مانگی تھی اور اس کے تین چار ورق غائب کر دیئے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کیوں"؟۔فیاض اسے گھورتا ہوا بولا۔

" کتاب ضرور مانگی تھی"۔عمران اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔ " مگر اس کے وہ اوراق پہلے ہی سے غائب تھے۔میں بھی دراصل انہیں اوراق پر نظر ڈالنا چاہتا تھا"۔

"ان اوراق میں کیا تھا"؟۔

"سوپر، اگر اس کی تفصیل معلوم ہوتی تو یہ دردسری کیوں مول لیتا میں نے کہیں شوبرٹ کی اس کتاب کے متعلق پڑھا تھا کہ اس کے پہلے ایڈیشن میں بہت ہی مختصر پیمانے پر اتنی برقی قوت مہیا کرنے کا طریقہ درج ہے۔جس سے کم از کم ایک آدمی کا خاتمہ ہو سکتا ہے"۔

"میں نہیں سمجھا"؟۔

"ایک ایسا مادہ جسے انگلی سے مس کرنے سے اتنی قوت والی برقی رو پیدا ہو جائے جو ایک آدمی کو ختم کر دینے کے لیے کافی ہو"۔

"نہیں"۔فیاض کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

"مجھے افسوس ہے کہ فی الحال میں کوئی واضح ثبوت نہیں پیش کرسکتا۔اس کتاب کا پہلا ایڈیشن نایاب ہے۔اگر تلاش کرسکو تو کرو۔شوبرٹ کی کتاب البرق کا پہلا ایڈیشن جوانیسویں صدی کے اوائل میں شائع ہوا تھا۔یہ ایک عرب حکیم یحیی کی کتاب البرق پر تبصرہ ہے"۔

فیاض تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا ہوا بولا۔ "آخر پہلا ایڈیشن ہی کیوں"؟۔

"دوسرے ایڈیشنوں سے وہ طریقہ حذف کردیا گیا تھا۔جس پر عمل کرکے وہ مادہ حاصل کیا جاسکتا ہے"۔

"تمہیں کیسے معلوم ہوا تھا کہ وہ کتاب ڈاکٹر سیفی کے پاس موجود ہے"؟۔

"اسے کتابوں کے پہلے ایڈیشن کا خبط ہے میں نے سوچا ممکن ہے اس کے پاس سے مل ہی جائے"۔

"وہ تو نجیب کہہ رہا تھا کہ اس آدمی نے میری ایک کمزوری سے فائدہ اٹھا کر مجھے قتل کردیا ایسی کتاب برباد کردی جس کے صرف چند نسخے ساری دنیا میں مل سلیں گے۔وہی حصے نکال لے گیا۔جو اس کتاب کی خصوصیت تھا۔ٹھیک بھی ہے تم آخر کسی عورت کو وہاں کیوں لے گئے تھے"؟۔

"اس کے بغیر شاید وہ مجھے اپنے مکان میں گھسنے ہی نہ دیتا۔اجنبیوں سے وہ اسی صورت میں ملتا ہے۔جب ان کے ساتھ خوبصورت عورتیں ہوں۔ہر جینیس اس قسم کا کوئی خبط ضرور رکھتا ہے سوپر فیاض،مگر ٹھہرو۔تم شائد اس کے قتل کا الزام مجھ پر رکھنا چاہتے ہو۔لیکن یہ سوچو کہ اس سے آخری ملنے والا نجیب تھا اگر مجھے راز داری کی

ضرورت ہوتی تو اسے ختم ہی کر کے گھر سے نکلتا"۔

"تمہیں کسی حادثے کی اطلاع کیسے ملی تھی"؟۔

"جب میں کتاب کے وہی اوراق غائب پائے تھے جن کی مجھے تلاش تھی تو میں نے ایک آدمی کو کوٹھی کی نگرانی پر لگا دیا تھا کہ وہ ڈاکٹر کے ملنے جلنے والوں کے متعلق معلومات فراہم کرتا رہے۔لیکن اس نے

تھوڑی ہی دیر بعد مجھے فون پر اطلاع دی کہ اس نے ابھی ابھی کوٹھی میں کسی کی چیخنے کی آوازیں سنی ہیں۔ میں سمجھ گیا کہ ڈاکٹر کو یقینی طور پر کوئی حادثہ پیش آیا ہے"۔

فیاض تھوڑی دیر تک عمران کی آنکھوں میں دیکھتا رہا۔ پھر بولا۔ "تو کیا تمہیں یقین ہے کہ نجیب ہی"۔

سوپر فیاض دو دن ٹھہر جاو۔ میں تمہیں یقین کے ساتھ بہت کچھ بتا سکوں گا"۔

"یہ بات ابھی تک صرف میرے ہی علم میں ہے کہ ڈاکٹر کے متعلق کسی حادثے کی اطلاع تمہی نے دی تھی"۔

"بہت مناسب ہے تم کافی عقلمند ہوتے جارہے ہو"۔ عمران سر ہلا کر بولا۔

فیاض کی آنکھوں سے بے اطمینانی جھانک رہی تھی۔ دفعتا عمران تھوڑی دیر بعد پھر بولا۔ "اس دوران ڈاکٹر کے ملنے جلنے والوں کے بارے میں تفشیش کرتے رہو۔ اس سلسلے میں بھی نجیب ہی زیادہ کارآمد ثابت ہوسکے گا لیکن اسے یہ شبہ نہ ہونے پائے کہ تم اس پر شبہ کر رہے ہو۔ اگر تمہارے شبہے کی تان زیادہ تر مجھ پر ٹوٹتی رہے تو بہتر ہی ہوگا"۔

"آخر تم کرنا کیا چاہتے ہو"؟۔

"اس کے علاوہ اور کیا کروں گا سوپر فیاض کہ مجرم کو ثبوت سمیت تمہارے حوالے کردوں۔۔۔۔ اگر پہلے میں نے کبھی اسکے بجائے کسی مجرم سے شادی کرلی ہو تو مجھے بتاو"۔ فیاض صرف مسکرادیا۔

------------------------*------------*

عمران کے دو دن بڑی مصروفیتوں سے گزرے اور فلیٹ میں اسکی شکل نہیں دکھائی دی وہ زیادہ تر سڑکوں کے ٹیلیفون بوتھوں سے اپنے ماتحتوں کو ہدایات دیتا رہتا تھا۔ دوسری طرف فیاض کا یہ عالم تھا کہ دن میں کئی کئی بار عمرن کے فلیٹ کے چکر لگارہا تھا بہرحال وہ پچھلی ملاقات کی چوتھی صبح عمران کو جالینے میں کامیاب ہوگیا اسے توقع تھی کہ صبح ہی پہنچ جانے پر وہ عمران کو پاسکے گا۔

عمران پر نظر پڑتے ہی برس پڑا۔

"یار تم خواہ مخواہ ذلیل کرا رہے ہو۔ ایک کی موت میری آنکھوں کے سامنے ہوئی تھی اور دوسری کی اطلاع بھی سب سے پہلے مجھے ہی ملی تھی۔ اب ایک طرف دلاور بور کر رہا ہے اور دوسری طرف تمہارے ابا جان کیونکہ ڈاکٹر سیفی ان کا کلاس فیلو بھی رہ چکا ہے۔ میں نے انہیں بتا دیا ہے کہ تم اس سے ملنے گئے تھے اور مجھے اس کے قتل کی اطلاع بھی تم ہی سے ملی تھی۔

"مار ڈالا"۔ عمران دردناک آواز میں بولا۔ "اب پھر ٹل گئی میری شادی دس پندرہ برس کے لیے"۔

"خدا کے لیے بور مت کرو"۔

"قاتل میری جیب میں رکھا ہوا ہے"۔ عمران اکڑ کر بولا۔ " مگر خان دلاور اور مسز چنگیزی کی موجودگی ہی میں اس کے ہتھکڑیاں لگانا چاہتا ہوں۔ اور اگر وہ ٹماٹر کی چٹنی ڈاکٹر سرکہ جبین بھی موجود ہو تو بس پھر تو مزہ ہی آ جائے گا"۔

"مجھے بتاؤ، تم کیا کرنا چاہتے ہو"؟۔ فیاض جھنجھلا گیا۔

"وہی جو اس سے پہلے کرتا رہا ہوں"۔ عمران نے خشک لہجے میں کہا۔ " کیا میں نے اس سے پہلے بھی درجنوں مجرم تمہارے حوالے نہیں کیئے۔ کیوں؟ کیا تم اس کے لیے مجھے معاوضہ دیتے رہے ہو۔ میرا معاوضہ تو دراصل وہ لذت ہے جو اپنے طور پر کام کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ اگر اتنا بھی نہ ہو تو پھر مجھے احمق نہیں بلکہ احمقوں کی سسرال کہیں گے"۔

فیاض خاموش ہو گیا اور عمران نے کہا۔ "بیس منٹ کے اندر ہی اندر ہتھکڑیوں کا ایک جوڑا اپنے آفس سے منگوا لو"۔

"اوہ۔۔۔۔ "فیاض اس کی آنکھوں میں دیکھنے لگا اور عمران جھنجھلا کر بولا۔ "وقت برباد نہ کرو"۔

فیاض نے اپنے کسی ماتحت کو ہتھکڑیوں کے لیے فون کیا۔۔۔۔ اور عمران کو گھورنے لگا۔ عمران اس کی طرف

دیکھے بغیر بولا۔ "اب خان دلاور کو فون کرو وہ نجیب اور ڈاکٹر جبین کو لیکر چنگیزی کی کوٹھی میں پہنچ جائے مگر احتیاط رکھے کہ نجیب یا ڈاکٹر جبین کو کسی قسم کا شبہ نہ ہونے پائے۔۔۔اگر نجیب ہاتھ سے نکل گیا تو نتیجے کا وہ خود ذمہ دار ہوگا"۔

"یار پتہ نہیں تم کیا کرنے جا رہے ہو"؟۔

"جو کچھ کہہ رہا ہوں وہی کرو ورنہ پھر مجھ سے کوئی مطلب نہیں۔نجیب تمہارے سامنے موجود ہے۔اس کے خلاف ثبوت فراہم کرتے پھرو۔بغیر ثبوت تم اسے ہاتھ بھی نہیں لگا سکو گے۔کیونکہ وہ بھی اچھی پوزیشن کا آدمی ہے"۔

فیاض نے طوعاوکرہا دلاور کے نمبر ڈائیل کرتے ہوئے عمران سے پوچھا۔ "کس وقت پہنچنا ہے"؟۔

"دس بجے"۔عمران نے کہا۔

فیاض نے خان دلاور سے رابطہ کیا اور عمران کے کہے ہوئے جملے دہرائے۔عمران نے محسوس کیا کہ گفتگو طویل ہوتی جارہی ہے۔فیاض یہی کہتا رہا۔ "ابھی کچھ نہیں بتاوں گا ان دونوں کو لیکر وہاں پہنچ جاو۔۔۔دس بجے تک میں وہیں آوں گا۔بھئی محض تمہاری خاطر میں نے یہ دردسر مول لی ہے ورنہ اس قسم کے خرچے تو مہینوں چلتے ہیں۔۔۔اچھا۔۔۔اچھا۔۔۔ہم دس بجے پہنچ رہے ہیں۔لیکن ایک بار پھر سنو۔نجیب کے معاملے میں کافی محتاط رہنا"۔اس کے بعد سلسلہ منقطع کر دیا۔

" کچھ تو بتادو مردود۔۔۔ "وہ دانت پیس کر عمران کو گھونسہ دکھاتا ہوا بولا۔

"ممی"۔عمران نے کسی روہانسے بچے کی طرح ہانک لگائی۔

ٹھیک دس بجے فیاض اور عمران چنگیزی کی اسٹڈی میں داخل ہوئے۔اور نجیب عمران کو دیکھ کر اچھل پڑا ۔۔۔ڈاکٹر جبین کی پیشانی پر بھی شکنیں نظر آنے لگیں۔ویسے اس وقت عمران کی احمقانہ مسکراہٹ سبھی کو غصہ دلا سکتی تھی۔

بیگم چنگیزی کے چہرے پر مردنی چھائی ہوئی تھی۔

فیاض اور عمران تھوڑی دیر تک خاموش بیٹھے رہے۔پھر فیاض نے بیگم چنگیزی سے کہا۔ "میں ذرا

چنگیزی صاحب کی خواب گاہ دیکھنا چاہتا ہوں"؟۔

"جی"؟۔بیگم چنگیزی اس طرح چونک پڑی جیسے دوسروں کی موجودگی سے بے خبر رہی ہو۔

70

"میں چنگیزی صاحب کی خواب گاہ دیکھنا چاہتا ہوں"؟۔

"خواب گاہ"۔وہ اس طرح بولی جیسے خواب ہی دیکھ رہی ہو پھر چونک کر بولی۔ "مجھ میں اتنی ہمت نہیں ہے کہ اب وہاں کبھی جا سکوں۔میرے خدا۔۔۔آپ جائیے، میں کھلوائے دیتی ہوں"۔

"آپ سے مجھے وہاں کئی باتیں کرنی ہیں جو چنگیزی صاحب کی ذات سے تعلق رکھتی ہیں۔مثلاً خواب گاہ میں وہ کہاں بیٹھتے تھے۔کس طرح لیٹتے تھے۔بہتیری باتیں خواب گاہ کی سچویشن ہی دیکھ کر پوچھی جا سکتی ہیں۔اگر آپ کسی قسم کی کمزوری محسوس کر رہی ہوں تو اپنے ان دوستوں کو بھی ساتھ لے چلئے۔مجھے کوئی اعتراض نہ ہوگا"۔مسز چنگیزی نے خان دلاور کی طرف دیکھا۔

"ہاں۔۔۔چلنا ہی چاہئے۔۔۔۔ "دلاور بولا۔ "ہم سب چلیں گے۔پولیس کی مدد کئے بغیر مجرم ہاتھ نہیں آئے گا"۔

مسز چنگیزی طوعاً و کرہاً اٹھی۔وہ سب ہی اٹھ گئے لیکن نجیب بے تعلقانہ انداز میں بیٹھا ہی رہا۔

"چلو نا یار۔۔۔۔۔ "دلاور نے اس سے کہا۔

"نہیں بھئی۔میں معافی چاہتا ہوں۔پچھلی رات سے پولیس والوں کی شکلیں دیکھتے دیکھتے میری آنکھیں پتھرا گئی ہیں۔ذہن پر پتھر کی سل سی رکھی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔میرے ہونے یا نا ہونے سے کیا فرق پڑے گا"؟۔

دفعتاً اس کی اور مسز چنگیزی کی نظریں ملیں اور اس طرح اٹھ گیا جیسے صوفے کا کوئی اسپرنگ ٹوٹ کر کپڑے سے باہر نکل آیا ہو۔

فیاض نے عمران کی طرف دیکھا اور عمران اسے آنکھ مار کر مسکرانے لگا۔وہ زینے طے کر کے اوپری منزل پر آئے۔۔۔خان دلاور اور مسز چنگیزی آگے تھے۔۔۔۔

"اوہ۔۔۔۔۔۔اس کی کنجی"۔مسز چنگیزی نے بے بسی سے کہا۔ "میں نہیں جانتی کہ اس کی کنجی کہاں ہوگی۔وہ اپنی خواب گاہ خود ہی مقفل کرتے تھے"۔

"آہا۔۔۔تو یہ ان کے بعد سے اب تک کھولی ہی نہیں گئی"؟۔فیاض نے کہا۔

"جی نہیں"۔

فیاض نے ہینڈل گھما کر دروازے کو دھکا دیا۔مگر وہ مقفل ہی تھا۔

"دکھاوں ہاتھ کی صفائی"؟۔عمران نے بے ڈھنگے پن سے ہنس کر کہا۔

" کیا"؟۔فیاض غصیلے انداز میں اس کی طرف مڑا اور عمران نے سہم جانے کی ایکٹنگ کرتے ہوئے کہا ۔ "یعنی۔۔۔۔۔۔کہ مطلب۔۔۔۔۔۔۔یہ کہ میں مقفل کھول سکتا ہوں۔اگر کوئی پتلی اور نکیلی چیز مل جائے۔۔۔۔۔۔۔یعنی کہ ہاں"۔

کچھ دیر بعد ایک لمبی کیل مل سکی جس کی مدد سے عمران نے مقفل کھول لیا۔اور وہ اندر داخل ہوئے لیکن پھر وہ سب دروازے کے قریب رک گئے۔سامنے والی دیوار پر چار رنگین لکیریں نظر آ رہی تھیں۔تین تو بالکل ایسی ہی تھیں جیسی خان دلاور کی دیہی کوٹھی کے اس کمرے میں ملی تھیں جس میں مسٹر چنگیزی کا قیام تھا۔

" لکیریں"۔بیگم چنگیزی نے سسکاری سی لی اور ہذیانی انداز میں بولی۔ "ہاہا۔یہاں تو چوتھی لکیر بھی موجود ہے۔میں دیکھوں گی۔۔۔میں دیکھوں گی"۔

وہ تیزی سے دیوار کی طرف بڑھی۔

"ٹھہرو۔۔۔کیا کرتی ہو"؟۔خان دلاور نے چھلانگ لگائی اور دونوں ہاتھ پھیلا کر اس کی راہ میں حائل ہوگیا۔

"ہٹو۔۔۔ہٹو۔۔۔۔ہٹ۔۔۔۔جاو۔۔۔۔ذلیل کمینے۔۔۔میں بھی جاوں گی۔۔۔۔۔ہٹو"۔

"ہٹ جاو خان دلاور"۔دفعتاً عمران گرجا۔اس کا لہجہ بے حد خونخوار تھا۔فیاض بوکھلا کر اس کی طرف

دیکھنے لگا اور پھر اس نے احمقانہ انداز میں پلکیں جھپکائیں کیونکہ وہ عمران کے ہاتھ میں ریوالور بھی دیکھ رہا تھا۔

"کیا مطلب"؟۔خان دلاور آنکھیں نکال کر بولا۔

"اگر یہ مرنا ہی چاہتی ہیں تو انہیں مرنے دو۔ورنہ میں تمہیں گولی مار دوں گا"۔عمران نے کہا اور بقیہ لوگوں سے ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔

"ایسے سنجیدہ مواقع پر مذاق کرنا چھچھورا پن ہے۔میں اسے پسند نہیں کرتا"۔خان دلاور آپے سے باہر ہو گیا۔

"کھیل ختم ہو چکا ہے بیٹے۔اپنے ہاتھ ہتھکڑیوں کے لیے پیش کر دو"۔

"کیا"؟۔ہر ایک کی زبان سے بیک وقت نکلا۔

"ڈاکٹر جبین۔۔۔۔۔۔اور مسٹر نجیب۔۔۔۔تم دونوں بیگم چنگیزی کو پیچھے ہٹا لو"۔عمران نے کہا۔

"تمہارا دماغ تو نہیں خراب ہو گیا"؟۔فیاض دہاڑا۔

"میں اس وقت صرف ڈیفنس منسٹر کو جواب دہ ہوں فیاض صاحب"۔عمران کا لہجہ بے حد سرد تھا۔ "تم ان معاملات میں دخل نہ دو۔دلاور تم سے زیادہ میرا دوست ہے۔لیکن میرا فرض۔۔۔۔۔میرا ہی نہیں بلکہ ہر شہری کا فرض ہے کہ اگر اس کا باپ بھی قانون شکنی کرے تو اسے بھی قانون کے حوالے کرنے سے نہ ہچکچائے"۔

"تم پاگل ہو گئے ہو"۔دفعتاً خان دلاور نے قہقہہ لگایا۔

"تمہارا سیکرٹری میری قید میں ہے"۔خان دلاور۔اور وہ ٹرینڈ بندر بھی جال میں پھنسا لیا گیا ہے جو تمہارے خطوط بیگم چنگیزی تک لایا کرتا تھا"۔

فیاض نے مڑ کر چنگیزی کی طرف دیکھا جو فرش پر بیہوش پڑی ہوئی تھی۔ڈاکٹر جبین اور نجیب اسے پیچھے ہٹا لائے تھے اور اس پر غشی طاری ہو گئی تھی۔

" بکواس جاری رکھو"۔دلاور مسکرایا۔ " کیا تم میرے خلاف کوئی ثبوت مہیا کر سکو گے"؟۔

"ایک نہیں درجنوں۔تم شاید اسے مذاق سمجھے ہو کہ ضغیم میری قید میں ہے"؟۔

"عمران، اگر تم سنجیدہ ہو تو جلد بازی سے کام نہ لو۔۔۔ہمیں اس پر سنجیدگی سے غور کرنا چاہیئے"۔

"اس وقت میں اپنے باپ کے مشورے پر بھی عمل نہیں کر سکتا۔خان دلاور کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈال دو"۔

"میں کہتا ہوں ریوالور مجھے دو"۔فیاض کو غصہ آ گیا۔

"فیاض کیوں شامت آئی ہے۔اس وقت تم میری اتھارٹی کو چیلنج نہیں کر سکتے"۔عمران غرایا۔اس کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈال دو۔میں چاہتا ہوں کہ اس کی گرفتاری کا سہرا تمہارے ہی سر رہے۔ورنہ پانچ منٹ بعد یہ کیس تمہارے ہاتھ سے نکل جائے گا"۔

" بکواس بند کرو۔میں کہتا ہوں ریوالور زمین پر گرا دو ورنہ میں یہی ہتھکڑیاں تمہارے ہاتھوں میں ڈال دوں گا"۔

خان دلاور اپنے دونوں ہاتھ اوپر اٹھائے کھڑا مسکرا رہا تھا۔

"میں اس ریوالور کا لائسنس بھی تم سے طلب کرتا ہوں"۔فیاض دہاڑا لیکن ٹھیک اسی وقت باہر سے بھاری

قدموں کی آوازیں آئیں اور تین ملٹری آفیسر جو وردیوں میں تھے اندر گھس آئے۔عمران نے انہیں دیکھتے ہی اپنا بایاں ہاتھ اٹھایا اور کلائی کا زیادہ تر حصہ آستین سے باہر آ گیا اس کی کلائی پر سنہرے رنگ کی ایک مہر چمک رہی تھی۔تینوں فوجیوں نے اسے سلوٹ دیا۔

"بندر والا"۔عمران نے ریوالور کی نال سے خان دلاور کی طرف سے اشارہ کیا۔لیکن دوسرے ہی لمحے میں خان دلاور دونوں کی طرف اس پر جھپٹ پڑا۔

ویسے عمران تک اس کی پہنچ اب ناممکن تھی۔کیونکہ تینوں فوجی درمیان میں آ گئے تھے۔انہوں نے اسے

جکڑ لیا۔ ایک نے جیب سے ہتھکڑیاں نکالیں اور اس کے ہاتھوں میں ڈال دیں۔

"میں دیکھوں گا تمہیں۔۔۔۔۔سمجھے"؟۔ خان دلاور عمران کی طرف دونوں ہاتھ اٹھا کر چیخا۔

"مجھے بے حد افسوس ہے میرے دوست کہ تمہیں میرے ہی ہاتھوں سے دفن ہونا پڑا"۔ عمران نے مغموم لہجے میں کہا۔ فیاض، نجیب اور ڈاکٹر جبین اسے پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے۔ فوجی دلاور کو دھکیلتے ہوئے کمرے سے باہر نکال لے گئے"۔

"یار۔۔۔۔۔۔۔یہ کیا ہوا"؟۔ فیاض بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "اس کی آنکھوں سے بے بسی جھانک رہی تھی۔

"وہی جو ہونا چاہیئے تھا"۔ عمران نے لاپرواہی سے اپنے شانوں کو جنبش دی۔ "میں تم سے پہلے ہی کہہ رہا تھا کہ اس کے ہاتھوں میں تم اپنی ہتھکڑیاں لگا دو۔ لیکن تم نے دھیان نہ دیا۔ "چلو۔۔۔۔ختم کرو"۔ فیاض ہاتھ اٹھا کر مردہ سی آواز میں بولا۔ پھر مسز چنگیزی کی طرف اشارہ کر کے پوچھا۔

" کیا یہ بھی سازش میں شریک تھی"؟۔

"خدا ہی جانے۔ لیکن بظاہر تو ایسا نہیں معلوم ہوتا"۔

" مگر تم نے تو کسی بندر کا تذکرہ کیا تھا جو اس کے خطوط اس کے پاس لایا کرتا تھا"؟۔

" کہانی لمبی ہے فیاض صاحب اطمینان سے بتاوں گا مگر نہیں پہلے ادھر آو۔ ذرا ان لکیروں کو دیکھو۔" نجیب اور ڈاکٹر جبین بھی ان کے قریب آ گئے۔ یہ چار لکیریں تھیں۔ تین لکیریں تو رنگین پنسلوں سے کھینچی گئی تھیں۔ لیکن

چوتھی لکیر ابھری ہوئی تھی ایسا معلوم ہو رہا تھا۔ جیسے کوئی پتلی سی ربڑ کی نلکی دیوار پر چپکا دی گئی ہو۔

"قدرتی بات ہے سوپر فیاض، اگر چاروں لکیریں اچانک تمہارے سامنے آئیں تو تم اس ابھری ہوئی لکیر پر انگلی پھیرے بغیر نہ رہ سکو گے۔ لیکن جہاں تم نے انگلی پھیری تمہاری بیوی بھی بلبلاتی رہ جائے گی۔ پوسٹ مارٹم کی رپورٹ کہے گی کہ اس شوہر نامراد کو الیکٹرک شاک لگا تھا۔ مگر ٹھہرو۔۔۔میری

کونسی بیوی بیٹھی ہوئی ہے جو بلبلاتی پھرے گی اس لیے یہ دیکھو"۔

اس نے لکیر کی طرف انگلی بڑھائی اور ڈاکٹر جبین نے جھپٹ کر اس کا بازو پکڑ لیا۔ لیکن پھر خفیف ہو کر پیچھے ہٹ گئی۔ عمران نے مسکرا کر فیاض کو آنکھ ماری اور آہستہ سے بولا۔ "تم انگلی پھیر کر دیکھو اگر مر جاؤ تو دس ہزار ہاروں گا۔ کبھی نہیں مر سکتے۔ کیونکہ یہ لکیریں تو پچھلی رات میں نے بنائی تھیں ۔۔۔۔ یہ دیکھ۔ اس نے ابھری ہوئی لکیر کو چٹکی سے پکڑ کر دیوار سے الگ کر لیا۔ یہ سچ مچ ربڑ کی ایک نلکی تھی۔

فیاض نے برا سا منہ بنایا۔ "تم نے باقاعدہ طور پر جال بچھایا تھا۔ وہ ان لکیروں کی طرف بڑھی تھی اور وہ بے ساختہ اس پر جھپٹ پڑا تھا کہ اسے لکیروں تک پہنچنے سے روک دے۔ مگر یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔ میرا دعویٰ ہے کہ تم اس کے خلاف کوئی ثبوت نہ بہم پہنچا سکو گے"۔

"ابھی ایک ایسا آدمی باقی ہے سوپر فیاض۔ جسے میں اعانت جرم کے الزام میں تمہارے سپرد کروں گا"۔

" کون"؟۔

"خان دلاور کا سیکرٹری ضغیم"۔

"آپ تو نہ جانے کیا نکلے جناب"؟۔ نجیب بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"اگر نہ نکلتا تو تم اور ڈاکٹر بڑی مصیبت میں پڑ جاتے۔ کیونکہ اس نے تمہیں پھنسانے کی کوشش کی تھی ڈاکٹر کی سرنج یاد ہے نا تمہیں"؟۔

"اچھی طرح"۔

" کیا آپ مجھے معاف کر دیں گے جناب"؟۔ ڈاکٹر جبین نے خجالت آمیز لہجے میں کہا۔

"میں نے اکثر آپ کی توہین کرنے کی کوشش کی تھی۔ مگر میں کیا کرتی آپ اب وہ تو معلوم ہی نہیں

ہوتے۔۔۔۔۔۔ زمین وہ آسمان کا فرق ہو گیا ہے"۔

دفعتاً عمران کے چہرے پر پھر حماقت آمیز سنجیدگی طاری ہوگئی جس میں غمزدگی کی بھی ہلکی سی جھلک پائی جاتی تھی۔

"آؤ چلیں سوپر فیاض"۔اس نے فیاض کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا اور ڈاکٹر جبین سے بولا۔ "مسز چنگیزی کا خیال رکھئے گا۔ہم ابھی پھر واپس آئے گے۔ہماری واپسی سے قبل انہیں ان واقعات کا علم نہ ہونے پائے جو ابھی پیش آئے ہیں"۔

--------------------------------*-------------*

تھوڑی دیر بعد عمران کی کار سڑک پر فراٹے بھر رہی تھی اس کے ساتھ کیپٹن فیاض بھی تھا۔عمران کو توقع تھی کہ چوہان نے ضغیم کو سکیرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر دانش منزل سے اس کے فلیٹ میں منتقل کر دیا ہوگا۔

"اب کہاں گھسیٹ رہے ہو"؟۔فیاض نے پوچھا۔

" گھر چل رہے ہیں پیارے۔آخر تم بور کیوں ہو رہے ہو"؟۔

"تمہاری آج کی حرکت ہمیشہ یاد رہے گی اگر تم نے مجھے دھوکے میں نہ رکھا ہوتا تو شائد میں اس کے ہتھکڑیاں لگا بھی دیتا۔مگر اچانک اور غیر متوقع طور پر وہ ذہنی جھٹکا میرے لیے اعصابی اختلال کا باعث بن گیا تھا۔۔آہا۔۔۔۔مگر یہ بتاو کہ آخر یہ منسٹری آف ڈیفنس کہاں سے آ کودی تھی"؟۔

خان دلاور ایک ایسے بندر کا مالک تھا جس کی تلاش میں منسٹری آف ڈیفنس کی سیکرٹ سروس بہت دنوں سے سرگرداں تھی۔یہ ایک اعلی پیمانے پر ٹرینڈ بندر ہے۔خان دلاور اس سے عموما پیغام رسائی کا کام لیا کرتا تھا۔ادھر ایک ملٹری آفیسر پر شبہ کیا جا رہا تھا کہ وہ کسی غیر ملک کا ایجنٹ ہے۔ملٹری کی سیکرٹ سروس اس کے پیچھے تھی۔اچانک ایک دن سیکرٹ سروس کے ایک ممبر نے اس کے پاس ایک بندر دیکھ لیا جو اس کے باغیچے کے ایک درخت سے اترا تھا اور اس کی طرف نیلے رنگ کا بڑا سا لفافہ بڑھا رہا تھا۔

ملٹری آفیسر اسی وقت حراست میں لیا گیا مگر بندر نکل بھاگا۔لفافے سے جو کاغذات برآمد ہوئے تھے۔وہ اس کے ثبوت کے لیے کافی تھے کہ وہ کسی دوسرے ملک

کے لیے منجری کر رہا ہے۔مگر بندر کس کا تھا اور کاغذات کس نے اس کے پاس بھجوائے تھے اس کا علم نہیں نہ ہو سکا۔مجرم آفیسر نے اپنی زبان بالکل بند کر لی تھی۔مجھے اس واقعہ کا علم تھا۔لہذا جب وہ بندر میرے سامنے آیا اور یہ ثابت ہو گیا کہ وہ کس کا ہو سکتا ہے تو میں نے اس کی اطلاع منسٹری آف ڈیفنس کو دی اور وہاں سے مجھے خان دلاور کی گرفتاری کا اجازت نامہ مل گیا"۔

"آخر یہ تمہیں دھڑا دھڑ اجازت نامے کیسے مل جاتے ہیں"؟"۔فیاض نے کہا لیکن عمران نے اس کا جواب نہیں دیا۔پھر تھوڑی دیر بعد وہ ڈاکٹر سیفی کی کہانی دہرا رہا تھا۔

"اس کچے مکان میں میں نے چیسٹر فیلڈ سگریٹ کے آدھ جلے ٹکڑے دیکھے تھے۔یہ خان دلاور ہی کا برانڈ تھا۔وہ یہی سگریٹ پیتا ہے اور آدھے سگریٹ سے زیادہ نہیں پیتا۔پھر عادتاً اسے بجھا کر پھینکتا ہے۔جلتا ہی ہوا نہیں پھینک دیتا اگر وہ کسی ایسی جگہ ہو جہاں سگریٹ کا جلتا ہوا ٹکڑا بجھانے کے لیے کوئی چیز نہ ملے تو وہاں اپنا پیر اٹھا کر اسے جوتے کی ایڑی سے نہیں رگڑتا ہے۔جب بجھ جاتی ہے تب ہی پھینکتا ہے۔نہ زمین پر پھینک کر جوتے سے رگڑتا ہے۔اور نہ جلتا ہوا پھینکتا ہے۔یہ اس کی بہت پرانی عادت ہے۔عادت ہی ٹھہری جو کسی حال میں بھی پیچھا نہیں چھوڑتی۔اچھا تو وہ میرے پہنچنے سے کچھ دیر قبل اس مکان میں موجود تھا۔لیکن تنہا نہیں اس کے ساتھ کوئی اور بھی تھا۔اس کا اندازہ میں نے دو مختلف سائز کے پیروں کے نشانات سے لگایا تھا"۔

"دوسرا کون تھا"؟۔

"اس کا سیکرٹری ضغیم تھا"۔

"تو یہ چنگیزی بھی غیر ملکی سراغ رسانی کے جرم میں ملوث تھا"؟۔

"نہیں،اس کا قتل تو دولت اور عورت کی ہوس کا نتیجہ تھا۔ظاہر ہے کہ اس کے بعد اس کا ترکہ مسز

چنگیزی ہی کو ملتا ہے۔اور پھر کوشش ہوتی کہ وہ خان دلاور سے شادی کر لے لیکن یہ طے ہے کہ خان دلاور ایک غیر ملکی ایجنٹ بھی ہے۔پچھلی رات سیکرٹ سروس والوں نے اس کی دیہی کوٹھی سے کچھ ایسے کاغذات برآمد کر لیے ہیں جن سے اس کا ثبوت ملتا ہے۔چنگیزی کے قتل کی کہانی تو تم ضغیم ہی سے سننا ۔اور پھر سوچنا کہ اس نے تمہیں اس بار جشن میں کیوں مدعو کیا تھا۔وہ تمہاری موجودگی میں ایک بہت بڑا جرم کر کے صاف نکل جانا چاہتا تھا"۔

77

تھوڑی دیر بعد وہ فلیٹ میں پہنچ گئے۔ ضغیم وہاں موجود تھا۔اور اس کی حالت اچھی نہیں نظر آ رہی تھی۔ چہرہ زرد تھا اور آنکھوں کے گرد سیاہ رنگ کے حلقے دکھائی دیتے تھے۔

" کیا رہا جناب"؟۔اس نے چھوٹتے ہی پوچھا۔

"ٹھکانے لگا آئے"۔عمران مسکرایا۔

"خس کم جہاں پاک"۔ضغیم کی آواز لرز رہی تھی۔

"ہاں۔۔۔۔دوست، یہ سوپر فیاض تمہارا بیان لینا چاہتے ہیں۔اور تمہیں یقین ہونا چاہیئے کہ تم سلطانی گواہ بنا کر چھوڑ دیئے جاوگے"۔

"اگر نہ بھی چھوڑا جاوں تو مجھے افسوس نہ ہوگا۔کیونکہ وہ ایک احسان فراموش کتا تھا۔اس نے مجھے بھی ختم کر دینے کی کوشش کی تھی کپتان صاحب۔مجھے زہر دلوایا تھا۔اگر عمران صاحب فوراً ہی میری خبر نہ لیتے تو میں اس وقت بیان دینے کے لیے زندہ نہ ہوتا"۔

فیاض نے کچھ پوچھنا چاہا۔لیکن عمران نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔ "زہر والا واقعہ میں تمہیں بتاوں گا لیکن انہیں اپنے طور پر بیان دینے دو"۔

فیاض خاموش ہی رہا۔ ضغیم نے دو چار گہری گہری سانسیں لیں اور بولا۔ "میں دلاور کی ملازمت کرنے سے پہلے ڈاکٹر سیفی کی لائبریری کی دیکھ بھال کرتا تھا۔یہ ان دنوں کی بات ہے جب ڈاکٹر موجودہ کوٹھی کے بجائے یونیورسٹی ایریا کی ایک عمارت میں رہتے تھے۔چونکہ وہاں تنخواہ کم تھی۔

اور میرے حوصلے بلند تھے اس لیے میں نے ڈاکٹر کی ملازمت ترک کر دی اور کسی طرح خان دلاور تک آ پہنچا۔ایک دن خان دلاور نے مجھ سے پوچھا کہ ڈاکٹر سیفی کی لائبریری میں الیکٹرک سٹی کے موضوع پر کتابیں ہیں؟۔میں نے اثبات میں سر ہلا دیا کیونکہ وہاں سینکڑوں تھیں۔الیکٹرک سٹی ڈاکٹر کا پسندیدہ موضوع تھا اور وہ ضرورت پڑنے پر کتابیں مجھ ہی سے نکلوایا کرتا تھا۔خان دلاور نے شوبرٹ کی کتاب البرق کے پہلے ایڈیشن کا تذکرہ چھیڑ دیا میں نے اسے بتایا کہ ڈاکٹر کے یہاں وہ کتاب تھی اس نے اسے دیکھنے کا اشتیاق ظاہر کیا یہ کوئی ایسی مشکل بات نہیں تھی کہ اس کا اشتیاق پورا نہ ہوسکتا۔میں اسے اپنے ساتھ ڈاکٹر کے یہاں لے گیا تھا۔اور اسے وہ کتاب دکھائی تھی۔خود مجھے اس موضوع سے کوئی دلچسپی نہیں ہے

۔۔۔کچھ ہی دنوں بعد خان دلاور مجھ پر اعتماد کرنے لگا۔وہ ایسا کرنے پر مجبور تھا کسی نہ کسی پر تو اعتماد کرنا ہی پڑتا، کیونکہ بہتیرے کام وہ تنہا نہیں کرسکتا تھا۔مگر ان میں راز داری شرط تھی۔ایک تو اس بندر کی نگہداشت ہی تھی جو اس نے کلی طور پر میری سپرد کر دی تھی۔میرے علاوہ اور کسی کو اس بندر کے متعلق نہیں معلوم تھا۔اسے حیرت انگیز طور پر تربیت دی گئی تھی۔وہ آدمیوں کی طرح فائرنگ کرسکتا تھا۔لیکن شائد مسز چنگیزی کو آج بھی معلوم نہ ہو کہ خطوط لکھنے والا کون ہے۔وہ ان خطوط پر اپنا نام نہیں ڈالتا تھا۔اس کا کہنا تھا کہ اس طرح وہ ایک پراسرار آدمی کی حیثیت سے اس کے دل میں گھر کرلے گا۔اور پھر جب ضرورت پڑے گی تو اس پر ظاہر بھی کر دے گا۔چونکہ وہ اس کے متعلق بہت زیادہ سوچ چکی ہوگی۔اس لیے اسے قبول کر لینے میں اسے ہچکچاہٹ بھی نہ محسوس ہوگی۔اس صورت میں بے تحاشہ اس پر گرے گی۔وہ اکثر کہا کرتا تھا۔کہ عورت اس قسم کی جانور ہے۔۔۔۔۔۔مگر میں سوچتا تھا کہ وہ موقعہ کون سا ہوگا۔جب وہ اسے قبول کرنے کے لیے غور کرے گی۔ظاہر ہے کہ اس کی دو ہی صورتیں ہی ہوسکتی تھیں۔یا تو چنگیزی مر جاتا یا وہ اس سے طلاق لے لیتی۔چند ہی دنوں بعد چنگیزی کو اس پیغام رساں بندر کا علم ہوگیا اور مسز چنگیزی نے وہ سارے خطوط بھی اس کے حوالے کر دیئے۔اب وہ

اس بندر کو ختم کر دینے کے درپے ہو گیا۔ دن بھر رائفل اور دوربین لیے چھت پر ٹہلتا رہتا۔۔۔۔۔۔۔۔ ایک دن خان دلاور کہنے لگا۔ شائد چنگیزی کو مجھ پر شک ہے۔ کیونکہ اس نے بندر اور خطوط کا تذکرہ میرے علاوہ اور کسی سے نہیں کیا۔ خیر اگر اسے شبہ ہی ہو گیا ہے تو اس کے لیے اسے بھگتنا ہی پڑے گا۔ پھر کچھ دنوں بعد اس نے دیہی کوٹھی کے سالانہ جشن کے دعوت نامے تقسیم کرائے۔ مسٹر اور مسز چنگیزی بھی مدعو تھے۔ دراصل س نے انہیں اسی لیے مدعو کیا تھ کہ چنگیزی کو ٹھکانے لگا دے۔ لہذا وہی ہوا۔ چنگیزی پراسرار طور پر ہلاک ہو گیا۔ سوپر فیاض کو تو وہ اس سلسلے میں طفل مکتب سے زیادہ نہیں سمجھتا تھا۔ البتہ عمران صاحب کی وجہ سے اسے تشویش تھی وہ انہیں خطرناک سمجھتا تھا۔ لیکن جب سے شہر سے واپس آئے۔ تو اس نے ان کے گلے میں کیمرہ لٹکتے دیکھ کر خوب قہقہے لگائے اور مجھ سے کہا دیکھو ہوز یروز یرو سکس کا ٹرانسمیٹر لایا ہے۔ میں نے کہا تو پھر اسے الو بنایا جائے ۔۔۔ اس نے پوچھا کیسے؟۔ میں نے کہا کہ ٹرانسمیٹر استعمال ہی کے لیے لایا گیا ہے وہ اسے یقیناً استعمال کرے گا۔ کیوں نہ ہم اس فری کوئینسی کے کسی ٹرانسمیٹر کے ذریعے اسے پریشان کریں۔ پھر رات کو جب آپ عقبی پارک میں گئے تو مجھے یقین ہو گیا کہ

آپ کسی سے ٹرانسمیٹر پر گفتگو کریں گے۔ میں نے بھی اسی فری کوئینسی کا ایک ٹرانسمیٹر سنبھال لیا۔ اور دو مختلف آوازوں میں بولنے لگا۔ میں دراصل آپ کو غلط راستے پر ڈالنا چاہتا تھا کہ یہ قتل کسی ایسے آدمی کے ایما پر ہوا ہے جو اس کوٹھی سے تعلق نہیں رکھتا۔ لیکن اس کا کوئی نہ کوئی مددگار کوٹھی میں موجود ہے پھر کسی عورت کی آواز سن کر میں خاموش ہو گیا اور آپ نے اس عورت کو خاموش رہنے کی ہدایت کر دی تھی ۔۔۔ کچھ بھی ہو۔ مجھے بیحد پریشانی ہوئی چنگیزی بے گناہ مارا گیا۔ خود وہ بھی مطمئن نہیں تھا اب اسے فکر تھی کہ کہیں بیگم چنگیزی آپ لوگوں کو بندر کی کہانی نہ سنانے بیٹھ جائیں۔ وہ انہیں اس سے روکنا چاہتا تھا۔ اسی لیے اس نے مورنیکا کا انجکشن دے کر اسے دوبارہ بے ہوش کر دیا تھا۔ ہوسکتا ہے کہ انہوں نے بندر ہی کے متعلق بتانے کے لیے کپتان صاحب کو بلوایا ہو۔ دوسرے دن کوٹھی خالی ہو گئی۔

سب شہر چلے آئے۔ اسی دن رات کو اس نے مجھے ساتھ لیا اور چل پڑا۔ پھر تھوڑی دیر بعد گاڑی سیفی کی کوٹھی کے عقبی پارک کے قریب والی سڑک پر روکی اور وہ خود اتر گیا مجھ سے کہہ گیا کہ میں ابھی آتا ہوں جیسے ہی میں واپس آؤں۔۔۔۔ گاڑی بہت تیزی سے نکال لے جانا۔۔۔۔۔ میں وہیں پر بیٹھ گیا اور وہ اندھیرے میں غائب ہو گیا۔ تھوڑی ہی دیر واپس آ گیا اور پھولی ہوئی سانسوں سے بولا کہ جلدی چلو۔ دیہی کوٹھی۔ سنسان راستوں سے چلو۔ کوٹھی پہنچ کر میں نے اس کے ہاتھوں اور کپڑوں پر خون کے دھبے دیکھے۔ تب س نے بتایا کہ وہ ڈاکٹر سیفی کو قتل کر آیا ہے۔ محض عمران صاحب کے خوف سے میں نے وضاحت چاہی۔ اس نے بتایا کہ ہوسکتا ہے عمران صاحب کو بھی شوبرٹ کی کتاب کا علم ہو کیونکہ وہ بھی سائنس کے ڈاکٹر ہیں۔ دراصل عمران صاحب کا خوف اس پر مسلط ہو گیا تھا۔ لیکن کبھی کبھی وہ کہتا تھا۔ ارے وہ بھی اپنا یار ہی ہے منالیں گے اگر ضرورت پڑی۔ میں نے پوچھا آخر شوبرٹ کی کتاب کیوں؟۔ تب اس نے بتایا کہ ایک نسخہ کے ذریعے اس نے چنگیزی کو ختم کیا تھا۔۔۔۔ میں نے کہا تو بے چارے کو کیوں مار ڈالا۔ شاید اسے یاد بھی نہ رہا ہو کہ آپ نے کبھی وہ کتاب اس کے یہاں جا کر دیکھی تھی۔ پھر وہ کھلا کہ اسی صبح ایک خوبصورت یوریشین لڑکی ساتھ سیفی کے یہاں گیا تھا کہ یا تو وہ کتاب ہی وہاں سے اڑا لائے یا کم از کم وہ صفحات نکال لائے جن پر وہ نسخہ تحریر تھا۔ کتاب تو نہیں لا سکا تھا لیکن صفحات ضرور پھاڑ لایا تھا۔ پھر اسے اختلاج نے گھیرا اور وہ سوچنے لگا کہ ممکن ہے کہ آج ہی عمران صاحب وہاں جائیں۔ وہ کتاب نکلوائیں اور جب اس میں وہ اوراق نہ ملیں۔ تو سیفی سے ان کے متعلق پوچھ گچھ کریں اور

سیفی انہیں بتا دے کہ آج کس نے وہ کتاب نکلوائی تھی۔ لہذا سیفی ہی کو کیوں نہ قتل کر دیا جائے۔ میرا خیال ہے کہ چنگیزی کے قتل نے اس کی عقل ہی سلب کر لی تھی۔۔۔۔۔۔ ورنہ کون کرتا ہے جتنا اس نے عمران صاحب کے متعلق سوچ ڈالا تھا۔

عمران صرف مسکراتا رہا کچھ بولا نہیں۔ فیاض نے اس سے پوچھا۔ " کیا مسز چنگیزی کو اب تک علم

نہیں ہوسکا کہ بندر کا مالک کون تھا"۔

"جی نہیں۔۔۔۔۔ابھی تک اور پھر اس نے مجھے بھی زہر دے دیا۔۔۔۔ورنہ پہلے تو اس نے مجھے کروڑ پتی بنا دینے کا وعدہ کیا تھا۔کہا تھا کہ میں تو صرف اس عورت کو حاصل کرنا چاہتا ہوں۔چنگیزی کی دولت سے مجھے کوئی سروکار نہیں ہے میں تمہیں اس کی املاک کا اور کاروبار کا مختار بنا دوں گا۔زندگی بھر عیش کرنا"۔

تھوڑی دیر بعد فیاض نے کوتوالی فون کر کے پولیس کار طلب کی اور ضغیم کو کوتوالی بھجوا دیا۔عمران نے فیاض کو روک لیا تھا۔

"ہاں سوپر فیاض۔دلاور نے نہیں بلکہ میں نے زہر دیا تھا۔چونکہ۔۔۔۔۔

"نہیں پیارے اگر یہ نہ کرتا تو فرشتے بھی اتنا شاندار گواہ نہ پا سکتے۔میں نے چاروں طرف جال پھیلانے کی کوشش کی تھی۔مجھے معلوم تھا کہ ضغیم روزانہ شام کو وکٹوریہ ہوٹل میں بیٹھتا ہے میں نے انتظام کیا کہ میری ایک خاص الخاص ایجاد کافی میں ملا دی جائے۔خاصیت اس ایجاد کی یہ ہے سوپر۔ کہ اگر کوئی صرف ایک ماشہ سفوف اپنے معدے میں اتار لے جائے۔تو پانچ منٹ کے اندر ہی اندر اس کے دماغ کا کباڑا ہوسکتا ہے یعنی بالکل آوٹ۔۔۔۔جب وہ بے ہوش ہوگیا تو میں نے اسے وکٹوریہ ہوٹل سے اٹھوایا۔پھر ایک ایسا ڈاکٹر بھی پیدا کرنا پڑا جو اسے ہوش آنے پر یقین دلا سکتا تھا کہ اسے زہر دیا گیا تھا۔اسے یقین دلایا گیا اور میں نے اسے بتایا کہ وہ وکٹوریہ والے فٹ پاتھ پر بیہوش پڑا تھا۔میں اسے یہاں اٹھا لایا۔۔۔۔۔بس پھر وہ اس بری طرح سب کچھ اگلنے لگا تھا سوپر فیاض۔ کہ مزہ ہی آ گیا۔اسے یقین تھا کہ اسے جو شخص اپنا ایک جرم چھپانے کے لیے سیفی کو قتل کر سکتا ہے تو وہ اسے بھی زہر دے سکتا ہے کیونکہ وہ تو اس کے بہتیرے رازوں سے واقف تھا۔اچھا اب تم جاو۔اور مسز چنگیزی کو بتا دو کہ چنگیزی کا قاتل گرفتار کر لیا گیا ہے لیکن اسے بندر اور خطوط کے متعلق ابھی کچھ نہ بتانا۔

"جاو۔۔۔۔۔۔۔۔۔کیونکہ اب یہاں بھی ٹریجڈی ہونے والی ہے۔میں اپنے سر پر مونگ کی دال کی ہانڈی توڑنے جا رہا ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔روزانہ مونگ کی دال پکا کر رکھ دیتا ہے یہ سلیمان کا بچہ"۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔تمام شد۔۔۔۔۔۔۔*۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔*